منظور شدہ سررشتہ ہائے تعلیم پنجاب صوبہ دہلی بمبئی و مدراس بطور ٹیکسٹ بک

سلسلۂ ادبیہ

رفیع الدین ہاشمی
۳ ر ستمبر ۱۹۷۹

اُردُو کورس

پانچویں جماعت کے لئے

مؤلفہ

ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لاء
سابق ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل
و
حکیم احمد شجاع بی۔ اے۔ (علیگ)
سیکرٹری پنجاب لیجسلیٹو کونسل

۱۹۳۷ء

گلاب چند کپور اینڈ سنز بک سیلرز پبلشرز انار کلی لاہور
نے
اپنے مطبع پنجاب آرٹ پریس لاہور میں بابو پیارے لال کے اہتمام سے چھپایا

ایڈیشن سوم   بار ششم   قیمت ۸ر ۹ پائی

دیباچہ

اِس سے پہلے چھٹی - ساتویں - اور آٹھویں جماعت کے لئے اُردو کورس تیار کئے گئے تھے - جن کو پنجاب صوبجات متحدہ اور مدراس کی ٹیکسٹ بک کیٹیوں نے منظور فرمایا - اور مدارس کے معلمین اور طلباء نے بہ نظر پسندیدگی دیکھا - اس وقت یہ کورس عام طور پر ہندوستانی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں - خدا کا شکر ہے کہ یہ کورس جن اصولوں کے ماتحت مرتب کئے گئے تھے - قابل حوصلہ افزائی ثابت ہوئے - اب پانچویں جماعت کا اُردو کورس ہدیۂ ناظرین ہے - اس میں بھی اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے - کہ عِلم ادب کے مضامین اِس طرح جمع کئے جائیں - کہ طلباء کو نئی معلومات حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو زبان سے دلبستگی پیدا ہو - اور وہ ایسے اندازِ تحریر سے واقف ہو جائیں - جو اظہارِ مطالب پر حاوی ہو - مضامین کے انتخاب میں زمانۂ حاضرہ کی تمام ضروریات کا خیال رکھا گیا ہے - اور کوشش کی گئی ہے - کہ مضامین ایسے دِلکش اور پُر اثر ہوں کہ بچوں کی طبیعت ان کی طرف خود بخود راغب ہو - یہ مضامین بچوں کے دل میں مادرِ وطن کی محبت - اخلا

جرأت اور ادبی ذوق پیدا کرنے کے لئے اہل ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ معلمین ان کو پڑھانے وقت اُن تمام جذبات عالیہ کو طلباء کے دِل و دماغ پر نقش کرنے کی کوشش کرینگے۔ جو اِن مضامین کی تہ میں موجزن ہیں۔ بچوں کی تعلیمی مشکلات کو کم کرنے کے لئے ایک فرہنگ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اور قواعد اُردو کے اصولوں کو ان اسباق کے ذریعے آسان طریقے پر ذہن نشین کرنے کے لئے ہر سبق کے اختتام پر مشقی سوالات لکھ دئے گئے ہیں۔ خدا کرے یہ کورس بھی پہلی کتابوں کی طرح طلباء کے دل میں علم ادب کا ذوق پیدا کرنے میں کامیاب ہو۔ اور وہ اس قابل ہو جائیں۔ کہ اپنے خیالات کا اظہار صاف اور سلیس اُردو میں کر سکیں۔ کہ حقیقت میں یہی تمام درسی کتب کا منشا ہے ؛

ہم جناب قبلہ سید اولاد حسین شاداں بلگرامی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے ممنونِ احسان ہیں۔ کہ اُنہوں نے اس نصاب کی زبان پر نظر ثانی فرمائی۔ حضرت ممدوح اہل زبان ہیں۔ اور ان کا علم و فضل کسی مزید تعارف کا محتاج نہیں ؛

مؤلفین

IQBAL ACADEMY PAKISTAN
LIBRARY
Acc No.

گذارش

مؤلفین کتاب ہذا کی خواہش تھی - کہ میں
اس نصاب کی زبان پر بحیثیت صحت و سقم
نظر ثانی کروں - چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے
جہاں کہیں مجھے اپنے خیالات کے موافق سقم
معلوم ہؤا - میں نے بلا امتیاز ترمیم کر دی یا
نوٹ لکھ دیا - میں اس کتاب کے ہر مضمون کے
مؤلف کو قابلِ فخر ہستی سمجھتا ہوں - بعض مصنفین
کی قابلیت مسلّم ہندوستان ہے - ساتھ ہی اس کے
میں یا کوئی خطائے بشری سے خالی نہیں -
۹ جون ۱۹۲۸ء

سید اولاد حسین شاداں بلگرامی
(پروفیسر اورینٹل کالج لاہور)

فہرست مضامین

نمبر سبق	عنوان	مصنف	نمبر صفحہ
۱	خدا کی قدرت (نظم)	مولانا حالی مرحوم	۱
۲	ادب (نثر)	مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی	۳
۳	لوری (نظم)	جناب افسر میرٹھی	۷
۴	تندرستی (نثر)	مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی	۹
۵	تندرستی (نظم)	جناب محروم	۱۴
۶	چٹورپن (نثر)	مولوی سید احمد صاحب دہلوی	۱۶
۷	وقت (نظم)	مولوی حامد حسن قادری	۱۹
۸	وقت خود دولت ہے (نثر)	نواب محسن الملک	۲۰
۹	پن چکی (نظم)	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب	۲۷
۱۰	نمک کی کان (نثر)	از رسالہ مخزن	۲۹
۱۱	صبح کی آمد (نظم)	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب	۳۳
۱۲	ہاتھی (نثر)	مولانا بیتاب	۳۷
۱۳	گرمی (نظم)	حالی مرحوم	۴۴
۱۴	شاہجہان کا دربار	جناب شوق	۴۷
۱۵	اچھا آدمی (نظم)	جناب محروم	۵۳
۱۶	قول کا پورا صادق (نثر)	مولوی عبد اللہ خاں مرحوم	۵۴
۱۷	کام (نظم)	جناب محروم	۶۲

نمبر سبق	عنوان	مصنّف	نمبر صفحہ
۱۸	اصلی شرافت (نثر)	مولوی حمید عالم چشتی	۶۳
۱۹	بچّے کا پہلا احساسِ غم (نظم)	جناب محروم	۶۹
۲۰	تار گھر (نثر)	جناب اعظم کریوی	۷۱
۲۱	چاند بی بی کی بہادری (نظم)	حضرت کوثر	۷۷
۲۲	روضۂ تاج محل (نثر)	سر عبد القادر	۸۰
۲۳	سچّی دوستی (نظم)	مولوی حامد حسن قادری	۸۵
۲۴	ہاتھوں کی نمائش (نثر)	جناب سیفی سہواروی	۸۸
۲۵	پھول اور کانٹا (نظم)	جناب حامد حسن قادری	۹۱
۲۶	شہنشاہِ اکبر کا بچپن (نثر)	آزاد مرحُوم	۹۶
۲۷	اندھا لڑکا (نظم)	جنابِ محرُوم	۱۰۳
۲۸	اصلی اور نقلی پھولوں کی پہچان (نثر)	مولوی عبید اللہ خاں مرحوم	۱۰۵
۲۹	قطب صاحب کی لاٹھ (نثر)	سر سیّد مرحوم	۱۰۸
۳۰	مور (نظم)	جنابِ محروم	۱۱۴
۳۱	انگریزی سلطنت کی برکتیں (نثر)	مولانا حالی مرحوم	۱۱۷
۳۲	حُبِّ وطن (نظم)	جنابِ محروم	۱۲۳

نمبر سبق	عنوان	مصنّف	نمبر صفحہ
۳۳	قسطنطنیہ	جناب پنڈت رتن ناتھ سرشار	۱۲۲
۳۴	گھڑیاں اور گھنٹے (نظم)	مولانا حالی مرحوم	۱۲۷
۳۵	زمین کی کشش (نثر)	مولوی عابد حسن فریدی ایم - اے -	۱۳۰
۳۶	سنجوگتا (نظم)	حضرت افسر میرٹھی	۱۳۵
۳۷	مٹی کا تیل	خواجہ حسن نظامی	۱۳۸
۳۸	دیا سلائی (نثر)	خواجہ حسن نظامی	۱۴۱
۳۹	وفادار غلام (نثر)	. . . .	۱۴۵
۴۰	بہشتِ بریں (نظم)	مولوی سیّد احمد کبیر صاحب	۱۵۲
۴۱	والمیک (نثر)	جناب سدرشن	۱۵۵
۴۲	شیر شاہ سوری (نثر)	. . . .	۱۶۰
۴۳	حواسِ خمسہ (نثر)	جناب محمد حسین محوی	۱۶۵
۴۴	سرودِ زندگی (نظم)	مولوی سیّد احمد کبیر صاحب	۱۷۱
۴۵	مکتوباتِ آزاد (نثر)	آزاد مرحوم	۱۷۵
۴۶	اندھی بہری اور گونگی عورت (نثر)	حکیم احمد شجاع صاحب بی اے	۱۸۰
۴۷	کرمچگ (نظم)	حضرت نظیر اکبر آبادی مرحوم	۱۸۹
۴۸	بنارس (نثر)		۱۹۱
۴۹	ملکہ معظمہ وکٹوریا	سر سید احمد خاں مرحوم	۱۹۴

نمبر سبق	عنوان	مصنف	نمبر صفحہ
۵۰	آنکھ کا نور (نظم)	اکبر مرحوم	۲۰۱
۵۱	ہمت والوں کی صدا (نظم)	جناب دیوانہ	۲۰۳
۵۲	بہارستان کا آسیب (نثر)	حکیم احمد شجاع صاحب	۲۰۵
۵۳	نمک کا داروغہ	جناب پریم چند صاحب	[illegible]
۵۴	فرہنگ	ـ " "	۲۴۰

اُردُو کورس

پانچویں جماعت کے لئے

۱۔ خُدا کی قُدرت

پچھوا   پُروا   غرض

۱ ہر دم تیری آن نئی ہے
جب دیکھو تب شان نئی ہے

۲ یاں پچھوا ہے واں پُروا ہے
گھر گھر تیرا حکم نیا ہے

۳ پھول کہیں کملائے ہوئے ہیں
اور کہیں پھل آئے ہوئے ہیں

۴ کھیتی ایک کی ہے لہراتی
ایک کا ہر دم خُون سُکھاتی

۵ ایک پڑے ہیں دھن کو ڈبوئے
ایک ہیں گھوڑے بیچ کے سوئے

۶ ایک نے جب سے ہوش سنبھالا
رنج سے اُس کو پڑا نہ پالا
۷ ایک نے اِس دُنیا میں آ کر
چَین نہ دیکھا آنکھ اُٹھا کر
۸ مینہ کہیں دولت کا ہے برسنا
ہے کوئی پانی تک کو ترسنا
۹ ایک کو مرنے تک نہیں دیتے
ایک اُکتا گیا نیند ہی لیتے
۱۰ حال غرض دُنیا کا یہی ہے
غم پہلے اور بعد خوشی ہے

سوالات

۱ - اِس نظم کا مطلب مختصر لفظوں میں بیان کرو۔

۲ - "خون سکھانا - گھوڑے بیچ کے سونا - ہوش سنبھالنا - پالا پڑنا" کا مطلب بیان کرو - اور اپنے فقروں میں استعمال کرو۔

۳ - "غم پہلے اور بعد خوشی" کا مطلب بیان کرو۔

۴ - اِس نظم میں فعل کون کون سے آئے ہیں؟

۵ - پچھوا اور پُروا کا بارش سے کیا تعلق

۲۔ ادب

خادِم جاہِل لازِم واجِب

قابلِ ادب اِطاعت ردّوکد

۱۔ تم کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ گو آدمی سب ایک طرح کے ہیں۔ دو کان۔ دو ہاتھ۔ دو ٹانگیں۔ ایک ناک۔ ایک سر سب کے برابر ہیں۔ لیکن پھر بھی آدمیوں میں بہت فرق ہے کوئی باپ ہے کوئی بیٹا۔ کوئی اُستاد ہے۔ کوئی شاگرد۔ کوئی آقا اور مالِک۔ کوئی نوکر اور خادِم۔ کوئی عالم کوئی جاہِل۔ کوئی حاکِم۔ کوئی طبیب۔ کوئی دُکاندار کوئی مزدُور۔ پس اگر سب آدمی درجے میں برابر ہوں۔ تو دُنیا کا تمام انتظام ٹُوٹ جائے۔ اِس لئے ہر ایک کے واسطے خاص درجہ اور خاص رُتبے مقرّر ہیں۔ بیٹے کو باپ کا۔ شاگرد کو اُستاد کا۔ نوکر کو مالِک کا۔ اور بیمار کو طبیب کا حُکم ماننا لازِم اور واجب ہے۔

عُمر۔ رِشتے۔ ذات۔ تمیز۔ لیاقت۔ دولت اور حکوُمت سے بھی درجہ معلوُم ہوتا ہے۔ جِس

کی عمر زیادہ ہو اور رشتے میں بڑا - یا جو ذات میں شریف ہو - جیسے مسلمانوں میں سیّد اور ہنود میں برہمن - یا جس کی لیاقت زیادہ ہو - جیسے مولوی اور پنڈت - یا جو دولتمند اور حاکم ہو - سب قابلِ ادب ہیں ؛

۳ - اگر تم ادب کرتے ہو - تو یہ نہ سمجھو کہ ہم دُنیا کی ایک رسم ادا کرتے ہیں - اور اگر ادب نہ بھی کریں - تب بھی کچھ نقصان نہیں - خبردار ایسی بات ہرگز ذہن میں نہ آنے دو - ادب نہ کرنے میں سراسر تمہارا نقصان ہے - جس کا تم ادب کروگے - ضرور وہ تم سے خوش ہوگا - اور اُس کا جی چاہیگا - کہ تمہیں کچھ نفع پہنچائے - اُستاد کا ادب کروگے - جی لگا کر اور سمجھا کر سبق دیگا - جب بھُولوگے - خوشی سے بتا دیگا - ماں باپ کا ادب کرو - تو پھر دیکھو - کیسے کیسے چَین وہ تم کو کراتے ہیں - جو مانگوگا وہ موجود - جو کہا وہ حاضر - حاکم کا ادب کرو - تو وہ عزّت سے پاس بٹھائیگا - ہر بات میں تمہاری رعایت کریگا ؛

۴ - اب ادب نہ کرنے والوں کی حالت پر نظر کرو - بے ادب شاگرد کو اُستاد بے دِلی

سے پڑھاتا ہے۔ بھُولا ہُوا پُوچھتا ہے۔ تو بتانے
میں دریغ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کیسا نامحود
ہے۔ ایک دفعہ بتایا ہُوا یاد نہیں رکھتا۔ اُٹھ
اپنی جگہ پر کھڑا ہو۔ بے ادب بیٹا ماں سے
کوئی چیز مانگتا ہے۔ تو ماں کہتی ہے۔ پعل ڈو۔
ہو۔ مَیں تجھ ایسے کو نہیں دیتی۔

۵۔ بے ادب جب حاکم کے دربار میں جاتا
ہے۔ تو چپراسی الگ دھکّے دیتے ہیں۔ خدکوری
الگ۔ ادب صرف حکم ماننا ہی نہیں ہے۔ اگر
تم باپ کا حکم مانو۔ تو تم نے باپ کا ادب
پورا نہیں کیا۔ بلکہ ادب میں حکم ماننے کے
علاوہ دِل سے اطاعت اور دل سے تعظیم
ضروری ہے۔ تم پر جن جن کا ادب لازم
ہے۔ اُن کو جُھک کر سلام کیا کرو۔ جہاں
تک ہو سکے۔ اُن کی خدمت کرو۔ اُن کے
سامنے بد لحاظی کی کوئی بات نہ کرو۔ یہاں
تک کہ نشست و برخاست میں بھی اتنا لحاظ
کرو۔ کہ اُن کی طرف پُشت نہ ہو۔ اُن سے
اُونچے نہ بیٹھو۔ اُن کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ۔
اُن کے آگے نہ چلو۔ اُن سے بات چیت میں
ردّ و کد نہ کرو۔ اُن کے سامنے نہ بولو۔

اور بہت نہ ہنسو۔ اُن سے آنکھ مت ملاؤ۔
اُن کا نام نہ لو۔ اور جو ضرورتاً لو بھی۔ تو
بہت ادب کے ساتھ۔ نام کے پہلے لفظِ جناب
اور نام کے بعد لفظِ صاحب لگا کر لو۔ جب
تم اِتنی باتیں کروگے۔ تو ادب والے پیارے
بیٹے کہلاؤگے۔ جو لڑکے اپنے بڑوں کا ادب
نہیں کرتے۔ وہ دُنیا میں ہمیشہ ذلیل اور
خوار رہتے ہیں +

سوالات

۱۔ ادب کسے کہتے ہیں؟ اور کون کون لوگ ادب
کے لائق ہیں اور کیوں؟

۲۔ جو ادب کرے اُسے کیا کہتے ہیں؟ اور جو نہ
کرے۔ اُسے کیا؟ دونو میں فرق بیان کرو +

۳۔ ذیل کے الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔
نشست و برخاست۔ ردّ و کد۔ واجب +

۴۔ خادم۔ جاہل اور حاکم اسم کی کونسی قسم ہیں۔ اور
اور کس کس لفظ سے بنے ہیں؟

۳۔ لوری

یاس رنج و محن سخن

سوجا آنکھ کے تارے سوجا
سوجا دل کے سہارے سوجا
سوجا راج دُلارے سوجا
سوجا چاند ہمارے سوجا
سوجا سوجا پیارے سوجا

رات نے جھنڈے سُکھ کے اُڑائے
نیند کھڑی ہے پاؤں جمائے
ہاں اب ماں بچے کو سُلائے
دھیمی سُروں میں لوری گائے
سوجا، سوجا پیارے سوجا

کلیاں شاخوں پر سوتی ہیں
شاخیں جُھک جُھک کر سوتی ہیں
چڑیاں بے بستر سوتی ہیں
باجی اپنے گھر سوتی ہیں
سوجا سوجا پیارے سوجا

آہستہ کھیتوں سے نکل کر

ندّی سے گزری ہے سنبھل کر
پیڑوں کے سائے میں ٹہل کر
نیند آئی ہے دُور سے چل کر
سو جا سو جا پیارے سو جا

پاس میں آس بندھائیگا تُو
بگڑے کام بنائے گا تُو
دُکھ دُنیا کا مٹائے گا تُو
سُکھ دے گا۔ سُکھ پائیگا تُو
سو جا سو جا پیارے سو جا

خدمت کرنا پیارے وطن کی
رونق بننا اپنے چمن کی
یاد نہ آئے رنج و محن کی
کرنا قدر افسر کے سخن کی
سو جا سو جا پیارے سو جا

سوالات

۱ لوری کس غرض کے لئے دی جاتی ہے؟
۲ اس لوری میں ماں بچّے کو کیا نصیحت کرتی ہے اور اس نصیحت سے غرض کیا ہے۔ جب کہ چھوٹا بچّہ جسے لوری دی جاتی ہے۔ اس کا مطلب نہیں سمجھتا۔

۳- مطلب بیان کرو۔ اور نثر میں تبدیل کرو:-
(ا) یاس میں آس بندھائیگا تو ؛
(ب) رونق بننا اپنے چمن کی ؛
۴- یاس - آس - رنج و دشمن کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ؛
۵- ماضی مطلق کے کون کون سے صیغے اس سبق میں آئے ہیں؟

۴- تندرستی

غنیمت   اِحتیاط   مُضائقہ
مرطُوب   صحّت بخش   رُوح افزا

ا- ع- "تندرستی ہزار نعمت ہے"۔ صحت سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی چیز عزیز نہیں۔ پس تندرست رہنا بڑی بات ہے۔ بیماری ایک طرح کا عذاب ہے۔ جو تکلیف دینے کے علاوہ آدمی کے سب کام بند کر دیتی ہے۔ اگر کسی کو بیماری کا رنج ہو۔ تو دُنیا کے تمام عیش و عشرت اُس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ نہ کسی سے بات کرنے

کو جی چاہتا ہے - نہ کھانا مزے کا معلوم ہوتا ہے - نہ کسی شغل میں جی بہلتا ہے - غرض بیماری سے زیادہ انسان کا کوئی دشمن نہیں - جہاں تک ہو سکے - اس دشمن سے بچنا چاہیئے +

۲ - لوگ پیٹ کی خبرگیری اچھی طرح نہیں کرتے - اسی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں - اگر نقصان کرنے والی کوئی چیز کھا لو - تو اس کا نقصان فوراً معلوم نہیں ہوگا - اس کے دھوکے میں لوگ پڑے ہیں - لیکن زندگی کی اصل پیٹ ہے - کھانا پانی اوّل پیٹ میں جاتا اور وہاں ہضم ہوتا یعنی پکتا اور گلتا ہے - اور اس کا عمدہ عرق جگر میں جا کر خون بنتا ہے +

۳ - لڑکے اسی واسطے جلد جلد بیمار ہوا کرتے ہیں - کہ کھانے میں احتیاط نہیں کرتے - روئی سنگھاڑے - ککڑی - جھڑ بیری کے بیر - مٹر کی پھلیاں - چنے - بلا بدتر - جو ملا سب چٹ - پھر بیمار نہ ہوں - تو تعجب - اور جب بیمار پڑتے ہیں - تو مصیبت - یہ نہ دوا پیتے ہیں - نہ لگاتے ہیں - رونا ہے اور ہائے ہائے کرنا - خوب سمجھ لینا چاہیئے - کہ جب بیماری آ چکی - تو بے دوا کیئے نہیں ٹلے گی +

۴- ہر ایک آدمی کو تھوڑی سی ورزش اور محنت بھی ضرور ہے۔ تا کہ کھانا خوب ہضم ہو۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر آہستہ آہستہ ٹہلنا بھی لازم ہے۔ تا کہ کھانا پیٹ میں پچے۔ گرمی کے دنوں میں دھوپ کے وقت باہر پھرنا گویا زبردستی بخار کو گھر میں بلانا ہے۔ جب دھوپ تیز ہونے لگے۔ اور سموم جس کو لو بولتے ہیں۔ چلنے لگے تو مکان کے اندر محفوظ جگہ میں بیٹھنا چاہیئے۔ بد بو اور دھوئیں اور گرد اور نمی اور بند ہوا یہ پانچ چیزیں تندرستی کے لئے زہر ہیں۔ پس بدبو کے پاس بقدر ضرورت رہنے کا مضائقہ نہیں۔ باقی اس سے الگ رہنا چاہیئے۔ اسی طرح دھوآں بھی ضرر کرتا ہے۔ اور گرد و غبار بھی موجب نقصان ہے۔ نمی بہت بری چیز ہے۔ بھیگا ہوا کپڑا اوڑھے رہنا یا سیلے ہوئے مکان میں بیٹھنا ضرور بیماری کا باعث ہے۔ شبنم یعنی اوس اس لئے مضر ہے۔ کہ اس سے کپڑے بھیلتے ہیں۔ چھڑکاؤ کا کھلی ہوئی جگہ میں مضائقہ نہیں۔ جیسے صحن یا کھلی ہوئی چھت پر۔ لیکن بند کوٹھڑی میں چھڑکاؤ نہ کیا جائے۔ چھڑکاؤ کے بعد ایک بھبک اٹھتی ہے۔ اگر مکان کھلا

ہوتا ہے۔ تو مُبخارات نکل جاتے ہیں۔ لیکن بند مکان میں گُھٹ کر رہ جاتے ہیں۔ پس ان مُبخارات کے ملنے سے ہوا خراب اور زہریلی ہو جاتی ہے۔

برسات کے دنوں میں نمی کا بچاؤ مشکل ہوتا ہے۔ جو مکان ٹپکتا ہو۔ اور جس کی زمین تر ہو۔ اُس میں رہنا اچھّا نہیں۔ جب دھوپ نکلے۔ بلا ضرورت سب کپڑے خشک کرانے چاہئیں۔ کیونکہ برسات کی ہوا مرطوب ہوتی ہے۔ اندر کے رکھّے ہوئے کپڑے بھی سیل جاتے ہیں۔ نہانے کے بعد فوراً تمام بدن کو کپڑے سے خشک کرنا چاہیئے۔ اور اس کپڑے کا الگ رکھنا بہتر ہے۔ بالا خانے پر رہنا اور اگر بالا خانہ مکان میں نہ ہو۔ تو کُھلے ہوئے دالان میں رہنا اچھا ہے۔ کوٹھڑی جس میں اسباب بھرا ہے۔ اور ہوا بند ہے۔ اُس میں جانا نہ چاہیئے۔ اُس کے اندر کی ہوا اچھی نہیں ہوتی۔ برتنوں کا دھوون کبھی مکان میں نہ ڈالا جائے۔ علیٰحدہ دُور پھینک دیا جائے۔ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ ترکاری کے پتّے مکان میں نہ پڑے رہیں۔ ان میں ایک طرح کا زہر ہوتا ہے۔ اور گھر میں کوڑا

جمع رہنا بھی بہت بُرا ہوتا ہے +

۶ - صبح کو ہوا ہر موسم میں نہایت صحت بخش رُوح افزا ہوتی ہے - خصوصاً گرمی کے [دن] ہیں - اگر چلنے پھرنے کی عادت ہو - اور صبح شام ایک ایک گھنٹہ جنگل کی ہوا کھائیں - تو سو دوا کی ایک دوا ہے +

۷ - انگریز کیسے توانا اور قوی ہوتے ہیں - اِن کے بچے بھی بڑے موٹے تازے ہوتے ہیں - یہ سب ہوا خوری اور ورزش کی بدولت ہے - چلنے پھرنے سے پسینہ آتا ہے - اور جتنی رطوبت ناقص ہوتی ہے - سب پسینے کی راہ نکل جاتی ہے - کھُل کر بھُوک لگتی ہے +

۸ - ورزش کرنا ضرور چاہیئے - اور صبح شام پیادہ ہوا خوری سے بہتر اور کوئی ورزش نہیں تندرستی کا ایک اور آسان نسخہ یہ ہے - کہ ہر وقت تھوڑی بھُوک لگی رہے - خدا نے چاہا - تو کبھی بیماری پاس نہ پھٹکے گی +

سوالات

۱ - تندرستی کے قائم رکھنے کے لئے کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے ؟

۲ - کونسی پانچ چیزیں تندرستی کے لئے زہر ہیں! اُن سے کیونکر بچ سکتے ہیں؟
۳ - ہوا خوری کے فائدے بیان کرو۔
۴ - "زندگی کی اصل پیٹ ہے۔" اس کی تشریح کرو۔

---

۵ - تندرستی

زِیست حالِ پُرغم اندوہ وغم
رنج و ملال مہ وسال

کوئی کہتا ہے کہ دُنیا میں ہے دولت اچھّی
ہے کسی شخص کی دانست میں حِکمت اچھّی
کوئی کہتا ہے کہ ہے تیری طبیعت اچھّی
کوئی کہتا ہے کہ اچھّی ہے تو صُورت اچھّی
میں یہ کہتا ہُوں - ہر اِک شے سے ہے صحّت اچھّی
نہیں صحّت کے برابر کوئی نعمت ہرگز
ہو نہ صحّت تو میسّر نہ ہو راحت ہرگز
مال دے دل کو خوشی اور نہ دولت ہرگز
دِل میں باقی نہ رہے زِیست کی چاہت ہرگز
کچھ بھی اچھّا نہیں جب تک نہیں صحّت اچھّی

قدرِ صحت کوئی بیمار کے دل سے پُوچھے
حالِ پُرغم کوئی بیمار کا جا کر دیکھے
یوں وہ کہتے ہیں جو اس چیز کو ہیں کھو بیٹھے
زندگانی کا مزا گر ہے تو ہے صحت سے
اچھی ہر چیز ہے جب تک کہ ہے صحت اچھی

علم کا شوق ہے گر دل میں تمہارے لڑکو
بات سُن لو یہ مری غور سے پیارے لڑکو
گر نہیں جیتے دواؤں کے سہارے لڑکو
کام محنت سے سنوّر جائینگے سارے لڑکو
علم حاصل نہ ہو جب تک نہ ہو صحت اچھی

گر یہ چاہو کہ بڑے ہوکے بنیں با اقبال
اپنی صحت کا تمہیں چاہیئے ہر وقت خیال
پھر نہ پاس آئینگے اندوہ و غم و رنج و ملال
دِل لگا کر جو کرو علم کو حاصل مہ و سال
جی نہ اُکتائے گا جب تک کہ ہے صحت اچھی

سُست لڑکے نہیں ہوتے ہیں توانا ہرگز
اپنی صحت کو نہ سستی میں گنوانا ہرگز
سُست رہنے کا نہیں ہے یہ زمانا ہرگز
جی نہ تم سختیٔ ورزش سے چرانا ہرگز
کیونکہ ورزش ہی سے رہ سکتی ہے صحت اچھی

سوالات

لوگ کن کن چیزوں کو اچھا سمجھتے ہیں ؟
درحقیقت اچھی چیز کیا ہے ؟
تندرستی کی قدر کس شخص کو ہوتی ہے - اور کیوں ؟
"تندرستی ہزار نعمت ہے" کا مطلب بیان کرو ؛
دوسرے بند کے پہلے شعر کی نثر بناؤ ؛
زمانے رکھتے ہیں ؟ اس سبق سے ہر ایک کی ایک ایک مثال دو ؛

---

٦ - چٹورپن

(از مولوی سید احمد صاحب مصنف فرہنگ آصفیہ)

خوشامد ندامت بے اعتدالی
مصاحب توقیر راستبازی

کوئی بچہ ایسا ہوگا - جو اس لفظ کے معنی نہ سمجھتا ہو - چٹخاروں کا مزا کہو یا زبان کا مزا نام رکھو وہ کیا ہے ؟ یہی چٹورپن ہے - یہ عادت بچوں کو بچپن میں پڑ جاتی ہے - اور بڑے ہو جانے پر بہت

خراب کرتی ہے۔ چوری یہ سکھا دیتی ہے جھوٹ
اور خوشامد کا عادی یہ بنا دیتی ہے۔ امیر سے
غریب یہ بنا دیتی ہے۔ بے عزتی اور بے غیرتی
کا اصل جوہر ہے۔ برابر والوں کی آنکھوں
میں ذلیل اس سے ہونا پڑتا ہے۔ ہم چشموں
میں ندامت اس سے اُٹھانی پڑتی ہے۔ بدچلنی
کا پیش خیمہ بھی یہی چٹورپن ہے۔ اور سب سے
بڑھ کر یہ خرابی ہے۔ کہ مزیدار کھانوں سے
بے اعتدالی ہو کر صحت بھی بگڑ جاتی ہے۔
اگر کسی چٹورے کو مزیدار کھانا نہ ملے۔ تو وہ
بھوکا رہنا پسند کرتا ہے۔ مگر زبان کے چٹخارے
کو نہیں چھوڑتا۔ جس سے اُس کی طاقت
گھٹتی ہے۔ دل کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے
اور بڑھاپے میں جا کر اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے
ہم نے دیکھا ہے۔ کہ چٹوروں نے مکان
گرو رکھ رکھ کر برف کھائی ہے۔ اور پھر وہ
تکلیف اُٹھائی ہے۔ کہ نہ رہنے کو گھر ملا
ہے۔ نہ پہننے کو کپڑا۔ نہ کھانے کو روٹی۔
غرض دُنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی بُری عادت نہیں ہے
بُرے مصاحب کی صحبت سے تو آدمی گھڑی دو
گھڑی بچ بھی سکتا ہے۔ مگر یہ دوست نما دشمن

کسی وقت دُور نہیں ہوتا۔ جب تک مُنہ میں زبان - زبان میں قوّتِ ذائقہ موجُود ہے - یہ مصاحب بھی سائے کی طرح ساتھ ہے ؞

اس عادت کے چھوڑنے سے آدمی بہت بُری عادتوں سے محفُوظ رہتا ہے۔ بہتیرے عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تمام عمر آرام سے رہتا ہے - اور بڑی عزّت اور توقیر سے گزارہ کرتا ہے ؞

زبان کی خاطر جھُوٹ بولنے کی اُسے حاجت نہیں رہتی - کسی کی خوشامد وہ نہیں کرتا - راستبازی سے وہ نہیں ڈرتا - کسی کے سامنے اُس کی آنکھ نیچی نہیں ہوتی - غرض ایک چٹورپن کے چھوڑنے سے بیسیوں نیک خصلتیں انسان کے دل میں گھر کر لیتی ہیں - اور بہت سی شرمندہ کرنے والی عادتیں چھُوٹ جاتی ہیں ؞

سوالات

١- چٹورپن سے کیا مُراد ہے ؟

٢- چٹورپن کیوں دوست نما دُشمن ہے ؟

٣- چٹورپن کا شروع سے عادی نہ ہونے یا چٹورپن کی عادت چھوڑ دینے سے انسان کو کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں ؞

۴۔ تشریح کرو:-
چٹورپن بد چلنی کا پیش خیمہ ہے۔
"دکھائی ہے" کونسا فعل ہے؟ اس کا صیغہ جمع متکلّم مؤنّث بناؤ۔

۷۔ وقت

ابلق   مطلق   احمق

سمجھتے ہو تم وقت کیا شے ہے؟ بچّو!
یہ دولت سے بڑھ کر ہے پوچھو اگر حق
سفید اور سیہ داغ ہیں رات اور دن
یہ سمجھو کہ وقت ایک گھوڑا ہے ابلق
ٹھہرتا نہیں تیز رَو اس قدر ہے
پہاڑ آگے آ جائے اس کے کہ خندق
ہے دن آگ، اور رات اس کا دھواں ہے
یہ انجن ہے دُنیا کا غُل اس کی بھق بھق
پری اس کو کہئے تو بالکل بجا ہے
چمکتے ہوئے پر ہیں دُنیا کی رونق
یہ چڑیا ہے اُڑ جائیگی پھُر سے دیکھو!

اگر اس کی پروا نہ کی تم نے مطلق
اسے پا لیا جس نے بس وہ ہے دانا
اسے جس نے کھویا وہ ہے سب سے احمق

سوالات

۱ - ابلق گھوڑا کیسا ہوتا ہے ؟
۲ - وقت کو ابلق گھوڑا کیوں کہا ہے ؟
۳ - وقت کو انجن کیوں کہا ہے ؟
۴ - اس سبق میں ماضی کی کون کون سی شالیں ہیں ؟

---

۸ - وقت خود دولت ہے

سراب مُستحکم تلافی حُکما عُلما
عائد مُرقّع عملاً فراعنۂ مصر

دولت جب کسی کے پاس کم ہوتی ہے - تو ہر شخص اُس کے صرف کرنے میں احتیاط کرتا ہے - مگر وقت باوجودیکہ ایسی دولت ہے - کہ نہایت کم اور ناپائدار ہے - اور اُس کی نسبت کہا جاتا ہے - کہ

وہ حباب ہے یا سراب ہے - بادل کا سایہ ہے
یا خواب و خیال ہے - تاہم بعض انسانوں کے
نزدیک وہ ایک خزانہ ہے - کہ اس کو کتنا ہی
خرچ کرو - کبھی خالی نہ ہوگا - یا ایسا پائدار اور
مستحکم ہے - کہ اس میں کچھ خلل نہ آئیگا - ہم
کو اس سمجھ پر نہایت حیرت ہوتی ہے - کیونکہ ہر
ایک چیز دُنیا میں ایسی ہے - کہ اُس کی تلافی ہو
سکتی ہے - لیکن وقت ایک ایسی چیز ہے - کہ
اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا ؛

تمام حُکما - عُلما اور دانشمند یہی نصیحت کرتے آئے
کہ وقت کی قدر کرو - اور اسے ضائع نہ ہونے
دو - تاریخ بھی ہم کو یہی سبق دیتی ہے -
صدیوں کا تجربہ بھی ہم کو یہی سکھاتا ہے - اور
باوجود اس کے حیرت اور نہایت حیرت ہے - کہ
ہماری سمجھ میں یہ اب تک نہیں آیا - کہ وقت کیسی
چیز ہے - کیسی بڑی ذمہ داری ہے - جو اس کے
سبب سے ہم پر عائد ہوتی ہے - اور وہ خُدا
کی کیسی بڑی امانت ہے - کیونکہ اگر ذرا بھی ہمیں
اس کی قدر ہوتی - تو ہم اس کے برباد کرنے
میں ایسی جلدی نہ کرتے - اور اس بے پروائی
اور بے خبری سے اُسے یوں ضائع نہ کرتے ؛

اگر ہم کو وقت کی قدر کیوں نہیں۔ اور اس کی اصلاح بھی نہیں کی جاتی۔ بظاہر وقت کی بربادی کے یہ اسباب ہیں :-

ایک یہ کہ لڑکپن سے بچوں کو اس کی قدر و قیمت بتائی نہیں جاتی۔ نہ اُن کو وقت کا عمدہ طور سے استعمال کرنا سکھایا جاتا ہے ؛

دوسرے یہ کہ وہ ایسی صحبت نہیں پاتے جہاں اُن کو عمدہ نمونہ ملے۔ اور اسی وجہ سے اُن کو وقت کی پابندی کی عادت نہیں ہوتی؛

ہم اپنے بچوں کو علم کی مختلف شاخوں کی تعلیم دلاتے ہیں۔ اور اُن پر ہر طرح کے علوم و فنون کے دروازے کھولتے ہیں۔ لیکن یہ بات اُن کو نہیں سکھاتے۔ کہ وہ وقت کو کس طرح صرف کریں۔ اور اُس میں کفایت شعاری کس طرح برتیں۔ منٹ اور لحظہ تو اُن کے لئے کوئی چیز نہیں۔ یہ تو یونہی ضائع کر دئے جاتے ہیں اور تمام بچے بچپن سے وقت کو مُفت برباد کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں ؛

ایک اور دھوکا ہے۔ جو انسان کو وقت کے ضائع کرنے کی شرم اور افسوس سے بچائے رہتا ہے۔ اور وہ لفظ "کل" ہے۔ جس کے لئے

کہا گیا ہے۔ کہ انسان کی زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے۔ جو کل کے لفظ کی طرح اتنے گناہوں۔ اتنی حماقتوں۔ اتنی وعدہ خلافیوں۔ اتنی خشک امیدوں۔ اتنی غفلتوں اور بے پروائیوں۔ اتنی برباد ہونے والی زندگیوں کے لئے جواب دِہ ہو۔ کیونکہ آنے والی کل آئے نہ آئے۔ گزری ہوئی کل تو گزر ہی چکی۔ پس تمہارے پاس جو کچھ ہے۔ آج ہی کا دن ہے۔ وقت جب ایک دفعہ مر گیا۔ تو اُس کو پڑا رہنے دو۔ اب اُس کے ساتھ کچھ کرنا نہیں ہے۔ سوائے اِس کے کہ اُس کی قبر پر ایک دو آنسو بہا دو۔ اور آج کی طرف لَوٹ آؤ۔ مگر لوگ اُس کی طرف نہیں لوٹتے۔ اور عملاً کبھی فردا کو اِمروز نہیں ہونے دیتے ؛

یہ بھی ہم نہیں سمجھتے۔ کہ جو کام ہم کرتے ہیں۔ وہ کام وقت میں اِس طرح کندہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح نشان پتھّر میں۔ اور وہ اُن حرفوں سے بھی زیادہ پائدار ہوتے ہیں۔ جو مِصر کے میناروں پر نقش ہیں۔ کیونکہ وہ بھی ایک روز بوسیدہ ہونگے۔ مگر ہماری زندگی کا کوئی بیکار لمحہ بھی ایسا نہیں ہے۔ جو زمانے کے اُس دفتر میں نہ لکھا جاتا ہو۔ جو ہمیشہ قائم رہیگا۔

اور اس کتاب قدرت کے صفحے پر سے اُس کا نشان نہ مٹیگا +

گزرے ہوئے وقت کا افسوس کرنا فضول ہے - ایک شاعر نے کہا ہے - ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ہندی زبان کی کہاوت ہے - "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت +"

فارسی مثل گو کہتا ہے - "مُشتے کہ بعد از جنگ یاد آید - بر کلۂ خود باید زد +"

گزشتہ باتوں پر کس کو خیال نہیں آتا - اور کون نہیں چاہتا - کہ کاش جب ہم چاہتے گذشتہ زمانے میں واپس چلے جاتے - اور اُس میں زندگی بسر کرتے - کاش ہم اپنی زندگی پھر شروع کریں - اور اپنے تجربہ سے فائدہ اُٹھائیں مگر یہ نہیں ہو سکتا - گزرے ہوئے وقت کو تم نہیں پا سکتے - وہ آنے سے پہلے تمہارے ہاتھ میں ہے - مگر اُس کا ٹھیرنا اور رُکنا تمہارے ہاتھ میں نہیں - وہ سائے کی طرح آتا ہے اور نکل جاتا ہے - مگر ہاں ہمارے کاموں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے - نہ اُس کا لمحہ پھر ہم پا سکتے ہیں - نہ اُس کے آہنی پنجے سے ہمارے گرفتار کام

چھوٹ سکتے ہیں - جو کچھ ہوا - وہ ہمیشہ کے لئے ہو گیا - ہر کام پر اچھا ہو یا بُرا - اُس کی مُہر لگ جاتی ہے - نہ پشیمانی فائدہ کرتی ہے نہ گریہ و زاری ؛

وقت جب تک نہیں آتا - اُس کی گرفت آسان ہے - مگر جاتے ہی وہ ایسا سخت ہو جاتا ہے - کہ کوئی چیز اُس سے زیادہ سخت نہیں ہوتی - وہ ایک ایسا بے رحم اور بے دزد ہے - کہ معافی کا نام نہیں جانتا - کیسی خوفناک بلا ہو - کیسی ہی مہیب مصیبت ہو - کیسی ہی سخت مجبوری ہو - وقت کی اس بے دزد گرفت کے مقابل سب ہیچ ہیں - یہ ایسی گرفت ہے - جو کبھی نہیں پسیجتی - اور جو کچھ اس کے پنجے میں آ گیا - پھر اُسے نہیں چھوڑتی ؛

گئے گزرے وقت پر افسوس کرنا - اور اُس کے رنج میں بیٹھا رہنا یہ دوسرے طور سے کام کے وقت کا ضائع کرنا ہے - اُس بدنصیب کی حالت افسوس کے لائق ہے - جس نے دن کا ایک گھنٹہ فضول ضائع کیا - اور باقی تئیس گھنٹوں میں اُس کو واپس لانے کی بے سود کوشش یا اُس کے واپس نہ لا سکنے پر بے فائدہ افسوس

کرتا رہا - بھلا اِس سے کیا ہوتا ہے - وہ تو ایسا ہی چلا گیا ہے - جیسے فراعنۂ مصر کی سلطنت بُوڑھوں کی جوانی - موسمِ بہار کا شباب - یہ بات آسان نہیں ہے - کہ گزری ہوئی ساعت پھر حاصل کی جائے - نہ پچھلے زمانے پر کچھ افسوس کرو - نہ کل کا اندیشہ - اِس وقت جو کچھ کرنا ہے - وہ کرو - یہی وقت غنیمت ہے ؛

(نواب محسن الملک میر مہدی علی خان)

سوالات

۱۔ وقت کس طرح دولت ہے ؟ اور ہم اس کی قدر کیوں نہیں کرتے ؟

۲۔ وقت کے متعلق اُردُو - ہندی اور فارسی کی جو کہاوتیں ہیں؟ اُن کا مطلب بیان کرو ؛

۳۔ وقت کی کونسی تین صورتیں ہیں - اور اُن میں سے کون کونسی قابلِ اعتبار ہیں ؟

۴۔ فراعنۂ مصر سے کیا مُراد ہے ؟

۵۔ معنی بتاؤ - اور اپنے فقروں میں استعمال کرو:- مُستغرق - مہیب - خلل - عملاً ؛

۶۔ حکما اور علما کس کس لفظ کی جمع ہے ؟ اِسی قسم کے چار لفظ اور بتاؤ ؛

۹- پن چکّی

طے / ختم سفر مُحتاج

۱ نہر پر چل رہی ہے پن چکّی
دُھن کی پوری ہے کام کی پکّی
۲ بیٹھتی تو نہیں کبھی تھک کر
تیرے پہیے کو ہے سدا چکّر
۳ پیسنے کو نہیں لگی کچھ دیر
تو نے جھٹ پٹ لگا دیا اِک ڈھیر
۴ لوگ لے جائیں گے سمیٹ سمیٹ
تیرا آٹا بھرے گا کتنے پیٹ
۵ بھر کے لاتے ہیں گاڑیوں میں اناج
شہر کے شہر ہیں ترے محتاج
۶ تو بڑے کام کی ہے اے چکّی!
کام کو کر رہی ہے طے چکّی
۷ ختم تیرا سفر نہیں ہوتا
نہیں ہوتا مگر نہیں ہوتا
۸ پانی ہر وقت بہتا ہے بھل بھل
جو گھماتا ہے آ کے تیری کل

۹ کیا تجھے چین ہی نہیں آتا ؟
کام جب تک ختم نہیں جاتا
۱۰ مینہ برستا ہو یا چلے آندھی
تو نے چلنے کی شرط ہے باندھی
۱۱ تو بڑے کام کی ہے اے چکی
مجھ کو بھاتی ہے تیری نے چکی
۱۲ علم سیکھو سبق پڑھو بچو
اور آگے چلو بڑھو بچو
۱۳ جب نبڑ جائے کام تب ہے مزا
کھیلنے کھانے اور سونے کا
۱۴ دل سے محنت کرو خوشی کے ساتھ
نہ کہ اُکتا کے بیدلی کے ساتھ
۱۵ دیکھ لو چل رہی ہے پن چکی
دُھن کی پوری ہے کام کی پکی

سوالات

۱- پن چکی کی بناوٹ بیان کرو - اور بتاؤ یہ نہریر کیوں ہوتی ہے ؟ تمام قسم کی چکیوں کے نام لو- اب کس کا زیادہ رواج ہے اور کیوں؟
۲- " دُھن کا پورا ہونا " کے معنی بیان کرو- اور اس کو اپنے فقرے میں استعمال کرو ۔

۳- ہم پن چکّی سے کیا سبق سیکھ سکتے ہیں ؟
۴- "تیرا سفر ختم نہیں ہوتا" کا مطلب بیان کرو
۵- اِس سبق میں جو مصدر ہیں - اُن سے ماضی کے صیغے بناؤ +

۱۰- نمک کی کان

نمک خوار خصوصیت بلّورین
تاریکی صنعتوں

۱- کھیوڑہ ضلع جہلم علاقۂ پنجاب میں ایک مشہور مقام ہے - شمالی ہندوستان کے رہنے والے اکثر اِسی کان کے نمک خوار ہیں - ہنڈ دادن خاں اسٹیشن ہے - یہاں ریل سے اُتریں - تو آگے صرف ڈھائی میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے - آس پاس کوئی خصوصیت ایسی نظر نہیں آتی - جس سے معلوم ہو - کہ اِس سرزمین میں قدرت نے ایک ایسا قیمتی دفینہ چھُپا رکھا ہے - ہاں خشک چٹان نظر آتے ہیں - اور جس میدان سے گزر کر جاتے ہیں - وہ بھی کچھ ایسا سرسبز نہیں

آدھ گھنٹے میں کان کے دروازے پر جا پہنچتے ہیں۔ یہاں البتہ رونق نظر آتی ہے۔ سینکڑوں من نمک چھکڑوں میں لد کر باہر جانے کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ کان کے گرد مزدوروں اور اُن کے افسروں کی جو کان کھودنے پر مقرر ہیں۔ ایک اچھی خاصی بستی آباد ہے۔ اور اس سے کچھ دُور محکمہ کے عہدہ داروں اور ان کے کلرکوں کے بنگلے اور مکان نظر آتے ہیں۔ گویا اس نمک کی بدولت جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔

باہر تو جو رونق ہے سو ہے۔ اندر جا کر دیکھو۔ آتشبازی موجود ہے۔ دام دیجئے۔ اور تھوڑی سی آتشبازی ساتھ لیجئے۔ کان کے اندر جا کر یہ نری بازی نہیں رہ جاتی۔ بلکہ مُفید اور کارآمد ہو جاتی ہے۔ کئی حصّے ایسے ہیں۔ جہاں گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے۔ یہاں مہتابی بہت کام دیتی ہے۔ داخل ہوتے ہی باہر کی کھلی ہوا کے مقابلے میں ذرا دم گھٹتا معلوم ہوتا ہے۔ آگے چل کر ایک وسیع حصّے میں سینکڑوں زن و مرد نظر آتے ہیں۔ جو نمک کے بڑے بڑے ڈلے لا کر جمع کرتے ہیں۔ کوئی ایک طرف آرام سے بیٹھ کر ناشتا کر رہا ہے۔ کوئی تاریک ذخیرے میں سے نمک

لانے کے لئے چراغ لئے جا رہا ہے۔ کوئی ٹیک لگائے سستا رہا ہے۔ کوئی اپنے ساتھی سے چھیڑ چھاڑ میں مصروف ہے۔ گویا زمین کے نیچے ایک زندہ دُنیا آباد ہے۔ یہاں سے نکل کر دوسری طرف آئیں۔ تو نمک کا ایک بڑا دالان سامنے ہے۔ نمک نکالتے وقت کان کھودنے والے اپنی کاریگری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ چھت کی سطح ہموار اور صاف ہے اُس کے نیچے سڈول ستون ہیں۔ دیواریں بھی خوبصورتی سے تراشی ہوئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی سفید پتھر کے مکان میں کھڑے ہیں۔ یہ تمام کوشش محض خوشنمائی کے لئے نہیں۔ بلکہ اِس سے کان کھودنے والوں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اگر اندھا دُھند کان کے حصّے بارُود سے اُڑاتے چلے جائیں۔ اور اُوپر کے حصّے کو اتنا کر دیں۔ کہ اُوپر کی سطح نمک کا ایک چھلکا سا رہ جائے۔ تو ذرا سے صدمے سے چھت اُن کے سروں پر آ پڑے۔ یہ سفید پتھر کے کمرے جو اس کان کے نیچے جا بجا بنے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں مشعلوں اور چراغوں کے دُھوئیں اور مزدُوروں کے میلے ہاتھوں کے چھُو جانے سے کچھ سیاہ سے ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر کھیوڑے

کیے نمک کو اپنی اصلی شفّاف بلّورین حالت
میں دیکھنا ہو۔ تو کسی ایسے حصّے میں جانا
چاہیئے۔ جہاں نمک بارُود کے ذریعے سے اُڑایا جارہا
ہو۔ اس کے لئے کُچھ دیر انتظار نہیں کرنا پڑیگا
آہا کیا زور کا دھماکا ہُوا۔ کہ پاؤں تلے
کی زمین ہل گئی۔ ناواقف تو یہ سمجھے کہ
شاید کان پھٹ گئی۔ اور اب باہر جانا دشوار
ہو جائیگا۔ مگر یہ دھماکا یہاں دن میں کئی
دفعہ سُنا جاتا ہے +

جس حصّے سے نمک نکالنا ہوتا ہے۔ اُس
میں ایک چھوٹی سُرنگ لگا کر بارُود بھر دیتے
ہیں۔ جہاں بارُود کو آگ پہنچائی۔ وہیں نمک
کا پہاڑ پھٹا۔ اور منوں کی وزنی سلیں ٹوٹ
کر گر پڑیں۔ اِس طرح آہستہ آہستہ کھود
سے کھودنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور کام
بھی جلد ہو جاتا ہے۔ پھر مزدُور آ کر اس
نمک کو جمع کر لیتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہاتھ
کے ذریعے ہمواری پیدا کی جاتی ہے +

اِسی کان میں ایک دو حصّے ایسے ہیں
جو نہایت تاریک ہیں۔ اور اِن کی تاریکی میں
پانی کے بڑے قُدرتی حوض چھپے ہوئے ہیں۔ اِن

جوہڑوں کے کنارے کھڑے ہو کر مہتابی روشن کرو تو عجب کیفیت نظر آتی ہے۔ اسی پانی سے نمک کی سلیں بنتی ہیں۔ جن سے خدا کی رنگا رنگ صنعتوں کا گہرا نقش دل پر بیٹھتا ہے ؎

سوالات

۱۔ پنجاب میں نمک کی کان کہاں واقع ہے؟
اس کے باہر اور اندر کی مختصر کیفیت بیان کرو۔
۲۔ محکمۂ نمک کس غرض سے بنایا گیا گیا؟
۳۔ کان میں سے نمک کس طرح نکالتے ہیں؟
۴۔ مطلب بیان کرو:-
شمالی ہندوستان کے رہنے والے اکثر اسی کان کے نمک خوار ہیں ؎

۱۱۔ صبح کی آمد

رفتار و گفتار مُرغِ سحر نسیم
صبا شمع انجمن مُؤذِّن

خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں

غرض میرے جلوے پہ سب مر رہے ہیں
اُٹھو سونے والو کہ مَیں آ رہی ہوں
پجاری کو مندر کے مَیں نے جگایا
مؤذّن کو مسجد کے میں نے جگایا
بھٹکتے مُسافر کو رستہ بتایا
اندھیرا گھٹایا اُجالا بڑھایا
اُٹھو سونے والو کہ مَیں آ رہی ہوں
لدے قافلوں کے بھی منزل میں ڈیرے
کِسانوں کے ہل چل پڑے مُنہ اندھیرے
چلے جال مچھوے ہیں لے کر سویرے
دِلدّر ہوئے دُور آنے سے میرے
اُٹھو سونے والو کہ میں آ رہی ہوں
(مولوی محمد اسمٰعیل صاحب)

سوالات

۱۔ صبح کی آمد خود اس کی زبانی نثر میں بیان کرو ÷
۲۔ اِن لفظوں کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ÷
رفتار و گفتار۔ شمع۔ انجمن۔ مؤذّن ÷
۳۔ "غرض میرے جلوے پہ سب مر رہے ہیں" کا مطلب بیان کرو۔ اور بتاؤ۔ اس میں اُردو کا کونسا محاورہ استعمال ہوا ہے؟ تم اُس کو اپنے فقروں میں

استعمال کرو ۔

۴- لا رہی ہوں، کونسا کلمہ ہے؟ اِس کی مذکر صورت کیا ہوگی ۔

۵- نثر بناؤ :-

ع - چلے جال پھوسے ہیں لے کر سویرے

۱۲- ہاتھی

زحمت عظیم الشان مُمتاز مخصوص

۱- پارس - اپنے مکان کی کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا - اُس نے یک لخت شور مچا کر کہا. دیکھنا پِتا جی! سڑک پر یہ کالا پہاڑ سا کیا جا رہا ہے؟

پارس کا باپ - کہاں؟

ہاں بیٹا! یہ ہاتھی ہے - ہمارے ہندوستان میں جس قدر حیوان ہیں - یہ اُن میں سب سے بڑا ہے - اس کے جسم کا وزن ۱۱۲ من سے ۱۴۰ من تک ہوتا ہے - اِس کی آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں - اور

تم نے دیکھا نہیں۔ اس کے کان کتنے بڑے
بڑے اور پنکھے کی طرح تھے - یہ اُن سے
سُننے کے علاوہ مکھیاں وغیرہ اُڑانے کا کام
بھی لیتا ہے - اِس کی سُننے کی قوت دیکھنے
کی قوت سے زیادہ ہے ؞

پارس - اس کے گلے میں گھنٹہ کیوں پڑا ہے
جو بج رہا ہے ؟

پارس کا باپ - بات یہ ہے - کہ ہاتھی کے
پاؤں ملائم - گول اور بڑے بڑے ہوتے
ہیں - اور جب یہ چلتا ہے - تو اس کے پاؤں
کی آہٹ نہیں ہوتی - اِسی لئے اس کے گلے
میں گھنٹہ ڈال دیتے ہیں - تاکہ لوگ دُور
سے سمجھ لیں - کہ ہاتھی آ رہا ہے ؞

۲- پارس - پِتا جی ! اِسے اپنے موٹے اور وزنی
جسم کی وجہ سے بعض موقعوں پر تو بڑی
تکلیف اور زحمت ہوتی ہوگی - آخر یہ کیونکر
دوڑتا ہوگا ؟

پارس کا باپ - بھولے بچے ! چونکہ تم نے اِس
عظیم الشان جانور کو پہلی ہی بار دیکھا ہے
اِس لئے تم خیال کرتے ہو - کہ یہ کیونکر
تیز چلتا ہوگا اور دوڑتا ہوگا - مگر حقیقت یہ

ہے ۔ کہ ہاتھی اِس بھدّے پن کے ساتھ نہایت چالاک اَور پھُرتیلا جانور ہے۔ یہ تیز چلنے کے وقت اِتنا تیز چلتا اور دوڑنے کے وقت اِتنا تیز دوڑتا ہے ۔ کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں ۔ سمجھ دار آدمی جانتے ہیں ۔ کہ اسے ٹانگیں ہی اتنی مضبوط ملی ہیں ۔ کہ وہ پہاڑ سے جسم کا بوجھ اُٹھا سکیں ۔ اس کی ٹانگوں پر اس کا جسم اِس طرح رکھّا ہوُا ہے ۔ جیسے چار آہنوسی ستونوں پر ایک بہت بڑی سیاہ چٹان ہے ۔

۳۔ پارس ۔ یہ کھانا کیسے کھاتا ہوگا ؟ اور کیا یہ پانی پیتا ہی نہیں ؟

پارس کا باپ ۔ کھانا بھی کھاتا ہے ۔ اور پانی بھی پیتا ہے ۔ دیکھو اس کے منہ کے پاس جو تم نے ایک موٹا رسّا لٹکتے ہوئے دیکھا یہ اُس کی سُونڈ تھی ۔ سُونڈ ہاتھی کے جسم کا سب سے عجیب اَور مفید حصّہ ہے ۔ ہاتھی اس میں ضرورت کے مطابق پانی بھر کر حلق میں ڈال لیتا ہے ۔ یہ سُونڈ گوشت کے نہایت لوچدار حلقوں سے مل کر بنی ہے جبھی تو ہاتھی اسے ہر طرف موڑ سکتا ہے

اور ربڑ کی طرح گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ یعنی
بات یہ ہے۔ کہ یہ ہاتھی کے بہت ہی
کام آتی ہے۔ ہاتھی اس سے باریک سے
باریک اور بھاری سے بھاری چیز اُٹھا کر
پھینک دیتا ہے۔ بڑے بڑے پیڑوں کو
تو وہ آن کی آن میں اُکھاڑ کر دور ڈال
دیتا ہے۔ روئی۔ پونی۔ سوئی وغیرہ
بڑی آسانی سے ہماری تمہاری طرح
اُٹھا لیتا ہے ٭

سونڈ کے نیچے کے سرے پر دو کنارے
سے ہوتے ہیں۔ ایک انگوٹھے اور دوسرا
اُنگلی کا کام دیتا ہے۔ ہاتھی اپنی سونڈ
سے پتّا اور پھول سب کچھ آسانی سے الگ
الگ توڑ سکتا ہے۔ دروازہ کھول اور بند کر
سکتا ہے۔ تالے میں کنجی بھی وہ اپنی اس
عجیب سونڈ سے لگا سکتا ہے۔ لیکن ہاتھی کے
لمبے لمبے سفید دانت بڑی قیمتی چیز ہیں۔ اوپر
کے جبڑے سے باہر نکلے ہوئے سات آٹھ
فٹ کے قریب لمبے اور کسی قدر مڑے ہوئے
ہوتے ہیں۔ تقریباً سوا من تک اُن کا
وزن ہوتا ہے۔ اور بعض ہاتھیوں کے دانت

تو چودہ چودہ فٹ لمبے دیکھے گئے ہیں۔ بعض موقعوں پر تو ہاتھی دانت ڈھائی ڈھائی سَو روپیہ فی من فروخت ہوتا ہے ؞

۴۔ پارس! اور سُنو۔ اِن قیمتی دانتوں کے علاوہ ہاتھی کے مُنہ میں سولہ دانت اور بھی ہوتے ہیں۔ جن سے وہ گنّے اَور موٹے موٹے روٹ اچھی طرح کھاتا ہے اور اِسی لئے تو یہ مثل مشہور ہوئی ہے کہ" ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اَور ؞

۵۔ پارس۔ اوہو پِتا جی! اِس ہاتھی کا قِصہ تو بڑا مزیدار ہے۔ تو ایسے موٹے بڑے اور خوفناک جانور کے چلانے کے لئے بھی کسی دیو کی ضرورت ہوتی ہو گی ؞

پارس کا باپ۔ نہیں بیٹا! انسان نے دُنیا کی خوفناک سے خوفناک چیز کو بھی اپنا تابع کر لیا ہے۔ ہاتھی بھی اس کا غلام ہے۔ چنانچہ ہاتھی کے چلانے والے کو مہاوت کہتے ہیں۔ مہاوت کے خاص اشارے ہوتے ہیں۔ جنہیں ہاتھی اچھّی طرح سمجھتا ہے۔ اور جو کچھ مہاوت حُکم دیتا ہے

کرتا ہے۔ یہ بڑا شریف۔ عقل مند اور ہوشیار ہوتا ہے۔ اسے جو کچھ سکھایا جائے سیکھ جاتا ہے۔ اکثر سرکس میں ہاتھیوں کو سلام کرتے۔ گرہ کھولتے اور طرح طرح کے تعجب خیز کھیل کرتے دیکھا ہے۔ لیکن جو بچّے اسے شرارت سے چھیڑتے ہیں۔ یہ انہیں اپنی سونڈ میں اُٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ آخر جانور ہی تو ہے ؛

۶۔ پہلے زمانوں میں بادشاہ کی سواری کے لئے ہاتھی ممتاز تصوّر کیا جاتا تھا اور لڑائی میں بھی اس سے بہت کام لئے جاتے تھے۔ ہاتھی آگ اور گرج سے بہت ڈرتا ہے۔ اور آج کل توپوں کی زیادتی سے چونکہ جنگ آگ۔ دھوئیں اور گرج ہی کا کھیل ہے۔ اِس لئے ہاتھی اب لڑائیوں میں کام نہیں دے سکتا۔ تاہم اِس زمانے میں بھی ہاتھی کی سواری راجہ مہاراجہ اور امیر لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ ہاتھی کے ذریعے شیر کا شکار بھی خوب ہوتا ہے۔ جب

دریا کا پانی زیادہ گہرا اور تیز ہو - اور جہاں کِشتی نہ چل سکتی ہو - وہاں ہاتھی کے ذریعے دریا کو عبور کرنا بہت آسان ہے - یہ پانی میں خوب تیرتا ہے - اور پانی خواہ کتنا ہی تیز ہو - سیدھا ہی تیرتا ہے ٭

دیکھو - دیکھو پارس! گھنٹے کی گونج کے ساتھ وہی ہاتھی واپس آ رہا ہے ٭

سوالات

۱- ہاتھی کھانے پینے کی چیزوں کے پکڑنے اور اُن کو توڑنے کا کام کس چیز سے لیتا ہے؟

۲- ہاتھی کیا کام کرتا ہے؟

۳- یہ کہاوت کس موقع پر بولتے ہیں - اور کس طرح بنی؟
"ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور"

۴- اِن الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو:-
خوفناک - تابع - مُمتاز - مخصوص - عبور ٭

۵- سُنتا ہے، کونسا فعل ہے، اس سے جمع مُتکلّم مؤنث کا صیغہ بناؤ ٭

۶۔ اِس فقرے کو درست کرو:۔
اُن عورتوں نے کہا۔ ہم آتی ہیں۔

۱۳۔ گرمی

(از شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی)

کہسار ریگِ صحرا آبِ دریا
رود بار بادِ سموم سبیل

گرمی سے تڑپ رہے ہیں جاندار
اور دھوپ میں تپ رہے ہیں کہسار
بھوبل سے سوا ہے ریگِ صحرا
اور کھول رہا ہے آبِ دریا
سانڈے ہیں بلوں میں منہ چھپائے
اور ہانپ رہے ہیں چارپائے
ہیں لومڑیاں زبان نکالے
اور لُو سے ہرن ہوئے ہیں کالے
چیتوں کو نہیں شکار کی سُدھ
ہرنوں کو نہیں قطار کی سُدھ

ہیں شیر پڑے کچھار میں سُست
گھڑیال ہیں رودبار میں سُست
ڈھوروں کا ہُوا ہے حال پتلا
بیلوں نے دیا ہے ڈال کندھا
بھینسوں کے نہیں لہُو بدن میں
اور دُودھ نہیں گئو کے تھن میں
گرمی کا لگا ہُوا ہے بھبکا
اور انس نکل رہا ہے سب کا
آدے ہیں بدن پہ لُو کے چلتے
شُعلے ہیں زمین سے نِکلتے
ہے آگ کا دے رہی ہوا کام
ہے آگ کا نام مُفت بدنام
رستوں میں سوار اور پیدل
سب دھوپ کے ہاتھ سے ہیں بیکل
گھوڑوں کے نہ آگے اُٹھتے ہیں پاؤں
مِلتی ہے کہیں جو پیڑ کی چھاؤں
پنکھے سے نِکلتی جو ہوا ہے
وہ بادِ سمُوم سے سوا ہے
ٹٹّی میں ہے دِن گنوانا کوئی
تہ خانے میں مُنہ چھُپاتا کوئی
بازار پڑے ہیں سارے سُنسان

آتی ہے نظر نہ شکلِ اِنسان
خلقت کا ہجوم کچھ اگر ہے
یا پیاؤ پر یا سبیل پر ہے
پانی سے ہے سب کی زِندگانی
میلہ ہے وہیں جہاں ہے پانی

سوالات

۱- گرمی سے کون سی گرمی مُراد ہے؟ اور گرمی کا جو نقشہ شاعر نے کھینچا ہے۔ اُسے آسان نثر میں بیان کرو۔
۲- امیر لوگ گرمی سے بچنے کے لئے کیا کیا تدبیریں کرتے ہیں؟
۳- گرمی کس طرح انسان کے لئے مفید ہے؟
۴- مطلب بیان کرو:-
میلہ ہے وہیں جہاں ہے پانی۔
۵- پندرھویں شعر میں گنوانا اور چھپانا کون کون سے فعل ہیں۔

۱۴ - شاہجہان کا دربار

(از مولوی عبدالرحمن صاحب شوقی)

خود بدولت اِنتخاب دِلکشا

لعل و یاقوت تسبیح

شاہجہان نے ۱۶۴۸ء میں دہلی میں قلعہ کی بنیاد ڈالی - جو دس برس میں تیار ہوا - مہر عمارت نے عرضی لکھی - خود بدولت ہوادار آبی پر سوار ہو کر لبِ دریا کے دروازے سے قلعے میں داخل ہو لیے - قلعے کو ملاحظہ کیا - سر سے پاؤں تک یک سنگِ سرخ سے سرخ پوش اور اِس میں سنگ سفید کے حاشیے - بُرجیاں فصیلیں - باغ و نہر دِلکشا - سڑکیں لاجواب غرضیکہ ہر طرح سے انتخاب تیار ہوا ؛

بعد تیاری جشن کا انتظام ہوا - دیوانِ عام کے سامنے دل بادل شامیانے اور دیوانِ خاص کے سامنے سبھا منڈل خیمے دونو لگائے گئے - جن کے کلس آسمان سے باتیں کر رہے تھے

جھلملاتی تھی - آگے ایک شامیانہ ایک لاکھ روپے
کی لاگت کا لگا ہؤا تھا - اِرد گرد شاہزادوں
اور امیروں کی چوکیاں اور کُرسیاں اپنے اپنے
رُتبے سے سجی ہوئی تھیں - مگر تخت کے گرداگرد
شاہانہ ادب کے لحاظ سے کئی گز کا حاشیہ
چھوٹا ہؤا تھا - اور اِس کے برابر چاندی کا
کٹہرا لگایا گیا تھا - غرضیکہ قلعہ تیار ہونے کے
بعد اِس خوشنمائی سے دربار آراستہ ہؤا - کہ
کٹہرے کے باہر پہلی صف میں شاہزادے۔
اِس کے بعد راجگان و مہاراجگان - امیر و وزیر
اپنے اپنے عہدوں کے مُطابق کھڑے تھے -
باہر کے دالان میں منصب دار - تحصیلدار -
مُنشی - مُتصدی اپنے اپنے رُتبے کے لحاظ سے بیٹھے
تھے - اور ان تمام فرمانبرداروں کے کان
شاہی حکم کے منتظر تھے۔

غرض کہ سب سے پہلے شہزادوں کی نذریں
گزُرنی شروُع ہوئیں - پھر درجہ بدرجہ راجاؤں
مہاراجوں نے نذریں پیش کیں - سب کو
انعام و اکرام اور ترقیٔ منصب کے احکام
سُنائے گئے - سب سے زیادہ سعد اللہ خاں
وزیر اعظم کو ہفت ہزاری اور سات ہزار

سوار کا درجہ عنایت ہُوا۔ خدا کی قدرت اور علم کی عزّت دیکھو۔ کہ سعد اللہ ایک زمیندار کا بیٹا جو پنجاب کے علاقۂ جھنگ قصبہ چنیوٹ کا رہنے والا تھا۔ لاہور میں اُس نے علم حاصل کیا۔ اور اپنی علمیّت کی سفارش سے دربار میں ملازم ہُوا۔ پانچ ہی سال کے اندر دیوان کے عہدے تک ترقی کی۔ اور دوسرے سال وزیر اعظم بن گیا۔ یہ سب علم کی برکت تھی۔ جو اُس کو ایسا عظیم الشّان منصب ملا +

رات کو جشنِ مہتابی ہُوا۔ تمام دیوانِ عام نور ہی نور نظر آنے لگا۔ فرش کی مخمل سفید۔ قالین سفید۔ اطلس۔ زربفت۔ کمخواب۔ کے تمام پردے سفید۔ روشنی کے سب سامان سفید۔ تمام بلّور اور شیشے سفید۔ چمن میں درختوں کے پھول پتے تمام سفید۔ گھاس سفید۔ دربار کا لباس سفید۔ یہاں تک کہ انگوٹھی بھی چاندی کی۔ اس پر بھی الماس سفید۔ غرضیکہ زمین سے آسمان تک نُور کا عالم تھا۔ اور دریائے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔ چندر ماں کے تُلا کے جشن میں نو دن باقی تھے۔ اِس

لیئے نو دن تک برابر یہی شغل رہا۔ اور جشن کے انعام و اکرام جاری رہے ؛

شاہجہان کو عمارتیں بنوانے کا بہت شوق تھا۔ یُوں تو اُس نے بہت سی ایسی عمارتیں بنوائی ہیں۔ جو آج تک کسی بادشاہ نے تعمیر نہیں کرائیں۔ لیکن روضۂ تاج گنج جو اپنی بیوی کی یادگار میں آگرے میں تعمیر کرایا۔ اِس نے جتنا روپیہ صرف ہُوا۔ اِتنا کسی عمارت میں نہیں لگا۔ اِس کی خوبصورتی اور صنعت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ کہ پتھّر پر کیسا عمدہ اور صاف کام کیا گیا ہے۔ دونّی بھر جگہ میں سات سات رنگ کے پتھّر اِس عمدگی سے جڑے ہیں۔ کہ یہ معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک ہی قسم کا پتھّر ہے۔ یا سات قسم کا۔ غرضیکہ یہ قابلِ دید عمارت بنا کر اکتیس برس اچھی طرح سلطنت کر کے شاہجہان نے اِنتقال کیا۔ اور تاج گنج میں اپنی بیوی کے پہلو میں مدفون ہُوا ؛

سوالات

۱- قلعۂ دہلی میں شاہجہان نے جو دربار کیا۔ اُس کی کیفیت اپنے لفظوں میں بیان کرو۔

۲- تختِ طاؤس کی وضع بیان کرو۔

۳- شاہجہان کا وزیرِ اعظم کون تھا؟ اُس نے یہ مرتبہ کس چیز کے ذریعے حاصل کیا؟

۴- شاہجہان کے زمانے کی یادگار کیا چیز ہے؟

۵- اپنے فقروں میں استعمال کرو:-
دلکشا - لاجواب - سُرخ پوش۔

۶- راجہ کی جمع فارسی قاعدے کے لحاظ سے جو اُردو میں استعمال ہوتی ہے۔ کیا ہے؟ اس قسم کی دو جمع اَور بناؤ۔

۱۵- اچھّا آدمی

مُدبِّر قلمزن تیغ زن مُہندس
مُورِّخ منطقی فلسفی سُخنور

حکمراں اچھّا ہے کوئی اور کوئی اچھّا وزیر
کوئی ہے اچھّا مدبّر اور کوئی اچھّا امیر
کوئی ہے اچھّا قلمزن - کوئی اچھّا تیغ زن
پہلواں اچھّا کوئی - اچھّا کوئی نازک بدن
کوئی ہے اچھّا مُہندِس - کوئی اچھّا فلسفی
کوئی ہے اچھّا مؤرِّخ - کوئی اچھّا منطقی
کوئی ہے اچھّا سُخنور - کوئی اچھّا نکتہ جُو
کوئی ہے اچھّا مُصوِّر - کوئی اعلےٰ خوش گلُو
خوبیٔ قسمت سے بن جاتا ہے کیا کیا آدمی
سب سے اچھّا ہے مگر دُنیا میں اچھّا آدمی
(محروم)

سوالات

۱- دُنیا میں لوگ انسانوں کو کِس کِس لحاظ سے اچھا کہتے ہیں؟ لیکن درحقیقت اچھّا آدمی کون ہوتا ہے؟

۲- جب کہتے ہیں فلاں شخص اچھّا مؤرّخ ہے - اس سے کیا مُراد ہوتی ہے ؟

۳- اِس نظم میں جن جن عِلموں کا ذکر آیا ہے - اُن کے نام لو ؛

۱۶- قوَل کا پُورا صادِق

صادق اِلتجا ضمانت اِنتہا مجمع صداقت اِیثار

۱- صادِق ایک شریف سوداگر جب تجارت کرنے کی غرض سے دمشق پہنچا - تو وہاں کسی جرُم کے شُبہ میں گرفتار ہو گیا - اُس نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی بے حد کوشش کی - مگر کامیاب نہ ہو سکا - آخر اُسے قتل کا حکم دے دیا گیا - تاریخ مقرّر ہو گئی - اور صادِق اُس تاریخ تک اپنی موت کا انتظار کرنے کے لیئے دمشق کے جیل خانے میں بھیج دیا گیا ؛

۲ صادق کو اپنی موت کا رنج نہ تھا -

کیونکہ اُس کا دل کسی جُرم کی یاد سے شرمندہ نہ تھا۔ اُس کی آنکھیں بے گناہی کے نور سے چمکتی تھیں۔ مگر پھر بھی جب وہ مقررہ تاریخ پر قتل گاہ میں لایا گیا۔ تو اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ اُس کے چہرے سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ دمشق کے اُن سینکڑوں لوگوں سے۔ جو آج اُس کے قتل ہونے کا تماشا دیکھنے آئے تھے۔ رحم اور مہربانی کی التجا کر رہا ہے۔ اُس کی نگاہوں سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر کہہ نہیں سکتا۔ لوگ ان تمام باتوں کو قتل کے خوف کا سبب سمجھتے تھے۔ مگر کسی کو اُس پر اتنا رحم نہ آتا تھا۔ کہ اُس کے دل کی بات اُس سے پوچھ لے ؛

۳۔ آخر تمام لوگوں کی خاموشی دیکھ کر اُس نے خود کہا۔ کہ اے لوگو! میں پردیسی ہوں۔ مسافر ہوں۔ اور اِس وقت بے گناہ قتل کیا جا رہا ہوں۔ میری خواہش تھی۔ کہ مرنے سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو دیکھ لیتا۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص میری ضمانت دے دے۔

تو بڑا احسان ہو ۔

۴ - صادق ابھی اپنی گفتگو ختم نہ کرنے پایا تھا۔ کہ اُس بھیڑ میں سے ایک بہادر ترک آگے بڑھا - اُس نے صادق سے پوچھا۔ تمہارا گھر کہاں ہے ؟

'یہاں سے صرف چار گھنٹے کے فاصلے پر ۔'

'تم کتنی دیر میں واپس آ سکوگے ؟'

'پانچ گھنٹے میں ۔'

'کیا تم یہ وعدہ سچا کر رہے ہو؟ اور کیا تمہیں اپنے واپس آنے کا پورا یقین ہے ؟

'میرا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا - اِس لئے کہ میں ایمان اور وفا سے اپنی جان کو زیادہ قیمتی نہیں سمجھتا -

۵ - صادق اور ترک میں یہ گفتگو ہوئی - بہادر ترک اُس کی ضمانت کے لئے تیار ہو گیا - لوگوں نے اُسے منع کیا - مگر اُس نے کسی کی نہ سُنی - حاکم سے ضمانت کی درخواست کی گئی - جو فوراً منظور ہو گئی - اور صادق پانچویں گھنٹے کے اندر اندر لوٹنے کی شرط پر آزاد کر دیا گیا - اُس کی بیڑیاں بہادر ترک کے پاؤں میں ڈال دی گئیں ۔

۶ - صادق نے اپنے گھر پہنچ کر جب اپنی پریشانی کا حال سُنایا - تو گھر بھر میں کہرام مچ گیا - اُس کے دوستوں اور گھر والوں نے اُسے مشورہ دیا - کہ اُسے یہ آزادی قدرت کی طرف سے مِلی ہے - اب واپس جانا گویا اپنے پاؤں سے موت کے مُنہ میں جانا ہے - لوگوں نے اُسے مجبور کیا - کہ وہ اپنی جان بچا کر اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ کسی طرف نکل جائے - مگر صادق نے نہایت دلیری سے جواب دیا - "میں وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرُونگا - اور اُس بہادر نرک کو جس نے میری آخری خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہے - دھوکا نہ دُوں گا - اگر قدرت بے گناہوں کی حامی ہے - تو میں ضرور آزاد ہو جاؤں گا - ورنہ موت سے ڈرنا بُزدلی ہے - اور تقدیر سے بھاگنا انتہا درجے کی بے وقوفی +"

۷ - آخر اُس نے سب کو 'خُدا حافظ' کہا - اور ایک تیز گھوڑے پر چڑھ کر روانہ ہوگیا - آندھی کی طرح اُڑتا ہُوا چلا جا رہا تھا - کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی - اور صادق کو

لے کر گرا - گھوڑے کے بہت چوٹ آئی - اور صادق کے ہاتھ پاؤں زخمی ہو گئے - مگر وہ اُٹھا - اُس نے گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا - اور اُسی حالت میں دمشق کی طرف روانہ ہو گیا ؛

۸ - ساڑھے چار گھنٹے گزر چکے تھے - لوگوں کی آنکھیں راستے کی طرف لگی ہوئی تھیں - بہادر تُرک کو صادِق کے واپس آنے کا پُورا یقین تھا - وقت اَور بھی تیزی سے گزرنے لگا - اَور وعدے کے پُورا ہونے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے - حاکم نے تُرک سے کہا - تیار ہو جاؤ - صادِق نہیں آیا - اب تمہیں اُس کے بدلے قتل ہونا پڑے گا - تمام لوگوں میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی - مگر بہادر تُرک کو اب بھی اعتبار تھا - کہ صادِق ضرور آئے گا ؛

۹ - اب وقت پُورا ہونے میں صرف تین منٹ باقی رہ گئے - جلّاد تلوار لے کر تُرک کے سر پر آ پہنچا - بہادر تُرک نے آنکھیں بند کر لیں - اَور سر جُھکا دیا - جلّاد نے تلوار اُٹھائی - اَور چاہتا تھا - کہ تُرک کا سر اُڑا دے

کہ یکایک لوگوں نے غُل مچا دیا۔ "وہ آ گیا۔ وہ آ گیا۔" حاکم نے جلّاد کی تلوار پکڑ لی۔ تُرک نے آنکھیں کھول دیں۔ اور دیکھا۔ کہ صادِق زخموں میں چُور اور گرد میں اٹا ہُوا اُس کے قدموں میں پڑا ہے +

۱۰۔ تمام مجمع صادق کی اِس وعدہ وفائی پر حیرت کر رہا تھا۔ حاکم پر بھی اِس واقعہ کا گہرا اثر ہُوا۔ تُرک نے کہا۔ اے ایماندار صادق! اگر تجھ جیسے نیک اور قول کے پُورے اِنسان کے لئے میری جان بھی جاتی۔ تو مُجھے کوئی ملال نہ ہوتا۔ تُو حقیقت میں صادِق ہے تیری یہ صداقت تیری بے گناہی کی روشن دلیل ہے۔ خُدا ضرُور تیری مدد کریگا +

۱۱۔ لوگوں پر حیرت چھائی ہوئی تھی۔ سب خاموش تھے۔ افسر غور کر رہا تھا۔ کہ یکایک خلیفہ کی طرف سے ایک ہرکارہ دوڑتا ہُوا آ پہنچا۔ اور کہنے لگا اے حاکم! خلیفہ کا حکم ہے۔ کہ صادِق کو رہا کر دو۔ اصلی مجُرم کا پتہ مِل گیا ہے۔ اور صادق بے قصور ہے +

۱۲۔ لوگوں نے صادِق کو مُبارکباد دی۔ وہ

رہا کر دیا گیا۔ دمشق کے لوگوں میں اُس کی صداقت اور وفا اور بہادر تُرک کی ہمدردی اور ایثار کا قصّہ اب تک مشہور ہے ؛

سوالات

۱ صادق نے لوگوں سے کیا درخواست کی؟ کس نے منظور کی؟ اور صادق اور اُس کے ضامن کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

۲ صادق جب گھر پہنچا۔ تو اُس کے گھر والوں نے اُسے کیا صلاح دی؟ اور اُس نے کیا جواب دیا؟

۳ - صادق کیوں دیر سے پہنچا؟

۴ - صادق کو وعدہ پورا کرنے کا کیا اجر ملا؟

۵ 'خدا حافظ' اصل میں کیا ہے؟ اور یہ کلمات کس موقع پر بولتے ہیں؟ نیز مطلب بیان کرو:۔
اُس کی آنکھیں بے گناہی کے نور سے چمکتی تھیں ؛

۶ - 'دیکھنے آئے تھے۔' کونسا فعل ہے - اور عبارت میں اس کا فاعل کون ہے؟ اور بتاؤ۔ دیکھنے کے بعد کیا لفظ محذوف ہے؟

۱۷- کام

مہر و ماہ　　ابر و باد　　محفل

اہلِ ہمّت　　مشاغل

ہو کبھی انساں نہ بیدل کام سے
کیونکہ ہوتا ہے یہ کامل کام سے

کام میں ہیں مہر و ماہ و ابر و باد
سج گئی دُنیا کی محفل کام سے

اہلِ ہمّت کا ہے خود حامی خُدا
برکتیں ہوتی ہیں نازل کام سے

عزّتیں محنت سے پا جاتے ہیں لوگ
مرتبے ہوتے ہیں حاصل کام سے

مرد کہلانا اُنہیں آساں نہیں
جی چُراتے ہیں جو مشکل کام سے

نام حاصل کر گئے دُنیا میں جو
وہ ہوئے شہرت کے قابل کام سے

چُست لڑکے شوق سے کرتے ہیں کام
اور گبھراتے ہیں کاہل کام سے

کیوں گنواؤ تاش اور چوسر میں وقت

کب ہیں اچھّے یہ مشاغل کام سے
دین و دُنیا سے گیا محرُوم وُہ
ہو گیا جو شخص غافل کام سے

(محروم)

سوالات

۱۔ محنت اَور کام سے انسان کو کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

۲۔ طالب عِلموں کو تاش اَور چوسر کھیلنے کی بجائے کیا کام کرنا چاہیئے؟

۳۔ اِس شعر کا مطلب بیان کرو۔ اَور اس کو نثر میں لکھو:۔

مرد کہلانا اُنہیں آساں نہیں
جی چُراتے ہیں جو مشکل کام سے

۴۔ اُوپر کے شعر میں صِلہ موصول کی کونسی مثال ہے؟

۱۸- اصلی شرافت

مذاق . خاطر تواضع جبرت

خادِمہ قابلیت

ایک زمانے میں اُجین کے راجہ وِکرَم کے مُلک میں یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ راجہ کو جنگل میں ایک لڑکا پلا ہؤا ملا۔ جس کو راجہ اُٹھا کر اپنے محل میں لے آیا۔ اور اپنی رانی کے سپُرد کر دیا۔ اور رانی کو تاکید کر دی۔ کہ اِس بچّے کو اپنے بیٹے کی طرح پالے اور پرورش کرے +

راجہ کے حکم کے مطابق بچّے کی نگرانی اور تربیت ہونے لگی۔ اور جب اُس کی عمرُ چھ سات برس کی ہوئی۔ تو اُس کو مدرسے میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اور اپنی جماعت کے سب لڑکوں سے کمزور اور پیچھے رہتا تھا۔ ایک دن وہ اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ کھیلتے کھیلتے ایک لڑکے نے اُس سے اُس کے ماں باپ کا

نام اور پتہ پوچھا - اور جب وہ نہ بتا سکا۔ تو سب لڑکے اُس کا مذاق اُڑانے لگے۔ وہ روتا ہؤا راجہ کے پاس گیا - اور راجہ سے اپنے ماں باپ کا نام دریافت کیا - لیکن راجہ نے اُس سے صرف یہ کہ دیا - کہ تمہارے باپ کا نام پھر کبھی بتا دیں گے ؛

اُس کو راجہ کا جواب سُن کر تعجب بھی ہؤا اور افسوس بھی - اب وہ ہر وقت اپنے ماں باپ کا پتہ لگانے کی فکر میں رہنے لگا - اور اُس کو یقین ہو گیا - کہ مَیں راجہ کے کنبے کا لڑکا نہیں ہُوں - اور نہ مجھے راج گدّی ملنے کا کوئی حق ہے - اِس خیال سے اُس نے دِل لگا کر پڑھنا شروع کیا - اور محنت کرکے اپنے درجے کے اچھے اور قابل لڑکوں میں ہو گیا ؛

مدرسے کی تعلیم ختم ہونے کے بعد اُس نے سپاہ گری کے کام اور فوجی کرتب سیکھے - اور ایسا قابل ہو گیا - جیسے اُس زمانے کے قابل اور ہونہار لڑکے ہؤا کرتے تھے ؛

اُس زمانے میں یہ قاعدہ تھا - کہ جب کبھی

راجہ اپنی بیٹی کی منگنی کرنا چاہتا تھا۔ تو ایک بڑا جلسہ کرکے آس پاس کے راجاؤں اور رئیسوں کے لڑکوں اور رشتہ داروں کو جمع کرتا تھا۔ اور اُن میں سے جس کسی کے ساتھ لڑکی شادی کرنا چاہتی۔ اُس کے گلے میں اپنا ہار ڈال دیتی۔ اِس جلسے کو سوئمبر کہتے تھے ؀

کچھ دنوں کے بعد دوسرے ملک کے راجہ کی لڑکی کا سوئمبر ہُوا۔ راجہ دکرم نے اُس لڑکے کو سوئمبر میں جانے کا حکم دیا۔ لیکن اُس نے یہ خیال کرکے کہ نہیں معلوم مَیں کون ہوں اور کس کا بیٹا ہوں۔ وہاں جانے سے اِنکار کیا۔ راجہ اس پر ناراض ہُوا۔ اور راجہ کے غصّے سے ڈر کر اُس لڑکے کو سوئمبر میں جانا پڑا۔ جب وہاں پہنچا۔ تو اُس کی بڑی خاطر تواضع ہوئی۔ اور دعوت کا سامان ہونے لگا۔ آخر ایک روز اُسے دربار میں بُلایا گیا۔ جہاں بڑے بڑے شہزادے اچھے اچھّے لباس پہنے راجہ کی خوبصورت بیٹی کے آنے کا اِنتظار کر رہے تھے۔ یہ لڑکا معمولی کپڑے پہنے دربار میں پہنچا۔ اور سب کے پیچھے

جا کر بیٹھ گیا ؛

تھوڑی دیر میں راجہ کی بیٹی جو سارے مُلک میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی ۔ دربار میں آئی ۔ اور شرمائی ہوئی نظروں سے اُن سب شہزادوں کو دیکھا ۔ سب شہزادے اُس کی طرف اُمیدیں لگائے دیکھ رہے تھے ۔ لیکن یہ لڑکا شرم کے مارے اوپر کو نظر بھی نہ اٹھاتا تھا ۔ آنکھیں نیچی کئے اپنی جگہ پر بیٹھا تھا ۔ اتنے میں راجہ کی بیٹی آگے بڑھی اور شرما کر اپنا ہار اُس لڑکے کے گلے میں ڈال دیا ؛

لڑکا مارے تعجب اور حیرت کے کچھ دیر چپ [illegible] کے بعد اُس نے راجہ [illegible] بیٹی سے کہا ۔ کہ " مَیں ایک گمنام لڑکا ہوں ۔ اور ہرگز اِس قابل نہیں کہ تم سے شادی کر سکوں ۔ اِس وجہ سے تمہارا ہار واپس کرتا ہوں ۔ تم کسی اور کو پسند کر لو ؛

اگلے روز پھر جلسہ ہؤا ۔ اور راجہ کی بیٹی نے دوبارہ اُسی لڑکے کے گلے میں ہار ڈالا ۔ لڑکے نے پھر یہ کہ کر واپس کر دیا ۔ کہ تم ایک مرتبہ اور سوچ لو ؛

وہ لڑکا یہی ہے۔ اَور مَیں راجہ وکرم ہوں
اور یہ عورت میری بیوی اور اِس لڑکے کی
ماں ہے ۔
لوگ تعجّب سے اِس قصّے کو سُنتے رہے۔
اور راجۂ اُجین کی عقلمندی کی تعریف کی۔
لڑکی والے اِس خبر کو سُن کر بے حد خوش
ہوئے۔ اور اُن کا رنج و غصّہ سب جاتا رہا۔

سوالات

۱۔ اِس کہانی کو مختصر طور پر اپنے لفظوں میں بیان
کرو ۔
۲۔اصلی شرافت کیا ہے؛ اس کہانی سے ثابت کرو ۔
۳۔ سوئمبر کسے کہتے ہیں ۔
۴۔ معنی بتاؤ۔ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو ۔
مذاق اُڑانا ۔ آدمی بنتا ۔
۵۔ کلمات ذیل قواعد اُردو کی رُو سے کیا کیا ہیں ؟
تھوڑی ۔ اپنی ۔ تم ۔ یہی ۔

١٩ - بچّے کا پہلا اِحساس

اِحساس   محوِ رقص   پرفشاں
مُتّصِل   شارِعِ مہر

بچّہ

۱ - تنہا تو کھیل کود میں لگتا نہیں ہے دِل
اب جلد میرے بھائی کو واپس بلائیے
پھر بھونرے محوِ رقص ہیں پھولوں کے مُتّصِل
بھائی کِدھر گیا میرا مجھ کو بتائیے؟

---

۲ - تتلی ہوا میں جا کے دکھاتی ہے اپنا رنگ
ہوتی شارِعِ مہر میں جب پرفشاں ہے وہ
بھائی بغیر اس سے بھی لگتا نہیں ہے دل
واپس بُلائیے اُسے امّاں! کہاں ہے وہ؟

۳- پھولوں پہ دیکھ آئی ہوئی کیا بہار ہے
جو پھول ہم نے بوئے تھے اماں! کنارِ باغ
انگور کی جو بیل ہے سو بار دار ہے
بھائی مِرا کہاں ہے کہ لُوٹیں بہارِ باغ
(محروم)

سوالات

۱- یہ کونسا غم ہے۔ جسے بچّے نے محسوس کیا؟
۲- کِن کِن چیزوں کو دیکھ کر بچّے کو بھائی یاد آیا۔ اور کیوں؟
۳- بہار آنا' اور بہار لُوٹنا کے معنی بیان کرو۔ اور انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو؛
۴- ذیل کے شعر کی نثر بناؤ۔ اور بتاؤ۔ دوسرے مصرع میں وہ اسم ضمیر کا مرجع کون ہے؟

تتلی ہوا میں جا کے دکھاتی ہے اپنا رنگ
ہوتی شعاعِ مہر میں جب پرفشاں ہے وہ

۲۰۔ تار گھر

انتظامات   متعجّب   طِفلانہ   مطمئِن

لالہ باسدیو تار گھر میں نوکر تھے۔ تیس روپے تنخواہ ملتی تھی۔ اسی میں گھر بھر کا خرچ چلتا تھا۔ ایک دِن اُن کا اکلوتا بیٹا کرشن گوپال جو ابھی چھ ہی برس کا تھا۔ اُن کے ساتھ تار گھر گیا۔ اور تار کے انتظامات دیکھ کر بہت ہی متعجّب ہُوا۔ وہ سوچنے لگا۔ کہ اِس کا باپ 'گرگٹ' کی آوازوں' ہی سے کس طرح خبریں پا جاتا ہے۔ اُس نے بہت کچھ سوچا لیکن اُس کا چھوٹا سا دماغ کچھ سمجھ نہ سکا۔ تو اُس نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ بابو جی! آپ کس طرح کھٹ کھٹ ہی کی آوازوں سے خبریں سمجھ لیتے ہیں؟ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔

باسدیو اپنے گوپال کی بھولی بھالی باتیں سُن کر ہنسنے لگا۔ اور جواب دیا۔ بیٹا! اِس کا سمجھنا سیکھنے سے ہوتا ہے۔ میں نے سیکھا

ہے ۔ اسی سے سمجھ لیتا ہوں ۔ جب تم بھی
سیکھ لوگے ۔ تو تار کا کام تم کو بھی معلوم
ہو جائیگا ؛

کرشن گوپال نے کہا ۔ مَیں روز آپ کے
ساتھ آیا کرونگا ۔ اور دیکھونگا ۔ کہ آپ کے
پاس کیسی خبریں آیا کرتی ہیں ؛

باسدیو نے کہا ۔ نہیں گوپال تم ابھی بچّے
ہو ۔ ابھی یہ سب باتیں نہیں سمجھ سکتے ۔ جب
تم بڑے ہو جاؤگے ۔ تب سمجھ لوگے ؛

کرشن گوپال کچھ اُداس ہُوا ۔ اور اپنے
ننھے ننھے ہاتھوں میں اپنے باپ کی اُنگلیوں کو
دبا کر بولا ۔ لیکن میں تو تار کا طریقہ سیکھنا
چاہتا ہوں ۔ آپ کے پاس کہاں کہاں سے
خبریں آیا کرتی ہیں باؤجی !

باسدیو ۔ دُور دُور سے ۔ کبھی بمبئی سے ۔ کبھی
دِلّی سے اور کبھی کاشی جی سے ؛

کرشن گوپال یہ جواب پا کر دل میں بہت
خُوش ہُوا ۔ اور بولا ۔ اچھی بات ہے ۔ یہ علم
سیکھ کر میں بھی آپ کی طرح روز یہی
کام کرونگا ۔ اور روزانہ ایک تار راجہ کو
بھیجا کروں گا ؛

باسدیو نے بھی اس طفلانہ خوشی میں اپنے بچّے کا ساتھ دیا۔ اور پُوچھا۔ اچھا یہ تو بتاؤ تم اپنے راجہ کو کیا تار دو گے ؟

کرشن گوپال۔ مَیں تار دُونگا۔ کہ راجہ جی فوراً میرے پاس آیئے۔ مَیں آپ کے درشن کرنا چاہتا ہوں ؛

باسدیو۔ (ہنس کر) اور جب تمہارے راجہ آئیں۔ تو اُن سے بہت سا روپیہ مانگنا۔ اس سے ہم لوگ ایک عالیشان محل بنوا لیں گے تم کو اچھّے اچھّے ریشمی کپڑے بنوا دیں گے اور تمہاری ماں کے لیئے سونے کے زیور خرید دینگے ؛

کرشن گوپال کا دِل اِن باتوں سے مطمئن نہیں ہوُا۔ وہ بولا۔ نہیں بابو جی ! میں روپیہ نہیں مانگونگا۔ جب راجہ میرے پاس آئینگے تو مَیں اُن سے ایک ریشمی خوبصورت رسّی ایک چھوٹا سا کھٹولا جھُولا جھُولنے کے لئے مانگوں گا۔ اور ساتھ کھیلنے کے لیئے دو چار ہمجولی لڑکے۔ بس مَیں تو یہی چاہتا ہوں ؛

اِس قسم کی باتیں کرتے ہوئے شام کو باپ بیٹے گھر واپس ہوئے۔ کرشن گوپال کی

ماں نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو چھاتی سے لگا کر پیار کر لیا۔ لیکن گوپال جب تک جاگتا رہا۔ تار گھر کی عجیب و غریب باتیں اپنی ماں کو سناتا رہا ؛

(۲)

دوسرے ہی دن سے کرشن گوپال نے ایک تار گھر اپنے ہی مکان پر بنایا۔ وہ ایک پتھر کا ٹکڑا لیتا۔ اور اُسے میز پر کھٹکھٹاتا۔ بس اسی طرح وہ تار بھیجتا۔ اُس کی ماں اگر پُوچھتی۔ کہ گوپال! کیا کر رہا ہے ؟ تو وہ جواب دیتا میں راجہ کو تار بھیج رہا ہوں۔ اور پھر کھٹ کھٹ تار برقی شروع ہو جاتی اُس نے اپنی ماں سے طے کر لیا تھا۔ کہ اگر وہ ایک بار کھٹ کرے۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ وہ پیاسا ہے۔ اگر دو مرتبہ کھٹ ہو۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ وہ بھُوکا ہے۔ اور کھانا چاہتا ہے۔ اور اگر اُس نے تین بار کھٹکھٹایا۔ تو سمجھنا چاہئے۔ کہ اُسے نیند لگی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کچھ دنوں تک یہ طریقہ ٹھیک جاری رہا۔ ایک دن گوپال کی ماں

اپنے دیوتا کی پُوجا کر رہی تھی ۔ وُہ پُوجا میں آنکھیں بند کئے چُپ چاپ دھیان میں مگن تھی ۔ کہ یکبارگی گوپال کے تار کی آواز کان میں پہنچی ۔ وہ پُوجا پاٹ چھوڑ دوڑ کر اپنے بچّے کے پاس پہنچ گئی ۔ اور کہا ۔کیا چاہتا ہے گوپال ! گوپال کِھلکھلا کر ہنس پڑا ۔ اور بولا ۔ میں تو تمہارے ساتھ کھیل رہا تھا ۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں چاہئے ۔ ماں نے کہا ۔ پُوجا کے وقت تم مجھے نہ دِق کیا کرو ۔ یہ کہ کر وُہ کچھ خفا ہو کر پتھر کا ٹکڑا پھینکنے لگی ۔ گوپال نے پتھر اپنی ماں کے ہاتھ سے چھین کر کہا ۔ اچھّی امّاں ! اسے مت پھینکو ۔ اگر تم اسے پھینک دوگی ۔ تو میں اپنی خبریں تم کو یا راجہ کو کس طرح سے بھیجوں گا ؟ مَیں تو آزما رہا تھا ۔ کہ تم مجھے زیادہ پیار کرتی ہو ۔ یا اپنے دیوتا کو ۔ یہ سنتے ہی ماما کی ماری ماں خوش ہو گئی ۔ اُس نے گوپال کو گود میں اُٹھا لیا ۔ اور بڑے پیار سے کہا ۔ میرے لال ! تم میرے دیوتا میں بھی ہو ۔مَیں اُس کی پُوجا کے ساتھ تمہاری بھی پُوجا کیا کرتی ہوں ؛

کرشن گوپال نہیں سمجھا۔ کہ اُس کی ماں نے جو بات کہی۔ اُس میں کیا نکتہ تھا۔ اُس نے اپنی چھوٹی سی بانسری نکالی۔ اور بجانے لگا اور اُس کی ماں اپنے بھولے بھالے گوپال کی طرف بڑے پریم سے دیکھنے لگی ؞

سوالات

۱۔ کرشن گوپال نے اپنے گھر میں کس طرح تار گھر بنایا۔ اور اپنی ماں سے اُس نے کیا کیا اشارے مقرر کئے؟ وہ راجہ کو کیوں تار بھیجا کرتا تھا؟

۲۔ کرشن گوپال نے پُوجا کے وقت اپنی ماں کا کس بات میں امتحان کیا۔ اور کس طرح؟

۳۔ تار خبر کیسے پہنچتی ہے؟

۴۔ "مگن ہونا" کے معنی بتاؤ۔ اور اسے اپنے فقرے میں استعمال کرو ؞

۲۱ - چانْد بی بی کی بہادری

عاقِل قابِل تیغ زن غضنفر
مُسلّم صف شکن نریمان سُہراب
پیلتن اِقامت ثناخواں

بہت عورتیں ایسی گزری ہیں عاقل
جو مردوں سے بیشک زیادہ تھیں قابِل
ہُنر میں تھیں یکتا فنوں میں تھیں کامِل
ہر اک بات کا فخر اُن کو تھا حاصِل
غرض اُن میں سے ایک تھی چاند بی بی
دِلاور تھی اور نیک تھی چاند بی بی
چڑھا فوج لے کر جو فرزندِ اکبرؔ[1]
کیا حملہ اُس نے پھر احمد نگر پر
بڑھی چانْد بی بی بھی لے اپنا لشکر
دِکھانے لگی رن میں مردوں کے جوہر

[1] شہزادہ مُراد جو اکبر بادشاہ کا بڑا بیٹا تھا ؛

وہ زن تھی مگر تیغ زن[1] بھی بڑی تھی
تھی سب فوج پیچھے وہ آگے کھڑی تھی
بڑھایا دل اُس نے سپہ کا یہ کہ کر
کہ اے شیر مردو! کسی کا ہے کیا ڈر
لڑو رن میں بڑھ کر کہ تم ہو غضنفر[2]
نہیں ہٹتے میداں سے مردِ دلاور
جو بھاگو گے تو بھی نہ جاں سے بچو گے
مرو رن میں لڑ کر کہ آخر مرو گے
ضروری ہے انساں کو جاں سے گزرنا
مُسّلم[3] ہے اِس دہر سے کوچ کرنا
مثل ہے کہ دُنیا میں آخر ہے مرنا
جو مرنا ہے۔ پھر کیا ہے مرنے سے ڈرنا
مرو رن میں لڑ کر کہ چرچے رہینگے
تمہیں بعدِ مُردن بھی زندہ کہیں گے
کرو کام وہ جس سے نامی وطن ہو
غلامی سے آزاد مُلکِ دکن ہو
صفیں چیر ڈالو کہ تم صف شکن[4] ہو

[1] تلوار چلانے والی۔ لڑنے والا۔
[2] زبردست شیر۔
[3] مانا ہوُا۔ یقینی۔
[4] صف توڑنے والا۔

نریمانؔ[1] ہو۔ سُہرابؔ[2] ہو۔ پیلتنؔ[3] ہو
لڑوگے اگر آج میداں میں بڑھ کر
دُعا تم کو سب دینگے تاریخ پڑھ کر
رہیگا کتابوں میں یہ ذِکر عزّت
لڑی تھی کوئی بادشاہوں سے عورت
نہ باقی رہے گی عمارت نہ دولت
مگر نامِ عزّت کو ہے کچھ اقامت
فِدا جاں کرو مُلک اور مال پر تم
کہ دُنیا میں چمکو کے مثلِ قمر تم
یہ کہہ کر جو بی بی نے ڈھارس بندھائی
تو اُن کی سمجھ میں بھی کچھ بات آئی
ہزاروں نے لاکھوں سے کی وہ لڑائی
کہ اب تک ثناخواں ہے ساری خدائی
رہی چاند بی بی نہ فرزندِ اکبر
فسانہ مگر اُن کا ہے ہر زبان پر
(حضرت کوثر)

سوالات

۱- چاند بی بی کون تھی، اُس نے اپنی فوج کا دل بڑھانے

[1] رُستم کا پر دادا۔ ایران کا بڑا نامی پہلوان تھا ؛
[2] رُستم کا بیٹا۔ یہ بھی نہایت زبردست پہلوان تھا ؛
[3] خود رُستم کا لقب ہے ؛

کے بیٹے جو تقریر کی۔ آسان نثر میں بیان کرو ؏

۲۔ "تمہیں بعدِ مُردن بھی زندہ کہینگے" کا مطلب بیان کرو ؏

۳۔ یکتا۔ مُسلّم۔ ڈھارس۔ ثناخواں کے معنی بتاؤ۔ اور فقروں میں استعمال کرو ؏

۴۔ اِس نظم میں اسم معرفہ کون کون سے ہیں ؟ اور فعلِ مستقبل کی کون کون سی مثالیں ہیں ؟

۲۲۔ روضۂ تاج محل

لاجواب	باعصمت خاتون	دِلدادہ
فضائے الٰہی	داغِ مفارقت	دلرُبائی
مُمتاز	کہ دمہ	گرویدہ	زرِ کثیر

روضہ تاج محل ہندوستان کی سب سے مشہور عمارت ہے۔ اور ہندوستان پر کیا موقوف ہے۔ اپنی طرز میں دُنیا بھر میں لاجواب ہے یہ روضہ ایک باعصمت خاتون کی یادگار ہے۔ جس کا وفادار اور دلدادہ شوہر شاہجہاں

لہ آگرے میں ہے ؏

شہنشاہِ ہندوستان تھا۔ جب قضائے الٰہی سے یہ بادشاہ بیگم جس کا نام ممتاز محل تھا۔ اور جسے بادشاہ پیار سے تاج محل کہا کرتے تھے اپنے شوہر کی زندگی میں فوت ہو گئی۔ اور اُسے داغِ مفارقت دے گئی۔ تو بادشاہ نے اپنی محبّت کو اُس آرام گاہ کے بنانے اور سجانے میں صرف کر دیا۔ جس میں اُس کی دل کی مالک بیوی ہمیشہ کے لیے سوتی تھی۔

دار السلطنت آگرہ میں دریائے جمن کے کنارے خالص سنگِ مرمر کا ایک عالی شان مقبرہ تیار ہؤا۔ جس کے وسط میں بادشاہ بیگم کی قبر بنی۔ اور کچھ عرصے بعد اسی قبر کے قریب شاہجہان بھی جا لیٹا۔ روضۂ تاج محل کی خوبصورتی اور دلربائی جس کی ایک دُنیا شیدائی ہے۔ کیا صرف سنگِ مرمر کی نفیس جالیوں سے پیدا ہوئی۔ جو مزار کے اردگرد بنی ہوئی ہیں؟ یا اُن گلکاریوں کا نتیجہ ہے جن سے باکمال اُستادوں نے سنگِ مرمر کی سفید زمین میں سُرخ و سبز قیمتی پتھروں کے نگینے جڑ کر اپنی ہُنرمندی کے جوہر دکھائے ہیں

لے تاج محل

یہ سب چیزیں بجائے خود دلکش ہیں ۔ مگر باوجود ان کے ممکن تھا ۔ کہ روضۂ ممتاز اس قدر ممتاز نہ ہوتا ۔ یہ آب جو اس دُرِ خوش آب میں موجود ہے ۔ اور جو ہر کہ و مہ کو گرویدہ کر لیتی ہے ۔ یہ اُس سچی محبت کی برکت سے ہے ۔ جس نے شاہجہان سے روضہ کی بُنیاد رکھوائی تھی ۔ یوروپ کے سیاحوں نے اِس عمارت کو عجیب عجیب ناموں سے یاد کیا ہے چنانچہ بعض نے لکھا ہے ۔ کہ عمارت کیا ہے ایک دلآویز خواب ہے ۔ جو سنگ مرمر کی صورت میں جلوہ آرا ہوا ہے ۔ بعض اور ہیں جو کہتے ہیں ۔ نہیں یہ ایک دلپذیر نظم ہے ۔ جس میں صنّاع نے اپنی شاعری کے اظہار کے لئے سنگِ مرمر سے کاغذ کا کام لیا ہے ۔ فنِ تعمیر کے جاننے والے مدتوں سے اِسی بحث میں اُلجھے ہوئے ہیں ۔ کہ یہ نادِر عمارت کِس کاریگر کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے کوئی کہتا ہے ۔ کہ شاہجہان نے مُلک اطالیہ سے کاریگر بلوائے تھے اور اُن کی زیر نگرانی یہاں کے بڑے بڑے اُستاد جو ملک کے ہر گوشے سے جمع ہو گئے تھے ۔ کام کرتے تھے ۔ کوئی کہتا ہے ۔ نہیں

اس کے بنانے والے یہیں کے رہنے والے تھے
آج کل سے اندازہ نہ لگایئے۔ جب سب پُرانی
صنعتیں مٹتی چلی جاتی ہیں۔ اُس وقت ہر فن
کا کامل اُستاد ہندوستان میں موجود تھا۔ ایک
ضعیف سی مگر نہایت مشہور روایت یہ بھی
ہے۔ کہ شاہجہان نے کاریگروں کو انعام و اِکرام
دے کر رخصت کرتے وقت اُن کے ہاتھ کٹوا
دئے تھے۔ تاکہ اَور کہیں ایسی عمارت نہ بنا
سکیں۔ مگر میرا دل اِس روایت کے ماننے
پر سوائے صحیح اَور مُستند تاریخی ثبوت بہم پہنچنے
کے کسی طرح تیار نہیں۔

مَیں نے جب روضۂ ممتاز کو دیکھا۔ تو پہلا
خیال جو میرے دل میں آیا۔ اَور جو برابر
اَور سب خیالات پر غالب رہا۔ وہ یہی تھا۔
کہ یہ جمال سے ملا ہُوا جلال جو اس عمارت
پر برستا ہے۔ وہ محض کاریگری یا محض صرفِ
زرِ کثیر سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ شاہجہان کا
عہد ہندوستان میں عمارت کے اعتبار سے سب
بادشاہوں کے زمانوں سے بڑھا ہُوا تھا۔ اَور
بہت سی نفیس اَور خوش نما عمارتیں اس
کے عہد کی یادگار ہیں۔ وہ سب بڑے بڑے

کاریگروں کے ہاتھ سے بنیں۔ اور سب پر بے شمار روپیہ لگا۔ پھر بھی کسی میں یہ بات پیدا نہ ہوئی۔ جو تاج آگرہ میں ہے اس کا سبب یہی ہے۔ کہ وہ شوقِ نام ونمود کا نتیجہ تھیں۔ اور یہ خلوص کا ؛

سوالات

۱۔ روضۂ تاج محل کس نے بنایا؟ اور اس کے بنانے سے کیا غرض تھی؟

تاج محل کے متعلق کیا کیا باتیں مشہور ہیں؟

کاریگروں کو انعام و اکرام دینے کے بعد بادشاہ نے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اور کیوں؟

کیا یہ روایت معتبر ہے؟

دلکش ۔ ممتاز ۔ سیّاح ۔ دلآویز ۔ صنّاع کے معنی بتاؤ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو؛

۲۳- سچّی دوستی

ابوالقاسم ضبط مردانگی خاتمہ
ہمدم و یاور

ایک مشہور شخص بیرم خاںؒ
تھا ہمایوں کی فوج کا افسر
دی ہمایوں کو شیرشہ نے شکست
ہو گیا سب تتر بتر لشکر
بھاگ نکلا وہاں سے بیرم بھی
سینگ اُس کے جدھر سمائے اُدھر
اِک سپاہی بھی ساتھ تھا اُس کے
تھا جو بیرم کا ہمدم و یاور

لہ شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران نے ہمایوں کے ساتھ ہندوستان بھیجا تھا۔ جس نے بڑی مدد دی اور پھر یہ شخص اکبر کا وزیر اعظم بنا ؛

ٹہ شیر شاہ سوری جس نے ہمایوں کو شکست دے کر نکال دیا تھا۔ اور پھر بیرم خاں کی مدد سے ہمایوں نے گئی ہوئی سلطنت واپس لی ؛

تھا سپاہی کا نام ابوالقاسم
دوستی کا تھا خاتمہ اُس پر
چھپتے پھرتے تھے دونوں بیچارے
جنگلوں جنگلوں اِدھر سے اُدھر
ڈھونڈتا پھر رہا تھا بیرم کو
ہر طرف شیر شاہ کا لشکر
ایک دن بیرم اور ابوالقاسم
دونو بیٹھے تھے اِک جگہ تھک کر
اِتنے میں ایک فوج کا دستہ
آیا آتا ہُوا اِدھر کو نظر
آئے اور آ کے اُن کو گھیر لیا
بھاگتے وہ تو بھاگتے کیونکر
شکل دونوں کی ملتی جُلتی تھی
ایسا ہوتا ہے اِتفاق اکثر
سمجھا دُشمن کہ ہے یہ بیرم خاں
پڑی قاسم کے چہرے پر جو نظر
اِسی دھوکے میں آ کے حکم دیا
"ہے یہ بیرم اُڑا دو اس کا سر"
سُن کے بیرم سے ضبط ہو نہ سکا
اور کہا اُس نے سامنے آ کر
"نہیں یہ بلکہ مَیں ہُوں بیرم خاں

مارنا مجھ کو چاہئے ہو اگر"
اس پہ قاسم نے اپنے دل میں کہا
اب وفا کے دکھائیے جوہر
اور پھر وہ یہ سوچ کر بولا
"میں ہُوں بیرم یہ ہے مِرا نوکر
ہے وفادار یہ بہت میرا
جان میری بچائی ہے اکثر
اتنا سنتے ہی اِک سپاہی نے
کیا اک وار بڑھ کے قاسم پر
واہ شاباش! اے ابوالقاسم!
یہی مردانگی کے ہیں جوہر
جان دی اپنی دوسرے کے لئے
دوستی کا ہے خاتمہ تجھ پر

سوالات

۱۔ بیرم خان کون تھا؟ ہمایوں سے اُس کا کیا تعلق تھا؟

۲۔ ابوالقاسم کون تھا؟ اُس کی وفاداری کا قصّہ نثر میں بیان کرو۔ اُس سے بیرم خاں کی کیا خوبی معلوم ہوتی ہے؟

۳۔ سینگ سماتا۔ جوہر دکھانا کا مطلب بتاؤ۔ اور اپنے

فقروں میں استعمال کرو ٭
ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ فعل کس زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔

۴۲۔ ہاتھوں کی نمائش

شرافت بلور یقین شرمندہ

کسی دریا کے کنارے چار امیر عورتیں بیٹھی ہاتھ مُنہ دھو رہی تھیں۔ ایک نے دوسری سے کہا۔ بہن! دیکھنا میرے ہاتھ پانی میں کتنے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ دُوسری عورت بے پروائی سے۔ ہاں۔ مگر تمہارے ہاتھ میرے ہاتھوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ بات تیسری نے جو سُنی۔ تو وہ مُسکرائی۔ اِن دونو نے پُوچھا کیوں بہن! تم کیوں ہنس رہی ہو؟ اُس نے کہا۔ تم دونو کی عقلمندی پر اور کیوں؟ اپنے مُنہ میاں مِٹّھو بننا کون سی شرافت ہے؟ اَور جو سچ پُوچھو۔ تو نہ تمہارے ہاتھ اچھے ہیں۔ نہ اُن کے۔ ہاتھ ہیں میرے۔ یہ دیکھو نا! کیسے

سڈول ہیں ۔ چوڑیاں کیسی پھنسی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
وہ اتنا ہی کہنے پائی تھی ۔ کہ چوتھی کو تاؤ آیا
اُس نے کہا گیا ۔ جلدی سے اپنی آستین چڑھائی
اَور ہاتھ کو عجب انداز سے کھڑا کرکے بولی ۔
دیکھا! ہاتھ ایسا ہوتا ہے ۔ اَور اب تو کچھ
بھی نہیں ۔ ہاں تھا کبھی بچپن میں میری کلائیاں
ایسی تھیں ۔ جیسے بلّور صاف شفاف ۔ یہ سُن کر
تینوں عورتوں کو ہنسی آ گئی ۔ چوتھی کو کہاں
تاب؟ ماتھے پر بل ڈال کر بولی ۔ اے واہ!
تمہیں یقین ہی نہیں آتا ۔ سچ مچ ہاں! مَیں
نے تو کئی دفعہ اپنی کلائی میں چاند دیکھا ہے
یہ باتیں ہو رہی تھیں ۔ کہ اتنے میں ایک لنگڑی
فقیرنی اِدھر آ نکلی ۔ اور اُن سے کچھ کھانے کو
مانگا ۔ اُنھوں نے دیا دِلایا تو کچھ نہیں ۔ بولیں
کیوں ری بڑھیا! ہم چاروں میں کس کے ہاتھ
اچھے ہیں؟ بڑھیا یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی ۔ کہ
پیٹ بھریگا ۔ تو بتا دوں گی ۔ وہاں سے کچھ
فاصلے پر ایک غریب کالی سی عورت بیٹھی کپڑے
دھو رہی تھی ۔ بڑھیا نے اُس سے بھی وہی سوال
کیا ۔ غریب عورت نے اپنا رومال کھولا ۔ اور
بولی ۔ لے مائی! میں اپنے لئے دو روٹیاں لائی

تھی۔ ایک ان میں سے تو لے لے۔ بڑھیا نے روٹی کھا کر پانی پیا۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ اور اُس عورت کو سینکڑوں دعائیں دیں۔ جب پیٹ میں پڑ گئی۔ تو بڑھیا کو کیا سوجھی۔ اُس غریب عورت کو اپنے ساتھ لے کر امیر عورتوں کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی بیٹیو! تم امیروں سے اس غریب کے ہاتھ اچھے ہیں۔ جنھوں نے مجھ اپاہج کا پیٹ بھرا۔ یہ کہ کر بڑھیا وہاں سے چل دی۔ امیر عورتیں بہت شرمندہ ہوئیں۔ اور عہد کیا۔ کہ پھر کبھی ایسا نہ کرینگے ÷

سوالات۔

۱۔ ہاتھوں کی خوبصورتی کس بات میں ہے ÷

۲۔ اس کہانی کو اپنے لفظوں میں مختصر طور پر بیان کرو

۳۔ "اپنے منہ میاں مٹھو بننا" کو اپنے فقرے میں استعمال کرو ÷

۴۔ روٹی کھا کر پانی پیا۔ اس فقرے کے دو فقرے بناؤ۔ نیز "کر" کی جگہ اور کون کون سا لفظ بول سکتے ہیں ÷

۲۵- پھُول اَور کانٹا

گُلشن   قدرداں   شادی وغم

گُلچیں   حُسن ونزاکت

۱- ایک دِن پھُول نے کانٹے سے کہا جھنجلا کر
کِس لئے رہتا ہے تو میرے برابر اکثر
۲- مَیں ہُوں جس شاخ پہ رہتا ہے اُسی جا تُو بھی
رنگ و بُو میں برابر ہے مرے کیا تُو بھی
۳- مجھ میں ہے رنگ - نہیں اس کا پتہ بھی تجھ کو
مجھ میں خوشبُو ہے. نہیں اس کی ہوا بھی تجھ میں
۴- میری رنگت سے زمانے کی ہیں آنکھیں روشن
میری خوشبُو سے بسا رہتا ہے سارا گلشن
۵- مجھ کو سب سر پہ چڑھاتے ہیں لگاتے ہیں گلے
تجھ کو تو بھُول کے بھی پاؤں سے کوئی نہ ملے
۶- گود میں لیتے ہیں - ٹوپی میں لگاتے ہیں مجھے
قدر کرتے ہیں مِری. سر پہ چڑھاتے ہیں مجھے
۷- تو ستاتا ہے. بڑی نوک سے سب ڈرتے ہیں
پاس جاتا نہیں کوئی تِرے - سب ڈرتے ہیں

۸۔ قدر داں ایسے بھی دُنیا میں ہیں اکثر میرے
میز پر رکھتے ہیں گلدستے بنا کر میرے
۹۔ تجھ کو در پر بھی تو رہنے نہیں دیتا کوئی
پھینکنے کو بھی نہیں ہاتھ میں لیتا کوئی
۱۰۔ دیکھ لوگوں نے بڑھایا ہے یہ رُتبہ میرا
سر پہ دولھا کے بندھا کرتا ہے سہرا میرا
۱۱۔ کبھی سیجوں پہ لگاتے ہیں وہ چادر میری
کبھی قبروں پہ چڑھاتے ہیں وہ چادر میری
۱۲۔ مانگ ہوتی ہے مری شادی و غم دونو میں
دیکھ تو کتنا بڑا فرق ہے ہم دونو میں
۱۳۔ خوبیاں کونسی تجھ میں ہیں بتا اے کانٹے؟
دیکھ دُنیا میں تری قدر ہے کیا اے کانٹے؟
۱۴۔ نوک چبھ جاتی ہے بن کر تری نشتر اے خار!
خار کھائے ہوئے سب بیٹھے ہیں تجھ پر اے خار!
۱۵۔ کس لئے ہاتھ میں گلچین کے تو بندھ جاتا ہے؟
لینے آتا ہے وہ مجھ کو ترا کیا جاتا ہے؟
۱۶۔ جیسی ہے شکل۔ ہے ایسا ہی بُرا نام ترا
دُور ہو! چل! مرے پہلو میں ہے کیا کام ترا؟
۱۷۔ سُن کے سب پھول کی تقریر یہ بولا کانٹا
ٹھہر اے پھول! خفا ہونے سے حاصل ہے کیا
۱۸۔ کام کا تو ہے اگر۔ میں بھی تو بیکار نہیں

بات یہ اَور ہے ۔ تو اس سے خبردار نہیں

١٩۔ نہیں معلوم مرے وصف جو متعلق تجھ کو
پھر بُرا کہنے کا اے پھول! ہے کیا حق تجھ کو؟

٢٠۔ تُو نے جو کچھ کہا۔ وَہ سب ہے درست اَور بجا
لیکن اے پھُول! تُو اس حُسن و نزاکت پہ نہ جا

٢١۔ خوشنما رنگ ترا دیکھنے ہی کا ہے فقط
بُو پہ اِتراتا ہے یہ دھوکا ہی دھوکا ہے فقط

٢٢۔ نہ یہ بُو رہتی ہے تجھ میں نہ یہ رنگت قائم
چار دن بھی نہیں رہتی تری صُورت قائم

٢٣۔ عُمر ہے شام سے اے پھُول! سحر تک تیری
نہیں لیتا کوئی بعد اس کے خبر تک تیری

٢٤۔ گر پڑے سُوکھ کے یا توڑ لے کوئی تجھ کو
زندگی ہے یہی اللہ نے بخشی تجھ کو

٢٥۔ تیری خوشبو کی طرح ہے ترا آنا جانا
تُو نے اِک رات میں جینے کا مزا کیا جانا

٢٦۔ سر میں تیرے بھری اے پھُول! ہے شیخی کتنی
پھُولتا کیا ہے بنتا عنبر اگر ہو اتنی

٢٧۔ جس کا یہ حال ہو اُس حسن سے حاصل کیا ہے
اُس کے ہونے سے نہ ہونا ہی بہت اچھا ہے

٢٨۔ کیا کریں لے کے وہ دولت جو ہمیشہ نہ رہے
بھاڑ میں جائے وہ صورت جو ہمیشہ نہ رہے

۲۹۔ نکلا سورج تو گیا رنگ بھی تیرا بُو بھی
دن کا جانا تھا کہ رُخصت ہُوا اے گُل! تو بھی
۳۰ تُو خفا ہوتا ہے کیوں دیکھ کے صُورت میری
ارے نادان! مَیں کرتا ہوں حفاظت تیری
۳۱ نوک چُبھ جاتی ہے جو توڑنے آتا ہے تجھے
میرا نشتر ہی ہے اے گُل! جو بچاتا ہے تجھے
۳۲۔ میرے ہونے ہی سے بچ جاتے ہیں دو چار کبھی
مَیں نہ ہوتا تو کوئی پھُول نہ رہتا باقی
۳۳۔ باغ کے چار طرف بوتے ہیں مجھ کو مالی
تا کہ پھل پھُول کی چوروں سے کروں رکھوالی
۳۴۔ تار کانٹوں کے ہیں بنگلوں میں لگائے جاتے
میری ہی نقل اُڑائی ہے یہ انگریزوں نے
۳۵۔ مَیں اِسی واسطے رستے میں پڑا رہتا ہوں
بے تمیزی سے چلیں جو اُنہیں ہوشیار کروں
۳۶۔ خاک پر لڑکے جو ضد کر کے مچل جاتے ہیں
اُن کے چُبھتا ہُوں میں کی وہ سزا پاتے ہیں
۳۷۔ پاس تیرے نہیں ہتھیار حفاظت کے لئے
اور میری نوک ہے تیار حفاظت کے لئے
۳۸۔ بے خطا کوئی ستاتا ہے کسی کو اے پھُول!
کہ تُو دیتا ہے یہ الزام مجھی کو اے پھُول!
۳۹۔ جو نہ چھیڑے مجھے۔ تکلیف اُسے کیا دیتا ہوں

ہاں مزا توڑنے والوں کو چکھا دیتا ہوں

۴۰۔ نوک جھونک اُن کی کہیں عقل نے بھی سُن پائی
سُنتے ہی دونوں کے سمجھانے کو دوڑی آئی

۴۱۔ کہا دونوں سے کہ احمق نہ بنو۔ ہوش میں آؤ
اپنی تعریف نہ ہرگز کرو۔ باتیں نہ بناؤ

۴۲۔ خود جو اچھے ہیں، بُرا اُن کے بھلا کہتے ہیں
جو بُرے ہیں۔ وہی اوروں کو بُرا کہتے ہیں

۴۳۔ ہاتھ سے اپنے بنایا ہے خدا نے تم کو
خاص مخلوق اُسی ایک کی تم دونوں ہو

۴۴۔ کام اُس کا کوئی حکمت سے نہیں ہے خالی
تم ہو جس باغ میں اُس کا ہے وہی مالی

۴۵۔ اُس نے بیکار کیا دونوں کو ہے پیدا؟
فائدہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ تو نہ کرتا پیدا

۴۶۔ یاد رکھو کہ ہے دنیا میں خوشی بھی غم بھی
جس جگہ ہوتی ہے شادی ہے وہیں ماتم بھی

۴۷۔ رنج کے بعد مزا ملتا ہے راحت میں سوا
اِس لئے پھول کے رہتا ہے برابر کانٹا

۴۸۔ فائدہ کچھ ہے اگر گل میں تو کچھ خار میں ہے
نفع دونوں میں ہے کیا فائدہ تکرار میں ہے

(حامد حسن قادری)

سوالات

۱- پھول اور کانٹے کی گفتگو مختصر طور پر اپنی نثر میں بیان کرو۔
۲- عقل نے دونوں کی گفتگو سن کر کیا سمجھایا؟
۳- ذیل کے شعر کی نثر بناؤ- اور مطلب بیان کرو:-

رنج کے بعد مزا ملتا ہے راحت میں سوا
اس لئے پھول کے رہتا ہے برابر کانٹا

۴- "کہتے ہیں" میں کونسا زمانہ ہے؟ اگر "ہیں" کو "کہتے" سے بدل دیں- تو پھر کونسا زمانہ ہو جائیگا؟

۲۶- شہنشاہ اکبر کا بچپن

عمامہ شفقت اعزاز و اکرام
عفو تقصیرات بساط

جو کچھ مرزا عسکری (ہمایوں بادشاہ کا بھائی اور اکبر کا چچا) کے ہاتھ آیا۔ لوٹا کھسوٹا اور اکبر کو بھی اپنے ساتھ قندھار لے گیا۔ قلعے کے اندر ایک بالا خانہ رہنے کو دیا۔ اور

سلطان بیگم اپنی بی بی کے سپرد کیا۔ بیگم بڑی محبت و شفقت سے پیش آتی تھی۔ خدا کی شان دیکھو۔ باپ کے جانی دُشمن بیٹے کے حق میں ماں باپ ہو گئے۔ ماہم[ل] اور جیجی اندر۔ مہر غزنوی باہر خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ یا عنبر خواجہ سرا تھا۔ کہ اکبری اقبال کے دَور میں اعتماد خاں ہو کر بڑا صاحب اقتدار ہُوا ؛

ترکوں میں رسم ہے۔ کہ بچہ جب پاؤں چلنے لگتا ہے۔ تو باپ۔ دادا۔ چچا وغیرہ میں سے جو بزرگ موجُود ہو۔ وہ اپنے سر سے عمامہ اُتار کر بچّے کو چلتے ہوئے مارتا ہے۔ اِس طرح کہ بچہ گر پڑے۔ اور اس کی بڑی خوشی سے شادی کرتے ہیں۔ جب اکبر سوا برس کا ہُوا اور پاؤں چلنے لگا۔ تو ماہم نے مرزا عسکری سے کہا کہ یہاں تم ہی اِس کے باپ کی جگہ ہو۔ اگر یہ رسم ادا ہو جائے۔ تو شفقت بزرگانہ سے بعید نہ ہوگا۔ اکبر کہا کرتا تھا۔ کہ ماہم کا یہ کہنا اور مرزا عسکری کا عمامہ پھینکنا اور میرا گرنا وہ ساری صورتِ حال مجھے اب تک یاد ہے۔ اِن ہی دنوں میں سر کے بال بڑھانے

[ل] ماہم بیگم اور جیجی نے اکبر کو دودھ پلایا تھا ؛

کو بابا حسن ابدال کی درگاہ میں لے گئے۔
کہ قندھار میں ہے۔ وہ بھی آج تک مجھے
یاد ہے ؛

جب ہمایوں ایران سے پھرا۔ اور افغانستان
میں آمد آمد کا غل ہوا۔ تو مرزا عسکری اور
کامران[1] گھبرائے۔ آپس میں دونو کے نامہ و
پیام دوڑنے لگے۔ کامران نے لکھا۔ کہ اکبر کو
ہمارے پاس کابل میں بھیج دو۔ مرزا عسکری
نے یہاں مشورت کی۔ بعض سرداروں نے کہا
بھائی اب پاس آ پہنچا ہے۔ اعزاز و اکرام
سے بھتیجے کو بھیج دو۔ اور اسی کو عفوِ تقصیرات
کا وسیلہ قرار دو۔ بعض نے کہا۔ کہ اب صفائی
کی گنجائش نہیں رہی۔ مرزا کامران ہی کا کہنا
ماننا چاہیے۔ مرزا عسکری کو بھی یہی مناسب
معلوم ہوا۔ اکبر کو سب متعلقوں کے ساتھ
کابل بھیج دیا ؛

مرزا کامران نے انہیں خانزادہ بیگم اپنی
پھوپھی کے گھر اُتروایا۔ اور اُن کے کاروبار
بھی انہیں کے سپرد کئے۔ دوسرے دن باغ
شہر آرا میں دربار کیا۔ اور اکبر کو بھی دیکھنے

[1] کامران بھی عسکری اور ہمایوں کا بھائی اور اکبر کا چچا تھا ؛

کو بلایا - اتفاقاً شب برات کا دن تھا - دربار
خوب آراستہ کیا - وہاں رسم ہے - کہ بچے اُس
دن چھوٹے چھوٹے نقاروں سے کھیلتے ہیں -
مرزا ابراہیم اُس کے بیٹے کے لئے رنگین و
نگارین نقارہ لایا - اُس نے لے لیا - اکبر بچہ
تھا - کیا سمجھتا تھا - کہ مَیں کِس حال میں ہوں
اَور یہ کیا وقت ہے - اُس نے کہا - یہ نقارہ
مَیں لُوں گا - مرزا کامران تو پُورے حیادار تھے
اُنھوں نے بھتیجے کی دلداری کا ذرا خیال نہ کیا
کہا کہ اچھا دونوں کُشتی لڑو - جو پچھاڑے -
اُسی کا نقارہ - یہی خیال ہوگا - کہ میرا بیٹا
اس سے بڑا ہے - دے مار یگا - یہ شرمندہ بھی
ہوگا اَور چوٹ بھی کھائیگا ؛

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ہوتے ہیں -
وہ نو نہال اقبال مند ان باتوں کو ذرا خیال
میں نہ لایا - جھٹ لڑنے کو آگے بڑھا - لپٹ کر
گتھم گتھا ہو گیا - اَور ایسا بے لاگ اُٹھا کر
مارا - کہ دربار سے غُل اُٹھا - کامران کچھ شرمندہ
ہُوا - اَور کچھ اپنے حال کو سوچ کر چُپ رہ
گیا - کہ آثار اچھے نہیں - اِدھر والے باغ باغ
ہو گئے - اور اندر ہی اندر آپس میں کہا - کہ اِسے

کھیل نہ سمجھو۔ یہ باپ کا دامنہ دولت لیا ہے ؎

جب ہمایوں نے کابل فتح کیا۔ تو اکبر دو برس دو مہینے آٹھ دن کا تھا۔ بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں روشن کیں۔ اور خدا کا شکر بجا لایا۔ چند روز کے بعد تجویز ہوئی۔ کہ ختنہ کی رسم ادا کی جائے۔ بیگم وغیرہ حرم سرا کی بیبیاں قندھار میں تھیں۔ وہ بھی آئیں۔ اس وقت عجب تماشا ہوا۔ ظاہر ہے۔ کہ جب ہمایوں اور اُس کے ساتھ بیگم ایران کو گئے تھے۔ اُس وقت اکبر کی کیا بساط تھی۔ دنوں اور مہینوں کا ہوگا۔ اِتنی سی جان کیا جانے کہ ماں کون ہے؟ اب جو سواریاں آئیں۔ تو ان سب کو لا کر محل میں بیٹھایا۔ اکبر کو بھی لائے۔ اور کہا۔ کہ جاؤ مرزا! اماں کی گود میں جا بیٹھو۔ بھولے بھالے بچے نے پہلے تو بیچ میں کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر خواہ دانش خداداد کہو۔ خواہ دل کی کشش کہو۔ خواہ لہو کا جوش کہو۔ سیدھا ماں کی گود میں جا بیٹھا ماں برسوں سے بچھڑی ہوئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ گلے سے لگایا۔ اور

پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس عمر میں اس
کی سمجھ اور پہچان پر سب کو بڑی بڑی
اُمیدیں ہوئیں ؎

۹۵۴ھ ہجری میں جب کامران پھر باغی ہوا
کابل کے اندر تھا۔ اور ہمایوں باہر گھیرے
پڑا تھا۔ ایک دن دھاوے کا ارادہ تھا۔ باہر
سے گولے برسانے شروع کئے۔ اکثر اشخاص
کے گھر اور گھر والے اندر تھے۔ خود ہمایوں
کے لشکر میں شامل تھے۔ بے درد کامران نے
اُن کے گھر لوٹ لئے۔ اُن کے بچوں کو مارکر
فصیل پر پھنکوا دیا۔ غضب یہ کیا۔ کہ جس
مورچے پر گولوں کا زور تھا۔ پونے پانچ برس
کے معصوم بھتیجے کو وہاں بٹھا دیا۔ ماہم نے
گود میں دبکا لیا۔ اور ادھر سے پیٹھ کرکے
بیٹھ گئی۔ کہ اگر گولہ لگے۔ تو بلا سے۔ پہلے
میں پیچھے بچہ۔ ہمایوں کے لشکر میں کسی کو
اس حال کی خبر نہ تھی۔ یکایک توپ چلتے چلتے
بند ہو گئی۔ کبھی مہتاب دکھائی۔ تو رنجک چاٹ
گئی۔ کبھی گولہ اُگل دیا۔ سنبل خاں میر آتش
بڑا تیز نظر تھا۔ اس نے غور سے دیکھا۔ تو
سامنے آدمی بیٹھا معلوم ہوا۔ دریافت کیا۔ تو

یہ حقیقت حال معلوم ہوئی ؛

(آزاد مرحوم)

سوالات

۱۔ مرزا کامران اور مرزا عسکری سے اکبر کا کیا رشتہ تھا ؟

۲۔ مرزا کامران نے اپنے بیٹے اور اکبر کی کشتی کیوں کرائی ۔ اور کیا نتیجہ ہوا ؟

۳۔ جب کابل میں کامران کا ہمایوں سے مقابلہ ہوا تو اکبر پر کیا حادثہ گزرا ۔ اور اس وقت کس نے جاں نثاری کی ؟

۴۔ " مرزا کامران تو پورے حیا دار تھے " کا مطلب بیان کرو ؛

۵۔ اس سبق میں اسم صفت کون کون سے ہیں ؟ ان کے ساتھ اپنی طرف سے موصوف لگاؤ ؛

۲۷ - اندھا لڑکا

نظارا آشکارا عجائب اختیار

ہاں ہاں ! مجھے بتا دو کیا چیز روشنی ہے
قسمت میں میری لکھا جس کا نہیں نظارا
کیا چیز ہے بصارت ؟ وہ کس لئے بنی ہے ؟
اِس اپنے اندھے لڑکے پر کر دو آشکارا

ہو دیکھتے عجائب کرتے ہو ذکر اُن کا
کہتے ہو مہرِ تاباں جلوے ہے یوں دکھاتا
بیشک وہ گرم تو ہے ۔ روشن ہے یہ نہ دیکھا
دُنیا میں کس طرح ہے دن رات وہ بناتا

دن رات میں تو اپنے ہُوں آپ ہی بناتا
جب سو گیا تو شب ہے ۔ کھیلا کیا تو دن ہے
اور اس طرح ہمیشہ گر کھیلتا ہی جاتا
گر آدھی رات ہوتی کہتا میرا تو دن ہے

سُنتا ہوں سرد آہیں تم کھینچتے ہو اکثر

کرتے ہو سوزِ دل سے غم میری بے بسی کا
لیکن یہ میرا نقصاں بھاری نہیں ہے مجھ کو
میں جھیلتا ہوں اس کو کچھ بھی نہیں ہے پروا

جس چیز پر نہیں ہے کچھ اختیار مجھ کو
وہ کیوں مجھے بنا دے اک غم نصیب لڑکا
ہوں بادشاہ جس دم گاتا ہوں شاد ہو ہو
ہوں گرچہ دیکھنے میں اندھا غریب لڑکا

سوالات

۱۔ اندھے لڑکے نے روشنی کے متعلق سے کیا گفتگو کی؟
اپنے لفظوں میں بیان کرو۔
۲۔ اندھا لڑکا دن رات کا اندازہ کس طرح کرتا ہے
رات اُس کے نزدیک کب دن ہے؟
۳۔ لڑکے نے ماں کی کس طرح تسلّی کی ۔ کہ مجھے اندھا
ہونے کا رنج نہیں ہے؟
۴۔ دوسرے بند کے پہلے شعر کی نثر بناؤ۔
۵۔ اس سبق میں ضمیریں کون کون سی ہیں؟ اور
پہلے شعر میں "مجھے" کا مرجع کون ہے؟

---

۲۸ اصلی اَور نقلی پھُولوں کی پہچان

سلیمانؑ شُہرت مصنوعی

آج سے صدیوں پہلے شام کے مُلک میں ایک پیغمبر گذرے ہیں۔ جو اپنی قوم کے بادشاہ بھی تھے۔ اُن کا نام سلیمانؑ تھا۔ کہتے ہیں۔ وہ تمام دُنیا کے جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے اُن کی دانائی کی شہرت دُور دُور تھی۔ اور دُور دراز مُلکوں سے لوگ اُن کا امتحان لینے کے لئے آیا کرتے تھے۔ سلیمانؑ سب کو ایک ہی نظر میں جانچ لیتے تھے۔ اور کبھی کسی کے دھوکے میں نہ آتے تھے ؛

۲۔ ملکِ سبا کی ملکہ کے کانوں تک بھی سلیمانؑ کی شہرت پہنچی۔ یہ بھی اپنے زمانے کی ایک عقلمند ملکہ تھی۔ اس نے سوچا۔ کہ مَیں بھی

تو سلیمان کی دانائی کا امتحان لوں۔ دیکھوں تو کیسی عقل کے آدمی ہیں ؟

۳۔ چنانچہ وہ اپنے باغ میں گئی۔ چند تازہ اور خوبصورت پھول چُنے۔ اور ویسے ہی موم کے مصنوعی پھول بھی بنوا لئے۔ پھر اپنے ملک کے نہایت ہوشیار اور تجربہ کار مالیوں کو بُلایا۔ اور سب کے سامنے اصلی اور نقلی پھول رکھے۔ جب اُن میں سے کوئی اصل اور نقل میں فرق نہ کر سکا۔ تو ملکہ کو یقین ہو گیا۔ کہ میں ضرور سلیمانؑ کو نیچا دکھا دُوں گی ؟

۴۔ آخر وہ سلیمان کے دربار میں پہنچی۔ اور صاف کہ دیا۔ کہ میں آپ کی عقل اور علم کی شہرت سُن کر بڑی دُور سے امتحان لینے حاضر ہوئی ہُوں۔ یہ کہ کر اُس نے دو تھالیوں میں علٰحدہ علٰحدہ اصلی اور نقلی پھول رکھ دئے۔ اور سلیمانؑ سے کہا۔ بس آپ مجھے یہ بتا دیجئے۔ کہ کس تھالی میں اصلی پھول ہیں اور کس میں نقلی ؟

۵۔ سلیمانؑ نے پہلے تو کچھ سوچا۔ پھر اُنہوں نے دیوار پر بیٹھی ہوئی شہد کی مکھی

کو اُڑا دیا - اور وہ اُڑ کر اصلی پھُولوں پر آ بیٹھی - تب سلیمانؑ نے مُلک سبا کی شہزادی سے کہا - دیکھ اے عقلمند ملکہ ! ایک مکھی اصل سے نقل بتا رہی ہے ؛

سوالات

۱- حضرت سلیمانؑ کون تھے ؟

۲- ملکِ سبا کی شہزادی نے اُن کی عقل کا امتحان کس طرح کیا ؟ اور حضرت سلیمانؑ کس طرح اُس میں پورے اُترے ؟

۳- " نیچا دکھانے" کے کیا معنی ہیں ؟ کسی فقرے میں استعمال کرو ؛

۴- اس سبق میں اسمِ علم کون کون سے ہیں ؟

۲۹ قطب صاحب کی لاٹھ

احاطۂ تقریر مُدوّر منبّت کاری

ماذنہ مُعِزالدین قرینِ قیاس

ابوالمعالی

۱- اِس عمارت کی رِفعت و شان - بلندی اور خوش نمائی احاطۂ تقریر سے باہر ہے - حقیقت میں یہ عمارت ایسی ہے - کہ روئے زمین پر اپنا مثل نہیں رکھتی - نقل مشہور ہے - کہ اگر اس کے نیچے کھڑے ہو کر اُوپر دیکھو - تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کر دیکھنا پڑتا ہے - اس لاٹھ پر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہیں - اور چھوٹے چھوٹے آدمی اور ننھے ننھے ہاتھی - گھوڑے دکھائی دینے سے عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے - اِسی طرح نیچے والوں کو اُوپر کے آدمی بہت چھوٹے

ؔ دہلی کے پاس ایک قابل دید شاندار عمارت ہے ۔

چھوٹے نظر آتے ہیں۔ غرض یہ لاٹ عجائب روزگار سے ہے۔ باوجود اس قدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہے۔ کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے

۲- اِس لاٹ کے نیچے کے درجے کی ایک سمت مدور اور ایک کمرکھی بنی ہوئی ہے۔ دوسرے درجے کی مدور اور تیسرے کی کمرکھی ہے۔ اس سے اُوپر کے دونوں درجے گول ہیں۔ اور تمام عمارت سنگ سُرخ کی بنی ہوئی ہے۔! البتہ چوتھے درجے پر سنگ مرمر بھی لگا ہوُا ہے۔ اور ہر جگہ مُنبّت کاری اور گل کاری بہت خوبصورتی سے کی ہے ؎

۳- اِس لاٹھ کی بِنا میں بہت گفتگو ہے اکثر مؤرّخوں نے لکھا ہے۔ کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدّین التمش کی بنائی ہوئی ہے۔ اور جو کُتبہ سکندر بہلول لودھی کے زمانے میں کندہ ہوُا ہے۔ اُس میں اس لاٹھ کو اسی بادشاہ سے منسوُب کیا ہے۔ بعض تاریخوں میں اِس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ[1] لکھا ہے۔ اور بعض میں سلطان معزالدین کی لاٹھ لکھا ہے ؎

---

[1] اذان دینے کی جگہ ؎

۴۔ یہ بات مدّت سے مشہور چلی آئی ہے
اور ہے بھی قرینِ قیاس ۔ کہ اِس لاٹھ کو
رائے پتھورا نے اپنے قلعے اور بُت خانے کے
ساتھ ۱۱۴۳ء میں تعمیر کرنا شروع کیا ۔
کیونکہ اُس کی بیٹی سورج مکھی مذہب کی تھی
اور اس مذہب والے جمنا کو سورج کی بیٹی
خیال کرتے ہیں۔ اور اس کا درشن کرنا داخلِ
ثواب جانتے ہیں ۔ اس سبب سے جمنا کے درشن
کے لئے اِس لاٹھ کا پہلا کھنڈ بنا ۔ ۱۱۹۳ء میں
جب شہر مسلمانوں نے فتح کیا ۔ تو اس پر
اپنے نام کے کتبے لگائے ۔ اور فضل بن
ابوالمعالی کو متولّی کیا ۔ اور اس کا نام پتھر
پہ کھود کر دروازے کے پاس لگا دیا۔ ۱۲۲۹ء
میں سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد
کے اِدھر اُدھر تین تین در بڑھائے ۔ اور اسی
زمانے میں اُس لاٹھ کو بھی بلند کیا ۔ اور
دوسرے کھنڈ کے دروازے پر اس کا حال
کھدوا کر اس کا نام ماذنہ رکھا اور ہر درجے
پر اسی کے نام کا کتبہ اور قرآن کی آتیں کندہ
کرائیں ۔ اور معمار کا نام لکھوایا ؂
۵۔ اب اگرچہ اِس لاٹھ کے پانچ کھنڈ ہیں

لیکن اِس میں کچھ شک نہیں ۔ کہ جس طرح مشہور ہے۔ پہلے اِس لاٹھ کے سات کھنڈ تھے اور منارۂ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور تھی ۔ جہاں اب کٹہرا لگا ہوا ہے ۔ وہاں ایسے کنگورے بنے ہوئے تھے ۔ جیسے فصیلوں کے ہوتے ہیں چھٹے درجے پر چاروں طرف دروازے تھے ۔ اور اِس پر لداؤ کی مخروطی برجی بنی تھی ۔ یہی اس کا ساتواں درجہ شمار کیا جاتا تھا ۔ یہ ساتواں درجہ ۱۳۶۹ء میں فیروز شاہ نے بنایا تھا ۔ کیونکہ اُس نے لکھا ہے ۔ کہ مرمت کے وقت مَیں نے اِس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اُس سے اونچا کر دیا ۔ اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچویں کھنڈ کے دروازے پر کھُدوا دیا ۔ اس کے بعد لاٹھ پھر مرمت طلب ہو گئی تھی ۔ چنانچہ ۱۵۰۳ء میں فتح خاں نے سلطان سکندر بہلول کے زمانے میں مرمت کی ۔ اور اس کا حال کھُدوا کر پہلے دروازے کی پیشانی پر لکھوا دیا ۔ کہتے ہیں ۔ ۱۸۰۳ء کی کالی آندھی اور بھونچال کے صدمے سے اُوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے ۔ اور پہلے کھنڈ کے بہت سے پتھر گر جانے کی وجہ

سے لاٹھ مرمّت طلب ہو گئی تھی ؛

۶۔ ۱۸۲۴ء میں گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے اِس لاٹھ کی اوّل سے آخر تک پھر مرمّت ہوئی ۔ جس جگہ کنگورے تھے ۔ وہاں بہت مستحکم سنگین کٹہرا لگا دیا گیا ۔ اور پانچویں درجے پر بہت خوبصورت برجی کٹہرا بنا دیا ۔ چھٹے کھنڈ کی جگہ نہایت خوبصورت پتھر کی بُرجی اور ساتویں کھنڈ کی جگہ کاٹھ کی بُرجی نصب کی گئی ۔ اور اس پر پھر ایک بڑا کٹہرا لگایا گیا ۔ افسوس کہ دونوں بُرجیاں قائم نہ رہ سکیں ۔ سنگین بُرجی کو لاٹھ پر سے اُتار کر نیچے کھڑا کرنا پڑا ۔ اور کاٹھ کی بُرجی ضائع ہو گئی ۔ مرمّت کے وقت اس کاٹھ کے کتبوں کے حرف جو گر پڑے تھے بالکل غلط بنا دیئے گئے ۔ اکثر جگہ لفظوں کی صورت بنا دی ہے ۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ لفظ نہیں ہیں ۔ بلکہ صرف نقش ہیں ۔ بعض لفظ غلط بنا دیئے ہیں اور اور بعض جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھودی ہے ۔ کہ اصلی کتبے کے مضمون سے مطلق علاقہ نہیں رکھتی ؛

۷- اس لاٹھ کا پہلا کھنڈ تقریباً بتّیس گز۔ دُوسرا سترہ گز - تیسرا تیرہ گز۔ چوتھا اور پانچواں آٹھ آٹھ گز اُونچا ہے۔ اِس حساب سے لاٹھ کی کل اونچائی اتّی گز کے قریب ہے۔ سنگین بُرجی کی اونچائی جو گورنمنٹ انگریزی نے چڑھائی تھی۔ اور اب اُتار کر نیچے رکھ دی ہے۔ چھ گز ہے - جب اس لاٹھ کے ساتوں کھنڈ اپنی اپنی اصلی حالت پر قائم تھے۔ تو اِس کی بلندی سَو گز تھی - لاٹھ کا محیط سطح زمین پر پچاس گز ہے۔ اور چوٹی پر دس گز۔ لاٹھ کے اندر اُوپر چڑھنے کے لئے چکر دار سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں یہ سیڑھیاں تعداد میں تین سو اٹھتّر ہیں ؛

سوالات

۱- قطب صاحب کی لاٹھ کہاں واقع ہے۔ اور کیوں دیکھنے کے لائق سمجھی جاتی ہے ؛

۲- اِس لاٹھ کی بنیاد سب سے پہلے کس شخص نے ڈالی - اور کس غرض کے لئے ؟

۳- پہلے لاٹھ کی کتنی منزلیں تھیں - اور اب کتنی ہیں ؟ بلندی پہلے کیا تھی۔ اب کیا ہے۔ سیڑھیاں کتنی ہیں ؛

۴۔ کب اور کس طرح لاٹھ کو نقصان پہنچا ؟ اور پھر اس کی کس نے اور کب مرمت کرائی ؟

۵۔ "احاطۂ تقریر سے باہر ہے" کے لئے سلیس فقرہ بولو۔ اور "وہ کیفیت لکھی نہیں جا سکتی" کی بجائے پہلے جیسا فقرہ بولو ؛

۶۔ بنایا تھا" فعل میں کون سا زمانہ ہے ؟ باقی دو زمانوں کے لئے اسی سے فعل بناؤ ؛

۳۰۔ مور

نقش و نگار　　بال و پر　　شگفتہ

شادمانی　　خورسند

کیا مور سے بنایا پروردگار تو نے
بخشے ہیں اس کو کیا کیا نقش و نگار تو نے
گویا کہ بال و پر میں گلزار کھل رہا ہے
ہر بیل ہے نرالی بوٹا جو ہے نیا ہے
یہ پھول ہیں شگفتہ تن پر جو داغ سے ہیں

چُن کر یہاں لگائے قدرت کے باغ سے ہیں
یہ تاج اس کے سر پر کیسا ہے یا الٰہی!
بخشی ہے تو نے اس کو گلشن کی بادشاہی
چھم چھم برس چکا ہو سبزے پہ جب کہ پانی
ہوتی ہے اس کے دل کو اُس وقت شادمانی
دِلشاد ہو کے بولی تب اپنی بولتا ہے
پر ناچنے کی خاطر اُس وقت کھولتا ہے
دُم کو چنور بنا کر ہے ناچتا خوشی سے
ہے اپنے دوستوں کو دیتا صدا خوشی سے
جس وقت یاری باری ہیں ناچنے پہ آتے
جنگل میں مِل ملا کر منگل ہیں یہ مناتے
انساں نے بھی بنائے ہر چند مور نقلی
کرتے نہیں ہیں ہم کو خورسند مور نقلی
مٹی کے موم کے ہوں کاغذ کے ہوں کہ خس کے
وہ مور کچھ نہیں جو ہیں آدمی کے بس کے
وہ بولتے ہیں۔ ان میں وہ بولنا کہاں ہے
وہ ناچتے ہیں۔ ان میں ویسی ادا کہاں ہے
قدرت تو ہے یہ کامل انساں ہے ناکمل
اور مور جو ہے اس کا بے جاں ہے ناکمل
ہیں بدنما جو ٹانگیں انصاف یہ بڑا ہے
اچھا ہے اس کے حق میں زیبا ہے اور بجا ہے

مغرور تاکہ اپنی خوبی پہ ہو نہ جائے
جب پاؤں اپنے دیکھے شرمائے اور لجائے
اس وقت یوں زباں سے اپنی کہے خدایا!
"صد شکر مجھ کو سارا ایسا نہیں بنایا"
(محروم)

سوالات

۱۔ مور کی خوبصورتی اپنے لفظوں میں بیان کرو۔
۲۔ اصلی اور نقلی مور میں فرق بیان کرو۔
۳۔ مور کے جسم میں کونسی چیز بد صورت ہے اور اس میں کیا حکمت ہے؟
۴۔ ذیل کے شعر کی نثر بناؤ۔ اور مطلب بیان کرو:

دیں بدنما جو ٹانگیں انصاف یہ ترا ہے
اچھا ہے اس کے حق میں زیبا ہے اور بجا ہے

۵۔ اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔
شگفتہ ۔ خورسند ۔ نامکمل ۔ دلشاد۔

۶۔ "ناچنے پہ لگتے ہیں" کونسا فعل ہے؟ لکھنا مصدر سے اسی قسم کے فعل کا صیغہ جمع متکلم بناؤ۔

۳۱ - انگریزی سلطنت کی برکتیں

خاطرِ خواہ عیش و عشرت ذلیل و خوار

تصوّر ادنےٰ

انگریزی سلطنت کی بدولت ہندوستان میں آج وہ روشنی پھیل رہی ہے۔ کہ رات اور دن میں کچھ تمیز نہیں رہی۔ راستے ایسے صاف ہیں۔ کہ جہاں پہلے قافلوں کا گزر نہ ہوتا تھا۔ اب وہاں جس کا جی چاہے۔ اکیلا سونا اُچھالتا چلا جائے۔ تجارت اس قدر آسان ہو گئی۔ کہ دو دن میں ہزاروں من مال مشرق سے مغرب میں اور جنوب سے شمال میں پہنچتا ہے۔ جن شہروں کا پہلے نام سُنتے تھے۔ اب وہاں جانا ایک ایسی بات ہے۔ جیسے بازار میں سیر کر آئے۔ اگر ہزاروں کوس کسی کو چیز بھیجنی ہو۔ یا وہاں سے منگانی ہو۔ تو مُنہ سے بات نکالنے کی دیر ہے۔ جو چیز بھیجو۔ اُس کی رسید لو۔ جو بات پُوچھو۔ اُس کا جواب لو ۔

پیشے والے پہلے اپنے کاموں کی قدر نہ جانتے تھے۔ اب ہر شخص کو اس کی محنت کا خاطر خواہ پھل ملتا ہے ؛

یہ غلطی ہمیشہ سے چلی آتی تھی۔ کہ نکمے آدمی سدا عیش و عشرت سے بسر کرتے تھے اور کام کے آدمی ذلیل و خوار پھرتے تھے۔ یہ اِسی سلطنت کا صدقہ ہے۔ کہ جتنے حقدار تھے۔ وہ اپنے حق کو پہنچ گئے ؛

کھیتی کا مدار پہلے ہر جگہ بارش یا کوؤں کے پانی پہ تھا۔ اب جمنا اور گنگا چاروں کھونٹ میں دوڑی دوڑی پھرتی ہیں۔ جہاں جہاں نہر گئی ہے۔ وہاں ہمیشہ سماں رہتا ہے ؛

اِس کے سوا پہلے بادشاہوں اور امیروں کے سوا غریب آدمیوں کی بیماری کا علاج جیسا چاہیئے ویسا نہ ہوتا تھا۔ کہیں طبیب کو دینا پڑتا تھا۔ کہیں دوائیں گرہ سے مول لینی پڑتی تھیں۔ اب شہر شہر۔ قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں میں سرکاری ڈاکٹر علاج کرتے پھرتے ہیں۔ نہ کچھ ڈاکٹروں کو دینا پڑتا ہے نہ دوا مول لینی پڑتی ہے۔ جس کا جی

چاہے علاج کرا لے - جو چاہے دوا لے جائے ؛

پہلے اوّل تو کتاب ملتی ہی نہ تھی - اور اگر ملتی بھی تھی - تو بہت بھاری قیمت کو ملتی تھی - اب چھاپے کی بدولت کتاب اور ترکاری ایک بھاؤ بکتی ہے ؛

جو سواریاں پہلے بادشاہوں کو بیسّر نہیں آج ادنےٰ ادنےٰ آدمیوں کے پاس موجود ہیں جو کپڑا پہلے امیروں کو نصیب نہ ہوتا تھا۔ وہ اب پسنہاریوں کے بچّے پہنے ہوئے پھرتے ہیں ؛

پہلے جب کوئی سفر کرکے تمام عالم کی سیر کرتا تھا۔ تب اُس کو دُنیا کی حقیقت معلوم ہوتی تھی - اب ہر ایک مُلک کا نقشہ نہایت صحیح کھینچا ہُوا کاغذ کے مول بکتا پھرتا ہے جس کا جی چاہے۔ گھر بیٹھے ساری دُنیا کے پہاڑ - جنگل اور دریا اور جزیرے اور آبادی اور ویرانے کی سیر کر لے ؛

پہلے شہروں کی صفائی ایک ایسی چیز تھی کہ کبھی اُس کا تصوّر بھی دل میں نہ آتا تھا اب ایک ایک گلی اور ایک ایک کوچہ اور

سڑک اور بازار ایسے صاف رہتے ہیں۔کہ پہلے شاید امیروں کے رہنے کے مکان بھی اتنے صاف نہ رہتے ہوں گے ؛

سوالات

۱۔ انگریزی سلطنت سے ہندوستان کو کیا کیا فائدے پہنچے ہیں ؟

۲۔ چھاپے کے ایجاد سے پہلے کتابیں کیوں مہنگی تھیں ؟ اور چھاپے کے ہونے سے کیوں سستی ہو گئی ہیں ؟

۳۔ مطلب بیان کرو :۔

ا۔ گنگا اور جمنا چاروں کھونٹ ہیں دوڑی دوڑی پھرتی ہیں ؛

ب۔ رات اور دن میں تمیز نہیں ؛

ج۔ کتاب اور ترکاری ایک بھاؤ بکتی ہے ؛

۴۔ اِس سبق میں فعل امنی کے کون کون سے لفظ ہیں ؟

۳۲- حُبِّ وطن

(سر والٹر سکاٹ کی شہرۂ آفاق نظم کا ترجمہ)

چرخِ کہن   تکالیفِ سفر   عالی نسب
نازِش   کرّ و فر   خود پرست
ذِلّت و تحقیر

کیا مُردہ دِل ایسا بھی ہے کوئی تہِ چرخِ کہن
جس نے کہا ہرگز نہ ہو یہ ہے مِرا اپنا وطن
یہ ہے مِرا پیارا وطن
بعد از تکالیفِ سفر حدِّ وطن پر آن کر
جی جس کا بھر آیا نہ ہو
گر ہو کوئی ایسا بشر کرنا بغور اُس پر نظر
شاعر کوئی اُس مُلک میں ہوگا نہ اُس کا مدح گر
ہر چند جو عالی نسب نازاں ہو نازِش نام پر
دولت میں قارونِ زماں یا اُس سے بھی مشہور تر
رکھتا ہو شاہوں کی طرح شان و شکوہ و کرّ و فر
وہ خود پرست و مُردہ دل ہرگز نہ ہوگا نامور
یہ جیتے جی کی موت ہے

اور اس کو جب موت آئے گی جس خاک سے پیدا ہؤا
با ذلت و تحقیر وہ اس خاک میں مِل جائیگا
کیا غم میں اُس بد بخت کے آنسو بہائے گا کوئی
یا پھول اُس کی قبر پہ جا کر چڑھائے گا کوئی
یا گیت اُس کے نام کا دُنیا میں گائے گا کوئی

سوالات

۱- حُبّ وطن کے اصلی معنی کیا ہیں ؟
۲- جو شخص محبِّ وطن نہیں ہوتا ۔ لوگ اُس کو کیسا سمجھتے ہیں ؟
۳- " نازاں ۔ قارونِ زمان ۔ کرّ و فرّ" کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ؛
۴- "مِل جائیگا" کونسا فعل ہے ؟ اور اس کا فاعل کون ہے ؟
۵- تمام نظم کو نثر میں بیان کرو ؛

۲۳- قسطنطنیہ

لُطفِ مزید عمیق مُحکم

مُرتفع اشجارِ پُربہار ارابہ

آتش زدگی سلطان المعظّم

قسطنطنیہ سا خوبصورت اور خوش نما شہر ساری خدائی میں نہیں۔ یہ شہر ساحلِ بحرِ مارمورا پر واقع ہے۔ اور اُونچے اُونچے پہاڑ اس کے سامنے اَور بھی لطفِ مزید دکھاتے ہیں۔ تین چھتے مکاناتِ شہر کے سمندر سے صاف نظر آتے ہیں۔ اور عجیب کیفیت دکھاتے ہیں۔ مغرب کی سمت ایک بڑی عمیق کھائی ہے۔ اور شہر پناہ نہایت مُحکم اور مُرتفع چار میل تک گئی ہے۔

باغ اس شہر میں اس کثرت سے ہیں کہ کوئی محلّہ ایسا نہیں۔ جس میں دس بارہ باغ نہ ہوں۔ باغبانی اور نخل بندی اس شہر کے کامل فن باغبانوں پر ختم ہے۔ اکثر

اشجار پر بہار اس قدر بلند ہیں - کہ گویا آسمان
سے باتیں کرتے ہیں - انجیر - شہتوت - کھجور اور
انار اس دار السلطنت کے گردا گرد مختلف مقامات
پر بوئے گئے ہیں - جنوب کی سمت پہاڑوں
کی قطار ہے - جن کی چوٹی ہمیشہ برف سے
ڈھکی رہتی ہے +

بازار عموماً تنگ ہیں - مگر صاف - بازاروں میں
گاڑیوں اور گھوڑوں کی آمد و رفت کم ہے -
جیسے بڑے شہروں کا قاعدہ ہے - کہ خاص خاص
بازاروں اور نمائش اور چوک میں شور و غل
مچا کرتا ہے - یہاں نہیں - فٹن اور پالکی گاڑی
کی یہاں صورت بھی دیکھنے میں نہیں آتی -
ایک قسم کی رنگی ہوئی گاڑی ہوتی ہے - جس کو
ارابہ کہتے ہیں - اس میں بھینسے جوتے جاتے ہیں
ان گاڑیوں میں اکثر خاتونیں اور معزز عورتیں
ہوا کھانے نکلتی ہیں - جس طرح ہندوستان میں
بیل گاڑی قدم قدم چلتی ہے - اسی طرح
ارابہ بھی جاتا ہے +

شب کو دس بجے کے بعد شہر میں سناٹا
ہو جاتا ہے +

آتش زدگی کے وقت پہرے والے غل مچاتے

ہیں - رمان جنوار) یعنی آگ لگی - آگ لگی - حکم
سلطانی ہے - کہ اگر عرصہ دراز تک آگ گل
نہ ہو - تو وُزرا خود جائیں - اور بندوبست کریں
بادشاہ نے حکم دے رکھا ہے کہ اگر ہم غافل
سو رہے ہوں - تو بھی آتش زدگی کے وقت
ہم کو جگا دو - اگر ہم نہ جاگیں - تو پلنگ اُلٹ
دو - کئی بار خود حضرت سلطان اعظم بنفس نفیس
آگ فرد کرنے کے لئے تشریف لائے ÷

اس شہر میں تخمیناً دس لاکھ آدمیوں کی
آبادی ہوگی - مگر مردم شماری کا قاعدہ اچھی
طرح جاری نہیں ہے - پندرہ ہزار کلت گیہوں
روزانہ صرف میں آتا ہے - یہ وزن قریب چار
لاکھ بیس ہزار سیر کے ہوا - ترکوں کے
علاوہ یونانی - یہودی ارمن اور فرینک آباد
ہیں - ان سب کی وضع اور قطع اور پوشاک
سب مختلف ہے - اور مختلف حصوں میں
بود و باش رکھتے ہیں ÷

قسطنطنیہ کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے
اپریل سے ستمبر تک ہوا پُروائی چلتی ہے - اور
موسم زمستان میں جنوبی - لیمو اور نارنج کے
درخت میدانوں میں بوئے جائیں - تو مُرجھا کر

کانٹا ہو جائیں۔ وجہ یہ کہ آب و ہوا اس درجہ معتدل ہے۔ کہ یہ درخت سرسبز نہیں ہونے پاتے۔ گرمی چاہتے ہیں۔ لہذا کسی قدر سائے میں بوئے جاتے ہیں۔ بارش کم ہوتی ہے اِدھر گھٹا چھائی۔ مینہ برسا۔ اُدھر کھُل گیا۔ یہاں تخمینہ کیا گیا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں ۶۴ دن تو پانی برستا ہے۔ پانچ روز برف پڑتی ہے۔ پندرہ روز آندھی آتی ہے۔ بیس روز بادل رہتا ہے اور چھتیس دن ہوا بدلتی رہتی ہے۔ اور ۲۲۰ دن مطلع صاف رہتا ہے ؛

سوالات

۱۔ قسطنطنیہ کہاں واقع ہے؟ اور وہاں کن لوگوں کی حکومت ہے؟ اور وہاں کون کون لوگ آباد ہیں؟

۲۔ اس شہر میں کس چیز کی کثرت ہے؟ اس کی کیفیت اپنے لفظوں میں بیان کرو ؛

۳۔ 'یان جنوار' کونسی زبان کے الفاظ ہیں اور اس کے کیا معنی ہیں؟ اور قسطنطنیہ میں ان الفاظ کو کون کس وقت استعمال کرتا ہے؟

۴۔ آتش زدگی کے متعلق حکم سلطانی کیا ہے؟

۵۔ آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ عرصۂ درازاوربود و

باش کے معنی بیان کرو۔ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو۔

۶۔ ان لفظوں کے واحد بناؤ:۔

ا۔ اشجار۔ مقامات۔ وُزرا۔

ب۔ "جگادو" ۔ کونسا فعل ہے ۔ اور اِسے کس طرح بول سکتے ہیں ؟

۲۴۔ گھڑیاں اور گھنٹے

آفاق　　قد وقامت　　مسافت

مہم　　کرامات

۱۔ ہوں جس قدر آفاق میں گھڑیاں کہ ہوں گھنٹے
ہے سب کا عمل ایک بڑے یا کہ ہوں چھوٹے
چھوٹے بھی کسی طرح بڑوں سے نہیں ہیٹے
دراصل یہ سب ایک ہی تھیلی کے ہیں بٹے
گو ایک سے اُن کے نہیں ہوتے قد وقامت
طے کرتے ہیں پر سب کے سب اک ساتھ مسافت

۲۔ گر روز ہو یا رات ہو یا صبح ہو یا شام
جب دیکھئے چلنے سے سدا اپنے انہیں کام
لیتے کسی ساعت کسی لحظ نہیں آرام

ہو جاتے اسی میں ہیں بسر عُمر کے ایّام
نقل و حرکت سے انہیں فرصت نہیں دم بھر
گویا انہیں جانا ہے کہیں دُور مہم پر
۳- ہر چند کہ رفتار میں اپنی نہیں مختار
پر اپنے ٹھہرنے کو سمجھتے ہیں یہ بیکار
رہتے ہیں سفر ہی میں ہو دن یا کہ شبِ تار
ہٹتے نہیں پیچھے قدم ان کے دمِ رفتار
جب دیکھیئے ہوتے ہیں یہ سرگرمِ روانی
گویا کہ ہیں عُمرِ گزران کی یہ نشانی
۴- دم رکھتے ہیں گو جان نہیں رکھتے بدن میں
گویا ہیں۔ زباں گرچہ نہیں اُن کے دہن میں
عادت میں نرالے ہیں انوکھے ہیں چلن میں
دیکھا یہ انہیں کو کہ مسافر ہیں وطن میں
ہے جیسے کہ گردش میں زمانہ سحر و شام
ان کا وہ سفر ہے نہیں جس کا کہیں انجام
۵- خشکی ہو گزرگاہ میں اُن کی کہ سمندر
کھاڑی ہو کہ ہو جھیل جزیرہ ہو کہ بندر
مینار کے اُوپر ہو کہ تہ خانے کے اندر
رکھے انہیں پاس اپنے سکندر کہ قلندر
ان کو نہیں یاں اُونچ کا یا نیچ کا کچھ غم
اپنی اسی ٹِک ٹِک سے سروکار ہے ہر دم

۶- کھٹکا انہیں آندھی کا نہ بارش کا خطر کچھ
نقصان انہیں جاڑے سے نہ گرمی سے ضرر کچھ
طوفان کا کچھ خوف نہ بھونچال کا ڈر کچھ
ہوں لاکھ تغیّر نہیں پر ان کو خبر کچھ
کچھ موسم گل کی نہ خزاں کی انہیں پروا
ہیں دونو برابر انہیں بھجوا ہو کہ پروا

۷- سمرن کے کھٹا کے سے کم اُن کا نہیں کھٹکا
خاصا ہے یہ اِک یادِ خدا کے لئے کھٹکا
کوڑا ہے یہ اُس کے لئے جو راہ سے بھٹکا
کانٹوں میں دیا دامنِ دل جس نے کہ اٹکا
دیتے ہیں۔ سُنو غور سے ہر دم یہ دہائی
لو وقت چلا ہاتھ سے کچھ کر لو کمائی

۸- کیا اِن کی بساط اور کھو کیا ان کی ہے اوقات
جانے دو۔ نہیں اِن میں اگر کوئی کرامات
اِنصاف کرو تو ہے یہی کتنی بڑی بات
جس کام کے ہیں۔ اُس میں لگے رہتے دن رات
ہیں چلنے میں تھکتے نہ ٹھٹھکتے نہ مچلتے
جس راہ پہ دو ڈال ہیں اُس راہ پہ چلتے

سوالات

۱- گھڑیاں اور گھنٹے ہمیں کیا سبق سکھاتے ہیں؟

۲- چوتھے بند کا مطلب آسان لفظوں میں بیان کرو۔ اور اُس کے پہلے شعر کی نثر بناؤ۔ اور بتاؤ۔ دم رکھتے ہیں، اور 'گویا ہیں' کے پہلے کون کون سا لفظ محذوف ہے؟
۳- 'ہو جاتے ہیں' کونسا فعل ہے۔ اور کون کون سے صیغے کے لئے بولا جاتا ہے؟ اسے مؤنث کے صیغے میں تبدیل کرو؟

۳۵- زمین کی کشش

کشش سر آئزک نیوٹن محسوس تحقیق

تم نے سینکڑوں مرتبہ گیند کو اُچھالا ہوگا اور سنگریاں اُوپر کو پھینکی ہونگی۔ اور اُن کو پھر زمین پر گرتے دیکھا ہوگا۔ لیکن کبھی اس کا بھی خیال آیا۔ کہ یہ چیزیں اُوپر جانے کے بعد کیوں لوٹ آتی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ زمین ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جو چیز زمین سے بلند ہوتی ہے۔ اگر اُس کو کوئی دوسری چیز نہ روک لے۔ تو وہ ضرور گر

پڑتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا۔ کہ اُونچا کُودنے میں کوئی شخص پانچ فٹ یا زیادہ سے زیادہ چھ فٹ سے زیادہ زمین سے اُونچا نہیں کود سکتا اس موقع پر تمہارے دِل میں یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ اس سے زیادہ اُونچا کُودنا محال ہے اور اُونچا ہونے کے بعد ہم کیوں اتنی جلدی نیچے آ رہتے ہیں ؛

اِس کا جواب یہ ہے۔ کہ زمین کی اس کشش کے خلاف طاقتور سے طاقتور لڑکا یا جوان آدمی صرف اپنی طاقت و قوت سے بہت تھوڑی دُور اُوپر جا سکتا ہے۔ اور اُچھلنے کے بعد فوراً ہی زمین کی کشش کے زور سے بے قابُو ہو جاتا اور دھڑ سے پھر زمین پر آ پڑتا ہے۔ سیڑھی کے ذریعے سے زمین سے بہت اونچا چڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہاں سے گریں۔ تو بہت سخت چوٹ لگے گی ؛

تم خود اس قدر اونچا نہیں کُود سکتے۔ جتنا گیند کو اُچھال سکتے ہو۔ اور گولی بندوق سے نکل کر اَور بھی دُور جاتی ہے۔ لیکن کتنی ہی دُور جائے۔ کشش زمین کی قوت سے باہر نہیں جا سکتی ؛

جب تم زینے پر چڑھتے ہو۔ تو تکلیف محسوس
ہوتی ہے۔ اور جس قدر اُوپر چڑھتے جاتے ہو
زیادہ زور صرف کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اُترتے
وقت نہایت آسانی اور تیزی سے گد گد نیچے
اُترتے چلے آتے ہو۔ اس کا یہی سبب ہے۔ کہ
چونکہ اُوپر چڑھنے کا کام زمین کی کشش کے
خلاف ہے۔ اس لئے تکلیف اور بوجھ معلوم
ہوتا ہے۔ لیکن اُترنے میں دو قوتیں کام کرتی
ہیں۔ ایک تو تم خود اپنے ارادے سے نیچے آنے
کی کوشش کرتے ہو۔ دوسرے زمین کھینچتی ہے
نتیجہ یہ کہ تم بلا وقت اُتر آتے ہو ؛

زمین میں قوت تو ہمیشہ سے موجود ہے۔
لیکن ہزاروں برس تک کسی کا خیال اس طرف
نہیں گیا۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس
طرف توجہ کی۔ وہ سرآئزک نیوٹن تھا ؛

نیوٹن ایک دن اپنے باغ میں بیٹھا ہُوا تھا
سامنے سیب کا درخت تھا۔ اُس سے ایک سیب
ٹوٹ کر گرا۔ نیوٹن کو یکایک خیال آیا۔ کہ
سیب زمین پہ کیوں گرا۔ آسمان کی طرف کیوں
نہیں چلا گیا ؛ آخر سوچتے سوچتے تحقیق کرتے
کرتے اُس نے دریافت کیا۔ کہ ہر چیز کو

زمین اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس سے زیادہ عجیب بات ثابت ہوئی۔ کہ صرف زمین ہی نے سیب کو اپنی طرف نہیں کھینچا۔ بلکہ سیب نے بھی زمین کو اپنی طرف کھینچا۔ لیکن زمین اتنی بڑی ہے۔ کہ اس کا کھینچنا اِنسان اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

جب کوئی بھاری چیز اُوپر سے گرتی ہے۔ تو اوّل اس کی رفتار کم ہوتی ہے۔ جُوں جُوں زمین کے قریب آتی جاتی ہے۔ رفتار تیز ہوتی جاتی ہے۔ یہ تو تم جانتے ہی ہوگے۔ کہ جتنی بھاری چیز ہوتی ہے۔ اتنی ہی تیزی سے زمین پر گرتی ہے۔ مثلاً ایک پر۔ پتّا کاغذ دیر میں زمین پر گرینگے۔ پیسہ ان سے جلدی گریگا اشرفی پیسے سے بھی جلدی گرے گی۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ زمین کسی چیز کو زیادہ قوّت سے کھینچتی ہے۔ کسی کو کم قوّت سے۔ زمین کی کشِش تو ہر چیز کے لئے برابر ہے۔ خواہ وہ چیز کیسی ہی ہلکی یا کتنی ہی بھاری ہو۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ زمین اور گرنے والی چیز کے درمیان ہوا حائل ہے۔ اور وہ چیز ہوا کو چیرتی ہوئی گرتی ہے۔ کوئی چیز جس قدر بھاری ہوگی

اتنی ہی تیزی سے ہوا کو چیرتی ہوئی چلی جائیگی
ہلکی چیز ہوا کو دیر میں چیر سکیگی۔ اور ہوا بھی
اس کو اُڑائے اُڑائے پھرے گی۔ اس لئے پتنگ
کٹنے کے بعد دیر میں زمین پر گرتی ہے۔ اور پتھر کو
اُچھالیں تو فوراً زمین پر آ پڑتا ہے ؛

لیکن اگر ہوا درمیان میں راستہ نہ روکے
تو ہر بھاری اور ہلکی چیز برابر رفتار سے زمین
پر گریگی۔ اگر کسی برتن میں سے ہوا بالکل نکال
لی جائے۔ اور اس کے اندر پتّا اور روپیہ
ساتھ چھوڑے جائیں۔ تو دونو ساتھ گرینگے ؛

یہ کشش صرف زمین ہی میں نہیں۔ بلکہ
آسمان میں بھی پائی جاتی ہے۔ یعنی سورج۔
چاند۔ زمین اور سب ستارے ایک دوسرے
کو اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں ؛

سوالات

۱۔ زمین کی کشش کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ اوّل
اوّل یہ بات کس نے معلوم کی۔ اور کس طرح؟
۲۔ زمین کی کشش سے انسان کو کیا کیا فائدے
حاصل ہیں ؛
۳۔ اگر پَر اور اشرفی کو ایک ساتھ چھوڑا جائے

تو کونسی چیز پہلے زمین پر گریگی۔ اور کیوں؟
اس سبق میں فعل مستقبل کون کون سے ہیں۔
اُن کے مصدر بھی بتاؤ۔

۳۶۔ سنجوگتا

حسین خوشرو شہرہ شباب اِزدحام

سنجوگتا[1] حسین تھی خوشرو تھی نیک تھی
راوی کا یہ بیاں ہے۔ ہزاروں میں ایک تھی
کم ایسے حسن والے ہوئے ہیں جہان میں
شہرہ تھا اُس کے حسن کا ہندوستان میں

---

[1] سنجوگتا جے چند والئے قنوج کی لڑکی کا نام تھا پرتھی راج شاہِ دہلی سے جے چند کے تعلقات کشیدہ تھے۔ اِسی لئے سنجوگتا کے سوئمبر میں اُسے دعوت نہ دی گئی۔ اور اُس کا ایک بُت بنا کر دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ لیکن سنجوگتا پرتھی راج ہی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ اِس لئے اس نے پرتھی راج کی مورت کے گلے میں جے مال ڈال دی۔ چنانچہ اُسی سے شادی ہوئی۔

آیا شباب حسن پہ شادی کا سن ہوا
آخر مقرر ایک سوئمبر کا دن ہوا
گل خوشنما ہر ایک چمن سے لئے گئے
راجے تمام ہند کے مدعو کئے گئے
ہاں ایک پرتھی راج کو دعوت نہ دی گئی
جے چند اور اس میں بہت تھی چلی ہوئی
سنجوگتا کو اس کا بہت ہی ملال تھا
لیکن پتا کے حکم کا ٹلنا محال تھا
جے چند کو نہ صبر اسی بات پر ہوا
پرتھی کا بت بھی در پہ بنا کر کھڑا کیا
مطلب یہ تھا نظر میں گرے سب کی کم اسے
دربان کی طرح گویا سمجھتے ہیں ہم اسے

آخر کو راجہ آئے سوئمبر کے دن تمام
قنوج میں تھا ہند کے شاہوں کا اژدحام
سنجوگتا کا جام محبت پیے ہوئے
تھے دل میں کیسی کیسی امیدیں لئے ہوئے
آئے تھے ایسے ایسے حسین خوبرو جوان
دیکھے کوئی تو اس کو فرشتوں کا ہو گمان
مشہور راجپوت ہیں ہندوستان بس
ثانی کہاں ہے ان کا شجاعت میں شان میں

بے ماں ہاتھ میں لئے سنجوگتا چلی
اٹھلاتی گویا باغ میں بادِ صبا چلی
سارے جوان کانپ رہے تھے کھڑے کھڑے
دھڑکا یہ تھا کہ دیکھئے کس پر نظر پڑے
آگے بڑھی وہ ایک نظر سب کو دیکھ کر
دیکھا پھر ایک بار نظر سب کو دیکھ کر
سنجوگتا کے دل میں بسی تھی کسی کی بُو
آنکھیں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں چہار سو
آخر وُہ مُورتی کی طرف سُوے در بڑھی
اور مالا پرتھی راج کی گردن میں ڈال دی

حامد اللہ افسر (میرٹھی)

سوالات

۱۔ سنجوگتا کون تھی؟ اُس کے سوئمبر کی کیفیت بیان کرو۔
۲۔ باپ کی مرضی کے خلاف سنجوگتا نے کیوں پرتھی راج کے بت کے گلے میں ہار ڈالا؟
۳۔ دھڑکا ہونا۔ اٹھلانا۔ دل میں کسی کی بُو بسنا کے معنی بیان کرو۔ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو
۴۔ خوشنما اور خوشرو قواعد کی رُو سے کون کون سے کلمے ہیں؟

۳۷- مٹی کا نیل

حقیر و ذلیل   بیچارگی   اشرف المخلوقات

متوسط   عالمگیر

اللہ میاں نے اس دُنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی۔ جو بیکار ہو۔ یا حقیر و ذلیل سمجھی جا سکے۔ چار عنصر آگ۔ ہوا۔ پانی۔ خاک میں سب سے زیادہ بے حقیقت خاک ہے۔ جو تمام مخلوقات کے پاؤں میں روندی جاتی ہے پانی کے زور کے ساتھ بہ جاتی ہے۔ ہوا کے جھونکے سے اُڑ جاتی ہے۔ اور آگ کی گرمی سے جلا کرتی ہے۔ مگر اُف نہیں کرتی۔ دیکھنے میں ہمیں اس کی بیچارگی اور ذلت پر ترس آتا ہے لیکن خود اس سے سوال کیا جائے۔ تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرے گی۔ کہ میری شان سب سے بڑی اور نرالی بنائی۔ ہر چیز کا خمیر میرے وجود سے تیار کیا۔ خاص کر انسان جو اشرف المخلوقات ہے مجھ سے پیدا ہوتا ہے اور مجھی میں فنا ہو کر مل

جاتا ہے۔
اس ناچیز خاک کی تہ میں وہ نایاب خزانے قدرت کے دبے ہوئے ہیں۔ جن کو کام میں لا کر انسان آدمی کہلاتا ہے۔ ورنہ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتا۔ خیر اور بڑی چیزیں تو اپنی جگہ ہیں۔ مٹی کے بعض ٹکڑوں کی تہ میں ایک قسم کا چکنا نیلگوں بدبُودار پانی ہوتا ہے۔ جس کو لوگ مٹی کا تیل کہتے ہیں۔ مقابلہ کر کے دیکھو تو چنبیلی کا تیل۔ موتیے کا تیل اپنی خوشبو کے سبب اس بدبُودار تیل سے لاکھ درجے بہتر ہے۔ بڑے بڑے خوبصورت اور نازک دماغ لوگ چنبیلی وغیرہ کے تیل کو سر چڑھاتے ہیں۔ اور جہاں مٹی کا تیل آیا۔ ناک بھوں چڑھائی۔ مگر ضرورت کے لحاظ سے یہ گندہ سڑا پانی تمام تیلوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ آج کل تمام دُنیا میں اسی کے دم سے اُجالا ہے۔ اگرچہ گیس اور بجلی کی روشنی نے اب مٹی کے تیل کو بھی مات کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاہم اس کا عالمگیر اثر ابھی تک باقی ہے۔ متوسط درجہ اور ادنےٰ درجہ کے آدمی جو دُنیا میں زیادہ تعداد رکھتے ہیں۔ مٹی کے تیل کے سوا اور کچھ نہیں جلا سکتے۔ یہی تیل اپنی روشنی

میں لڑکوں کو سبق یاد کراتا ہے۔ اور بوڑھوں کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے۔ اسی کی روشنی میں نمازی نمازیں پڑھتے۔ پجاری پوجا کرتے۔ وعظ اور کتھا کے جلسے ہوتے ہیں۔ یہی وہ تیل ہے کہ چور کو چوری میں مدد دیتا ہے۔ اور پولیس کو چور پکڑنے میں لالٹین دکھاتا ہے۔ غم کی رات میں۔ جدائی کی رات میں جب مونس و غمگسار پاس نہ ہو۔ تو مٹی کا تیل جل جل کر اپنا وجود فنا کر دیتا ہے۔ اور انسان کا شریکِ غم ہو کر باعث تسلی ہوتا ہے۔

امریکہ کا راک فیلر اسی خاک کے نیچے رہنے والے تیل کی بدولت لاتعداد دولت کا مالک ہے یہ تیل دنیا کی تمام کلوں میں کام آتا ہے یہ وہ چیز ہے۔ جس کے بل پر دنیا کی مشہور سواری موٹر کار زمین پر دوڑتی پھرتی ہے۔

سوالات

۱۔ مٹی کا تیل کیا چیز ہے اور کہاں سے نکلتا ہے؟

۲۔ ایشیا میں اس کی بڑی کان کہاں ہے؟

۳۔ مٹی کا تیل کس کس کام آتا ہے۔ اور کیوں مفید ہے؟

اور کس حالت میں مُضِر ہے؟
۴- راک فیلر کون ہے۔ اور وہ کس طرح دولتمند ہُوا؟
۵- مطلب بیان کرو:-
آج کل تمام دُنیا میں اسی کے دم سے اُجالا ہے۔
۶- 'کہتے ہیں' کونسا فعل ہے۔ اور کس کس صیغے کے لئے بولا جاتا ہے؟ اس سے یہی صیغے مؤنث کے بناؤ۔

۳۸- دِیاسلائی

اِسم شریف داروگیر۔ پیچ وتاب مشرب

آپ کون؟ ناچیز تنکا۔ اِسم شریف؟ لوگ دیاسلائی کہتے ہیں۔ دولت خانہ؟ جناب! دولت نہ خانہ۔ اصلی گھر جنگل ویرانہ تھا۔ مگر چند روز سے احمد آباد میں بستی بسائی ہے۔ اور سچ پوچھیے۔ تو یہ لکڑی کا ننھا سا کاغذی ہوٹل جس کو آپ ڈبیا کہتے ہیں۔ اور جسے آپ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ میرا موجودہ ٹھکانا ہے۔

یہ احمد آباد ناروے یا سویڈن کے پاس کوئی نیا مقام ہے؟ کیونکہ آپ کی بستیاں تو اُنہیں

علاقوں میں سُنی جاتی ہیں؟

نہیں جناب! احمد آباد ہندوستان میں ہے آپ دیکھتے نہیں میری رنگت۔ یہ اسی ملک کی نشانی ہے۔ ورنہ ناروے سویڈن کی دیا سلائی گوری چٹی ہوتی ہے۔ مجھ غریب کو اُس سے کیا نسبت؟

آہا! تو آپ ہمارے ملک کی دیا سلائی ہیں تب تو گو آپ کا رنگ سانولا ہو۔ مگر ہماری نگاہ میں سب دِیا سلائیوں کی رانی ہو۔

ذرا مہربانی کرکے مجھ کو رانی نہ فرمایئے۔ بیگم کہئے۔ مَیں نے مسلمانوں کے گھر میں جنم لیا ہے۔

بہت اچھا میاں تنکے! ناراض نہ ہو۔ اللہ اکبر! تم کو بھی یہ دِن لگے۔ کہ رانی اور بیگم میں تمیز کرتے ہو۔ وہ وقت بھول گئے۔ کہ زنجیروں میں باندھ کر مشین کے آرے کے نیچے رکھے جاتے تھے۔ اور آرا آن کی آن میں تمہارے ٹکڑے کر ڈالتا تھا۔ اس کے بعد (جیسی گت بنتی تھی وہ خود خیال کرکے گریبان میں منہ ڈال سکتے ہو۔ تمہارے تراشیدہ کندوں کا تلملاتی گرم چٹنے میں ڈالا جانا۔ اور اس کھولتے ہوئے پانی میں

۳۹۔ وفادار غلام

اِنتہا اِتّفاقاً اِمکان

مُحسِن باغِ ارم مُصاحِب

مُلک افریقہ میں ایک سوداگر رہتا تھا ۔ جو تجارت کے لئے اکثر ایک ملک سے دوسرے مُلک کو جاتا ۔ دولت کی کوئی اِنتہا نہ تھی ۔ ہر ایک مُلک میں اُس کے کارِندے موجود تھے ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ۔ کہ یہ سوداگر دورانِ سفر میں اپنے بیوپار میں مصروف تھا ۔ کہ کوئی شخص چند غلاموں کو لئے راستے سے گزرا ۔ اِتّفاقاً سوداگر کی نظر غلاموں پر پڑی ۔ اُس نے دیکھا ۔ کہ ان میں سے ایک اپنا سر نیچے کئے چلا جا رہا ہے ۔ اس نے فوراً اُس شخص کو بُلا بھیجا ۔ اور اُس غلام کی قیمت دریافت کی ۔ تاکہ اُس کو خرید لے ۔ اس اجنبی نے اُس غلام کی قیمت بڑھا کر بتائی ۔ مگر سوداگر کو کیا پروا تھی ۔ فوراً اُتنی ہی قیمت ادا کرکے اُس غلام کو خرید لیا ۔ اُس غلام کا

قِصّہ سُنئے۔ وہ ایک دُور دراز کے مُلک کا رئیس زادہ تھا۔ مگر سرحدی ڈاکوؤں نے حملہ کر کے اُس کو پکڑ لیا تھا۔ اور اُسے ایک معمولی غلام کی طرح فروخت کر دیا تھا۔ سوداگر اُس کی صورت دیکھتے ہی تاڑ گیا تھا۔ کہ یہ کوئی گُدڑی کا لال ہے۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس غلام کو اپنے ساتھ رکھتا۔ غلام دل و جان سے اپنے آقا کی خدمت میں مصروف رہتا۔ اشاروں پر کام کیا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اسے بے حد عزیز ہو گیا ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سوداگر اور اس کا اکلوتا فرزند جو ماں باپ کی آنکھوں کا تارا تھا۔ مع اُس غلام کے جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ کہ جہاز طُوفان میں گِھر گیا۔ اور اس سوداگر کا لڑکا سمندر میں جا پڑا۔ قریب تھا۔ کہ ڈوب جائے۔ لیکن اس غلام نے جھپٹ کر اُس کو ڈوبنے سے بچا لیا۔ اور اپنی جان پر کھیل ایک کشتی پر سوار کر صحیح سلامت کنارے پر لے آیا۔ سوداگر نے جب بیٹے کو زندہ پایا۔ جان میں جان آئی۔ خدا کا شکر بجا لایا۔ اور غلام سے کہا کہ تُو نے جو اِحسان کیا ہے۔ اُس کا بدلہ تو میں ادا کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن جو کچھ میرے

ہاسکان ییں ہے۔اس کو میں کئے بغیر نہ رہونگا۔ میں نے تجھ کو آزاد کیا۔اور جو کچھ نقد و جواہرات اور اسباب اس جہاز پر ہے۔وہ تیری نذر ہے۔یہ سب کچھ تیرا مال ہے۔جا اس سے فائدہ اُٹھا۔غلام اپنے محسن آقا سے یہ الفاظ سُن کر بے حد خوش ہوا۔اور جہاز میں سوار ہو کر ایک طرف کو چلا گیا۔

کچھ دُور نہ گیا تھا۔کہ طوفان نے آ گھیرا۔ اور جہاز ایک چٹان سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔صرف اُس غلام کی جان بچی۔ایک تختے پر پڑ کر بیہوش ہو گیا۔اور یہ تختہ بہتے بہتے ایک جزیرے کے کنارے پر آ لگا۔اس غلام کو کئی گھنٹے کے بعد ہوش آیا۔تو اپنی بیکسی اور جہاز و مال کی یاد آئی۔بے اختیار رونے لگا۔آخر تھوڑی دیر کے بعد جی کڑا کر کے آگے بڑھا۔کہ شاید کہیں آبادی نظر پڑے۔ اور کھانے پینے کے لئے کچھ میسّر آ جائے۔یہ سوچتے ہوئے کچھ فاصلہ طے کیا تھا۔کہ ایک آباد شہر دُور سے دکھائی دیا۔شہر کو دیکھ کر جان میں جان آئی۔وہاں کھڑا اِدھر اُدھر نظر دوڑا ہی رہا تھا۔کیا دیکھتا ہے۔کہ نہ معلوم

کون لوگ ہیں۔ اور کس طرح پیش آئیں ۔ یہ
خیالات دل میں تھے ہی ۔ کہ اُن کی نظر اس
غلام پر پڑی ۔ تو خوشی کے نعرے مارنے لگے۔
اور بادشاہ سلامت بادشاہ سلامت ' کی آوازیں
بلند کرتے اُس کی طرف بڑھے ۔ اور ایک نہایت
ہی شاندار گھوڑے پر سوار کر کے شاہی شان
و شوکت کے ساتھ محل میں لے گئے ۔ وہاں
عجیب کیفیت تھی ۔ بے شمار خدمتگار خدمت میں
حاضر تھے ۔ اُمرا وُ وُزرا حاضر ہو کر آداب شاہانہ
بجا لائے ۔ اور اُس کو شاہانہ لباس پہنا کر مسند
شاہی پر بٹھا دیا ۔ غلام حیران تھا ۔ کہ کیا ماجرا
ہے ۔ کیا خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں ؟ مگر
تھوڑی دیر کے بعد اُس کو معلوم ہو گیا ۔
کہ یہ سب حقیقت ہے ۔ نہ خواب نہ خیال ۔
ایک مُصاحب سے دریافت کیا ۔ کیا سبب ہے ۔
کہ تم میری اس قدر عزت کرتے ہو ؟ مَیں محتاج
ہوُں ۔ جاہل ہُوں ۔ پھر مجھے کیوں بادشاہ بنا دیا
گیا ؟ اُس مُصاحب نے عرض کی ۔ بادشاہ سلامت!
اِس مُلک کا یہ دستور ہے ۔ کہ ہر سال ایک نیا
شخص بادشاہ بنایا جاتا ہے ۔ چنانچہ ہر سال
یہاں کے سب لوگ سمندر کی طرف جاتے ہیں

اور جو شخص پہلے نظر آتا ہے۔ اُس کو نہایت تُزک و احتشام کے ساتھ لاکر بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔ اور جب سال ختم ہو جاتا ہے۔ تو اُس کو تخت سے اُتار کر ایک جہاز میں سوار کر دیتے ہیں۔ اور ایک وِیران جزیرے کی جانب روانہ کر دیتے ہیں۔ پچھلے بادشاہ نہایت ناعاقبت اندیش اور آرام طلب تھے۔ سال بھر عیش کرنے کے بعد جزیرے میں پہنچ کر بقیہ زندگی نہایت ذِلّت اور پریشانی سے بسر کرتے تھے ٭

اُس نے مصاحِب کی تقریر بہت ہی غور سے سُنی۔ اور آئندہ آنے والی مصیبتوں کا سامنا کرنے کو تیار ہو گیا۔ پھر مصاحِب سے صلاح کی۔ مصاحب نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت؛ جس طرح آپ یہاں خالی ہاتھ آئے ہیں۔ اسی طرح جزیرے میں پہنچا دِئے جائیں گے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ آپ اس وقت نامی کاریگر اور معماروں کو اُس جزیرے میں بھجوائیں۔ اور حکم دیں۔ کہ وہاں جاکر عالیشان مکانات بنائیں باغات لگوائیں۔ اور تمام علاقے کو سرسبز و شاداب بنائیں۔ تاکہ دُور دُور کے لوگ وہاں

جا کر آباد ہو جائیں۔ اور وہاں کے لوگ آپ کی رعایا اور محکوم بن کر رہیں۔ دانشمند مصاحب کا مشورہ سُن کر عارضی بادشاہ بہت خوش ہُوا اور فوراً تاکیدی احکام جاری کر دئے۔ اور تھوڑے عرصے میں جزیرہ باغِ بہشت کا نمونہ بنا دیا گیا۔ ہر طرف سے لوگ آکر آباد ہوئے اور تھوڑے ہی دن میں شاہی محل اور باغات تیار ہو گئے ؛

اس سے پہلے بادشاہ اس عارضی حکومت پر پھول جاتے۔ اور انجام سے غافل رہتے تھے۔ یہ دانا اور عاقل بادشاہ عارضی سلطنت کو چھوڑ کر اپنی مستقل حکومت میں جانے کے لئے بے چین رہتا۔ آخر وہ دن آ پہنچا۔ شاہی اختیارات چھین لئے گئے۔ اور وُہی بوسیدہ اور میلے کپڑے جو امانت کے طور پر رکھے گئے تھے۔ پہنا کر جہاز میں سوار کر دیا گیا ؛

جہاز سیدھا جزیرے کی طرف روانہ ہُوا۔ اور جب ساحل پر پہنچا۔ تو نئی رعایا اُس کے استقبال کے لئے حاضر ہوئی۔ اور باجے بجاتے اور خوشیاں مناتے نہایت احترام اور شان کے ساتھ بادشاہ کو شاہی محل میں پہنچا دیا۔

وہ جزیرہ جو بالکل ویران اور وحشت ناک مقام تھا۔ باغِ اِرم بن گیا تھا۔ ایک غلام وہاں پہنچ کر مستقل بادشاہ کی حیثیت سے رہنے لگا۔ اور نہایت اطمینان اور عمدگی سے باقی عُمر بسر کی۔ اور اپنی وفاداری اور ہمت کا اُس کو میٹھا پھل حاصل ہُوا ۔

سوالات

۱۔ یہ غلام اصل میں کون تھا؟ غلام کس طرح بنا؟
۲۔ اس غلام نے اپنے آقا سے کیا وفاداری کی؟
۳۔ یہ غلام کس طرح بادشاہ بنا؟ اور دُور اندیشی سے اُس نے کیا فائدہ اُٹھایا؟ ہم اس سے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں؟
۴۔ جہاز کے غرق ہونے کے بعد سے بادشاہ بننے تک کی کیفیت مختصر الفاظ میں لکھو ۔
۵۔ 'دانشمند' کِس کِس لفظ سے مرکب ہے۔ اور کیا معنی دیتا ہے؟ اس قسم کے پانچ لفظ اور بتاؤ ۔

۴۰۔ بہشتِ بریں

رشکِ گلستاں　　تا ابد　　شاد و خرّم
جانِ مادر　　دامنِ صحرا　　رُوح پرور
جوہرِ خنداں

بچّہ

سُنا ہے یہ کہتے تمہیں ہم نے اماّں
کوئی اور ہے مُلک رشکِ گلستاں
سبھی لوگ ہیں واں کے خوشحال رہتے
نہ غم ہیں اُٹھاتے نہ تکلیف سہتے
ہر اک گھر پہ واں کے ہے رونق برستی
کہو اچھی اماں کہاں ہے وہ بستی؟
اُسے ہم بھی ڈھونڈیں نشاں پائیں گر ہم
رہیں پھر وہاں تا ابد شاد و خرّم
وہاں ہے جہاں پر ہیں جگنو چمکتے
ہیں بن آتشِ گُل سے سارے دہکتے
نہیں واں نہیں ہے وہ اے جانِ مادر

بھلا پھر جہاں نخلِ خرما کھڑا ہے
کھجوروں سے دامانِ صحرا بھرا ہے
سمندر میں ہے ہیں جہاں سبز ٹاپو
ہوا سارے بن کی مہک سے ہے خوشبو
وہ فرفر ہواؤں کا ہر وقت چلنا
وہ چشمے کے پانی کا ہاتھوں اُچھلنا
درختوں کی ہر سُو وہ پیہم قطاریں
وہ شام و سحر اُن کی دلکش بہاریں
انوکھی وہ خوش رنگ چڑیاں چہکتیں
ستارہ سی کلیاں پروں کی چمکتیں
نہیں واں نہیں ہے وہ اے جانِ مادر
پھر اچھا کہاں دُور وہ مُلک ہوگا
جہاں بہتے رنگِ طلا پر ہیں دریا
کہیں بہتی اٹھکھیلیوں سے ہیں نہریں
وہ شفّاف پانی پہ کم کم سی لہریں
جواہر کا واں کچھ نہیں ہے ٹھکانا
اُسی جا ہے قدرت کا گویا خزانا
وہ یاقوت کی جوت سے بن پہ جوبن
وہ کانوں میں تارے سے ہیروں کے روشن
وہاں کی زمیں موتیوں سے جڑی ہے
وہی مُلک ہے کیوں نہ امّاں وہی ہے؟

نہیں واں نہیں ہے وہ اے جانِ مادر

ماں

نہ آنکھوں نے پھول اُس چمن کے چُنے ہیں
نہ کانوں نے واں کے ترانے سُنے ہیں
عجب رُوح پرور وہاں کی فضا ہے
تصوّر سے کچھ اُس کے دل جاگتا ہے
نہ گرمی کی ایذا نہ سردی کی زحمت
وہاں بس ہے انساں کو راحت پہ راحت
تصوّر میں نقشہ کھنچے اُس کا کیونکر
نہ واں غم کا دخل اور نہ مرنے کا کچھ ڈر
بہار اُس کی محفوظ جورِ خزاں سے
پرے قبر سے بلکہ دُور آسماں سے
وہ مُلکِ بقا واں ہے اے جانِ مادر

(مولوی سید احمد کبیر)

سوالات

۱۔ بچّے نے ماں سے بہشت کی کیا صفات بیان کیں؟
۲۔ ماں نے کیا جواب دیا؟ آسان لفظوں میں بیان کرو؛
۳۔ مطلب بیان کرو۔ اور نثر بناؤ:۔
ہیں بن آتشِ گُل سے سارے دہکتے ؛

۴- اِن لفظوں میں کون کون سے مذکّر ہیں - اور کون کون سے مؤنّث ؟

نغمہ - تصتور - ایذا - مہک ؞

۱۴- والمیک

غضبناک پرماتما جہنّم اِطمینان

والمیک کی رامائن سنسکرت کی مشہور کتاب ہے - اس کے پڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے - والمیک کی شاعری بڑے اعلےٰ پایہ کی ہے - اسے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ والمیک بڑا بزرگ گزرا ہے - لیکن بہت لوگوں کو شاید معلوم نہ ہوگا - کہ یہی والمیک پہلے نہایت خوفناک ڈاکو تھا ؞

والمیک جوانی میں ڈاکے ڈالا کرتا تھا - اور راہ چلتے مسافروں کو لوٹ کر اُن کو قتل کر دیا کرتا تھا - وہ ایسا بے رحم اور خوفناک تھا - کہ لوگ اُس کا نام سُن کر کانپ اُٹھتے تھے - اور جس طرف والمیک آیا جایا کرتا تھا -

اُس طرف کبھی بھول کر بھی نہ جاتے تھے۔ وہ بچّوں اور عورتوں کو بھی قتل کرنے میں دریغ نہ کرتا تھا ٭

ایک دن چند سادھو اُس طرف آنکلے۔ والمیک نے اُن کو جا پکڑا۔ اور تلوار نکال کر کہا۔ تمہارے پاس جو کچھ ہے۔ رکھ دو ٭

سادھوؤں نے جواب دیا۔ اے والمیک! سادھوؤں کے پاس سوائے ہری نام کے اور کیا ہے۔ وہ اگر چاہو۔ تو لے لو ٭

والمیک نے کہا۔ مجھ سے تمام دنیا کانپتی ہے۔ مگر کیا سبب ہے۔ کہ تم میرے سامنے بے خوف کھڑے ہو؟

سادھوؤں نے جواب دیا۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ تُو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ٭

والمیک غضبناک ہو کر بولا۔ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کیوں؟

سادھوؤں نے جواب دیا۔ پرماتما کی یہ خواہش نہیں ہے۔ اِس لئے ٭

والمیک نے تلوار ایک سادھو کی گردن پر رکھی اور کہا۔ لے مَیں پہلے تجھے جہنّم میں پہنچا دُوں۔ پھر اوروں کی طرف توجّہ کروں گا ٭

سادھو جس کی گردن پر تلوار رکھی ہوئی تھی۔ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ والمیک کو بہت تعجب ہوا۔ تو ہنستا کیوں ہے؟

سادھو نے جواب دیا۔ تیری بیوقوفی پر ❊

کیا بیوقوفی؟

یہی مجھے قتل کرنے کی۔ بھلا بتاؤ تو سہی۔ مجھے قتل کرکے تجھے کیا ملیگا۔ روپیہ سونا۔ ہیرا موتی؟

کچھ نہیں ❊

پھر اس پاپ سے کیا حاصل؟

بات سچی تھی۔ والمیک کے دل میں گھر کر گئی اس نے تلوار ہٹا لی۔ اور کہا۔ جاؤ۔ میں نے سب کو معاف کیا ❊

اُس سادھو نے کہا۔ اے والمیک! تو نے میری جان بخشی ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ تیرے ساتھ کچھ نیکی کروں ❊

والمیک کو اور بھی تعجب ہوا ❊

سادھو نے پوچھا۔ تو ڈاکے مارتا ہے؟

والمیک نے جواب دیا۔ ہاں ❊

مسافروں کو قتل کر دیتا ہے؟

ہاں ❊

مگر یہ گناہ ہے۔ تو کیوں کرتا ہے؟
بیوی بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے ÷
سادھو نے پوچھا۔ تو کیا تو جانتا ہے۔ کہ اس گناہ کا نتیجہ تجھے بھگتنا نہ پڑے گا؟ تیرے گھر کے آدمی تیرے ساتھ اس میں شریک نہ ہونگے ÷
کیوں نہ ہونگے؟
سادھو نے اطمینان سے جواب دیا۔ جا کر اُن سے پُوچھ آ۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں ÷
والمیک گھر گیا۔ اور بیوی سے بولا۔ میں جو یہ پاپ کرتا ہوں۔ اُس کے نتیجے میں تم بھی شریک ہوگی یا نہیں؟
بیوی نے ہنس کر جواب دیا۔ نہیں ÷
کیوں؟
کیونکہ جو پاپ کرتا ہے۔ پھل اُسی کو ملتا ہے۔ اُس کے رشتہ داروں کو نہیں ÷
مگر میں سب کچھ تمہارے ہی لئے کرتا ہوں ÷
والمیک کی بیوی نے تیوری چڑھا کر کہا۔ اگر تم پکڑے جاؤ۔ تو کیا سزا پاؤگے؟
والمیک نے لرز کر جواب دیا۔ پھانسی ÷
کیا مجھے بھی یہی سزا ملے گی؟

والمیک نے سوچ کر کہا۔ نہیں ۔

تو پھر جو راجہ نہیں کرتا۔ وہ بے انصافی ایشور کیسے کر سکتا ہے؟

والمیک کی آنکھیں کھل گئیں۔ روتا ہوا گھر سے نکل آیا۔ اور سادھو کے قدموں پر جا گرا۔ سادھو نے اُسے بہت سی قیمتی نصیحتیں کیں۔ اور عبادت کرنے کا طریقہ بتایا۔ اُس کے بعد اُس کی زندگی نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ آج تک اُس کا نام زندہ ہے ۔

سوالات

١۔ والمیک کون تھے۔ اور پہلے کیا کام کرتے تھے؟
٢۔ والمیک نے رہزنی کا کام کس طرح چھوڑا؟
٣۔ والمیک اور اُس کی بیوی کی گفتگو بیان کرو ۔
٤۔ 'آنکھیں کھل جانا' کے معنی بیان کرو۔ اور اُسے اپنے فقرے میں استعمال کرو ۔
٥۔ 'جا کر اُن سے پوچھ آ' کے دو فقرے بناؤ ۔

۴۲۔ شیر شاہ سوری

اتالیق   قابلیت   تعاقب   حقۂ آتش

ہندوستان کے مشہور اور طاقتور بادشاہوں میں سے شیر شاہ سُوری بھی ایک بہادر۔ عالی ہمّت اور کامیاب بادشاہ گزرا ہے۔ اس کا اصلی نام فرید خاں تھا۔ اور اس کے باپ کا نام میاں حسن خاں تھا۔ شیر شاہ کا دادا جس کا نام ابراہیم خاں سُورؔ تھا۔ صرف گھوڑوں کی تجارت کرتا تھا۔ اور سب سے پہلے اِس خاندان کا یہی شخص افغانستان سے ہندوستان آیا تھا۔

سلطان بہلول نے جو اس زمانے میں ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ پٹھانوں کو خوش کرنے اور اپنی فوج بڑھانے کے لئے ان لوگوں کو جاگیریں وغیرہ تقسیم کرنی شروع کی تھیں۔ اسی سلسلے میں ابراہیم خاں سُوری کے بیٹے میاں حسن خاں یعنی شیر شاہ سوری کے باپ کے نام بھی علاقہ

ؔ ایک خاندان کا نام ہے۔

سہسرام ہیں دو پرگنے بطور جاگیر کے سلطان نے عطا کر دیے تھے ۔

شیر شاہ بچپن ہی سے حوصلہ مند تھا ۔ اس کے باپ نے ایک لونڈی سے بھی شادی کر لی تھی ۔ اور اُسی کی شکایتوں پر وہ شیر شاہ سے ناراض رہتا تھا ۔ ایک مرتبہ یہ ناراضی بہت بڑھ گئی ۔ تو شیر شاہ گھر سے نکل کھڑا ہوا ۔ اور جونپور کے حاکم کے پاس پہنچ گیا ۔ اور اپنے باپ کی بے انصافیاں بیان کیں ۔ یہ حاکم بھی پٹھان تھا ۔ اور اُس کو حسن خاں کی یہ حرکت پسند نہ آئی ۔ اُس نے شیر شاہ کو بہت آرام سے رکھا ۔ یہیں کے مدرسوں میں شیر شاہ نے اُس زمانے کی اچھی خاصی تعلیم حاصل کی ۔ تعلیم سے اُس کے خیالات اور زیادہ اچھے ہو گئے ۔ ہمّت بلند ہو گئی ۔ اور حوصلے عالی طبیعت میں عدل و انصاف پیدا ہو گئے ۔ جو انتظام اور حکومت کے لئے ضروری ہیں ۔ اُس کی قابلیّت دیکھ کر جونپور کے حاکم جمال خاں نے اُس کے باپ کو بُلا بھیجا ۔ اور باپ بیٹوں کی صُلح کرا دی ۔ اب حسن خاں نے اپنے بیٹے کو لائق پاکر اپنی جاگیر کا تمام انتظام سپرد

کر دیا۔ اور شیر شاہ نے بھی ایسے انصاف۔ خوش انتظامی اور قوت سے کام کیا۔ کہ دُور دُور شُہرہ ہو گیا ٭

جب اُس کا باپ مر گیا۔ تو اُس کے سوتیلے بھائی سلیمان نے ایک اَور جاگیردار سے مل کر شیر شاہ کے خلاف فساد کرانا چاہا۔ شیر شاہ نے اُس جاگیردار کو بھی شکست دے دی۔ اور اپنی جاگیر میں اور بہت سا اِدھر اُدھر کا علاقہ شامل کر کے بڑا علاقہ دار بن گیا ٭

ابھی تک شیر شاہ کا نام شیر شاہ نہ تھا۔ بلکہ فرید خاں تھا۔ ایک دفعہ یہ حاکمِ بہار سلطان محمد کے دربار میں ٹھیرا ہوا تھا۔ کہ سلطان محمد کے ساتھ شکار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور اُس نے تن تنہا ایک زبردست شیر شکار کیا۔ سلطان محمد نے اُس کو 'شیر خاں' کا لقب دیدیا اِس طرح فرید خاں 'شیر خاں' ہو گیا ٭

اِسی زمانے میں اس کی رسائی شہنشاہ بابر کے دربار میں ہوئی۔ بابر نے اُس کے چہرے سے پہچان لیا۔ کہ یہ کوئی بڑا شخص ہونے والا ہے۔ اور اس کو اپنے قبضے میں لانا چاہیئے۔ مگر شیر شاہ بھی بابر کی نگاہیں پہچان گیا۔ اور

راتوں رات بادشاہ کے لشکر سے نکل گیا۔ اور پھر سلطان محمد حاکمِ بہار کے پاس گیا۔ یہ پہلے ہی سے شیر شاہ سے بہت خوش اور اس کی قابلیّت کا قدر دان تھا۔ اُس نے شیر شاہ کو اپنے کم عمر بیٹے جلال خاں کا اتالیق مقرّر کر دیا اور شیر شاہ جلال خاں کی تربیت کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دن کے بعد سلطان محمد مر گیا۔ اور اُس کا جانشین یہی جلال خاں ہوُا۔ چونکہ جلال خاں نو عمر تھا۔ اس لئے سلطان محمد کی بی بی نے شیر شاہ کو اپنے بیٹے جلال خاں حاکمِ بہار کا نائب مقرّر کیا۔ اِس طرح شیر شاہ کا اثر تمام ملکِ بہار میں قائم ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اُس نے بنگال بھی فتح کر لیا۔ جس زمانے میں شیر شاہ بنگال میں اپنی حکومت پھیلا رہا تھا۔ اُس وقت بابر وفات پا چکا تھا۔ اور اُس کا بیٹا ہمایوں ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ ہمایوُں کو شیر شاہ کی یہ باتیں ناگوار تھیں۔ کہ بادشاہی صوبوں کو اپنی حکومت بناتا چلا جائے۔ لہٰذا اُس نے بھی بنگال پر شیر شاہ کے خلاف چڑھائی کر دی۔ جس میں کامیابی شیر شاہ ہی کو ہوئی۔ اب شیر شاہ نے

مالوہ اور دوسرے شاہی علاقوں پر بے دھڑک حملے کرنے شروع کر دیئے۔ اور میوات پر قبضہ کرکے پنجاب و لاہور کو بھی فتح کر لیا۔ اور دِلّی پر چڑھائی کر دی۔ ہمایوں کو یہاں بھی شکست ہوئی۔ اور لاہور میں آکر پناہ لی۔ شیر شاہ کا لشکر برابر ہمایوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ آخرکار ہمایوں اپنے بھائی کامران کو لے کر ملتان روانہ ہؤا۔ دریائے سندھ سے اُتر کر ایران چلا گیا۔ اور شیر شاہ کو سارے ہندوستان کی بادشاہت مل گئی۔ اور بڑے انتظام سے اُس نے حکومت کی۔ آخر میں کالنجر کے راجہ سے لڑ رہا تھا کہ حُقّۂ آتش[1] سے جل کر ۹۵۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ لیکن اپنے مرنے سے پہلے کالنجر کے قلعے کی فتح اور راجۂ کالنجر کو گرفتار دیکھ چکا تھا۔

سوالات

۱۔ شیر شاہ کا اصلی نام کیا تھا۔ اور یہ نام کس طرح ہؤا؟

۲۔ شیر شاہ کا دادا کیا کام کرتا تھا؟ اور اُس کے باپ کو کس طرح جاگیر اور حکومت ملی؟

[1] دشمن کی فوج میں اس کے ذریعے سے آگ لگائی جاتی ہے۔

۳۔ اُس نے کس طرح بادشاہی حاصل کی۔ اور کس بادشاہ کو شکست دی؟

۴۔ شیر شاہ کے وہ اوصاف بیان کرو۔ جن سے وہ سلطنت میں کامیاب ہوا؟

۵۔ 'کرنے لگا' کو اَور کس طرح بول سکتے ہیں؟

۴۳۔ حواسِ خمسہ

فصیح غالبًا سیاست اِصطلاحی

جامع تفصیل اِختصار

اُردو زبان کا ایک فصیح محاورہ ہے۔ اور ہماری اکثر بہنیں آئے دن بولتی رہتی ہیں۔ کہ "اُس کے حواس تو بجا نہیں رہے۔ ہمارے حواس تو ٹھکانے نہیں۔ ذرا حواس تو درست کرو۔ تمہارے تو حواس جاتے رہے" وغیرہ۔ لیکن غالبًا بہت کم بہنوں نے کبھی غور کیا ہوگا۔ کہ یہ چار حرفی لفظ جو ہماری زبان پر بے تکلّف جاری ہے۔ اور خانگی سیاست کا ایک جُزو بن گیا ہے۔ اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ اور

اس کے معنی کیا ہیں۔ یہ کس زبان کا لفظ ہے
کوئی اصطلاحی لفظ ہے یا معمولی۔ اچھا آؤ۔ ہم
بتائیں (اور مختصر مگر جامع عبارت میں اس کی
بابت سمجھائیں۔ حواس اصل میں حاسّہ کی جمع ہے۔
اور ایک اصطلاحی عربی زبان کا لفظ ہے۔ سین
مہملہ کی تشدید کے ساتھ حاسّہ ایک قوّت کا
نام ہے۔ جس سے کسی چیز کی حِسّ یعنی علم
حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر معلوم کیا جاتا ہے
حاسّہ کو علم طبعیات میں مُدرِکہ بھی کہتے ہیں۔
اس کی دس قسمیں ہیں۔ پانچ ظاہری اور پانچ
باطنی۔ اور ان کو حواسِ خمسہ کے نام سے تعبیر
کرتے ہیں) ؛

دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں علم طبعیات پر
جو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اُن میں ان کا بہت
تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ لیکن ہم اس وقت
نہایت اِختصار کے ساتھ چند بہت معمولی معلومات
بہم پہنچانا کافی سمجھتے ہیں۔ اور اِنشاء اللہ آئندہ
کبھی مزید وضاحت سے لکھیں گے ؛

حواسِ خمسہ ظاہری کی پہلی قسم باصرہ ہے۔
جس سے ہماری آنکھیں دُنیا کی جاندار و غیر
جاندار مخلوقات کی صورتوں اور شکلوں۔ رنگوں

کا اختلاف دیکھتی بھالتی اور معلوم کرتی ہیں۔ اس کی حکما کے نزدیک تین قسمیں ہیں ؃

دوسری قوّت سامعہ ہے۔ جس سے ہمارے کان مختلف چیزوں کی آواز کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اور ہر چیز کی آواز میں امتیاز کرتے ہیں۔ مثلاً برتنوں کی جھنکار۔ گھنٹہ کی ٹن ٹن۔ بادل کی گرج۔ بجلی کی کڑک۔ باجوں کی آوازیں۔ جانوروں کی بولیاں۔ آدمیوں کی بول چال ؃

تیسری قوّت شامّہ ہے۔ (میم کی تشدید کے ساتھ) اس کے ذریعے سے اشیا کی خوشبو بد بُو ناک کی راہ سے دریافت ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً باغ میں پہنچ کر پھولوں کی خوشبوئیں۔ جب ہمارے دماغ میں پہنچتی ہیں۔ تو ہم فوراً ایک قسم کی فرحت پاتے ہیں۔ پھر گلاب۔ چنبیلی۔ جوہی۔ بیلا۔ مولسری سب پھولوں کی خوشبوئیں جُدا جُدا سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ اور سبزے کی بادبُو۔ خراب اور سڑی ہوئی چیز کی بدبُو سے دماغ فوراً پریشان ہو جاتا ہے۔ یہ اثر اسی قوّتِ شامّہ کی مدد سے حاصل ہوتا ہے ؃

چوتھی قوّتِ ذائقہ ہے۔ جو خدا کی طرف سے زبان میں رکھی گئی ہے۔ اس کی بدولت ہم فوراً

کھانے پینے کی چیزوں کا مزہ معلوم کر لیتے ہیں۔ مثلاً نارنگی کھٹی۔ شکر میٹھی۔ ہڑ بکھٹی اور نیم کڑوا۔ سالن نمکین۔ سلونا وغیرہ وغیرہ اِسی قوّتِ ذائقہ سے پہچانے جاتے ہیں ؎

پانچویں قوّتِ لامسہ ہے۔ جو ہمارے تمام جسم کی جلد میں اور اُنگلیوں کے اُوپر کے پوروں میں خاص کر کلمہ والی اُنگلی کے سرے والے پورے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے ہر چیز کو چھُو کر ہم اُس کی سختی و نرمی اور گرمی و سردی وغیرہ بآسانی معلوم کر لیتے ہیں۔ اسی انگلی پر کچھ موقوف نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے جسم کے کسی حصّے سے بھی ذرا کوئی شے چھُو جائے۔ پس ہم کو فوراً معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ چیز گرم تھی یا سرد۔ نرم تھی یا سخت ؎

اگر کبھی کسی عارضہ یا بیماری کی وجہ سے ان پانچوں قوّتوں میں سے کسی ایک کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بالکل جاتا رہتا ہے۔ تو ایسی حالت میں انسان کو سخت تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ اور زندگی انتہا درجے کی بدمزہ ہو جاتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا۔ کہ بعض لوگ اندھے ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی آنکھیں تو موجود ہوتی

ہیں - مگر قوّت باصرہ جس کو بینائی بھی کہتے ہیں -
جاتی رہتی ہے - اور اندھے کسی چیز کے حُسن
خوبصورتی و بد صورتی کے مشاہدے اور اثر سے
محروم ہو جاتے ہیں - اِسی طرح جو لوگ بہرے
ہوتے ہیں - وہ بھی ایک بڑی نعمت سے ناآشنا
ہو جاتے ہیں - پیانو اور ہارمونیم - گراموفون وغیرہ
ایسے ایسے لطیف باجوں کی سُریلی اور دلکش
آوازوں کی کیفیّت سے وہ لذّت آشنا نہیں
ہو سکتے - خوش گلو اور موسیقی دان صاحب کمالوں
کے دِل پذیر گیتوں کے سُننے سے جو رُوحانی
تفریح حاصل ہُوا کرتی ہے - وہ بیچارے اُسے
جانتے ہی نہیں - اور نہ نغمہ سنج و ترنّم ریز
جانوروں کی پُر کیف و سرُور بخش آوازیں اُن
کے کانوں میں پہنچ کر اُن کو محظوظ کر سکتی ہیں -
کان ہوتے ہیں - مگر قوّتِ سامعہ نہیں ہوتی -
بعض بیچارے سونگھنے کی حِس سے محروم
ہو جاتے ہیں - اور خوشبو بدبُو کچھ انہیں سمجھ
نہیں پڑتی - اور یہ گویا خدا کی بہترین نعمت
سے محروم ہو جانا ہے - بعض لوگوں کی زبان
سے ذائقہ کی قوّت فنا یا خراب ہو جاتی ہے -
جس کی وجہ سے یا تو بالکل احساس نہیں رہتا

ہے۔ یا ہر مزیدار چیز بد مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے۔کہ کس قدر نعمتوں سے وہ محروم رہتے ہیں ؂

بعض میں لامسہ کی قوّت باقی نہیں رہتی۔ جیسے سُن کے عارضے سے۔ یا قدرتاً ہوتی ہی نہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔کہ یہ کوئی لازمی بات نہیں۔کہ ان پانچ قوّتوں سے زیادہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ یا یہ کہ ہر جاندار ہیں یہ پانچوں حِسّیں ضرور پائی جاتی ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اب تک جن حواس کا ہم کو علم ہُوا ہے۔ وہ صرف پانچ ہی ہیں۔ بہت ممکن ہے۔کہ حقیقت میں کوئی اور دوسرا حاسّہ بھی پایا جاتا ہو۔ انسان میں نہیں۔ تو اور حیوانات میں ہی سہی۔ اور ہم کو اس کا علم نہ ہو۔ اور بعض ایسے بھی جاندار ہیں۔ جو ان پانچ حواس میں سے کسی حاسّہ سے محروم ہی ہوتے ہیں۔ جیسے قدرتی اندھا کہ وہ بینائی کو جانتا ہی نہیں وغیرہ ؂

(محمد حسین محوی)

سوالات

۱۔ حواس خمسہ کے نام لو۔ اور ان میں سے ہر ایک

کے فائدے بیان کرو۔

۲۔ "حواس بجا نہ رہنا" کے معنی بیان کرو۔ اور اپنے فقرے میں استعمال کرو۔

۳۔ لوگ کہتے ہیں "دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ دل کے کان کھول کر سنو" اس سے کیا مراد ہوتی ہے؟

۴۔ ذیل کے الفاظ کے ہجے یاد کرو:۔

باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ فصیح۔ جامع۔ اختصار۔

۴۴۔ سرودِ زندگی

خوابِ پریشاں عالمِ ہستی عیش و طرب

رنج و زحمت اصل و غایت میدانِ وغا

وفات کسبِ فضیلت

۱ ہم سے یہ رونا نہ روؤ ہر آں
ہستی ہے اک خوابِ پریشاں
مُردہ ہے وہ رُوح جو سوئے
بات نہیں جو لوگ ہیں سمجھے

۲ عالمِ ہستی ہے بیداری
قبر نہیں ہے غایت اس کی
مٹی ہے تو مٹی میں ملیگا
روح کی جانب کب ہے اشارا

---

۳ عیش و طرب یا رنج و زحمت
اپنی نہیں ہے اصل و غایت
بلکہ رہیں یونہی محوِ ترقی
آج سے کل بہتر ہو اپنی

---

۴ فضل و ہنر کی حد نہیں بارے
وقت ہے جاتا بھرتے طرارے
گو ہے ہمارے قلب میں ہمت
ہاتھوں میں کس بل پاؤں ہیں طاقت
لیکن سینے میں نوبت آسا
بجتا ہے ہر دم کوچ کا ڈنکا

---

۵ دنیا کے میدانِ وغا میں
عمر کی دار و گیرِ بلا میں
ہنکتا نہ جا جوں بے بس حیواں
ہاتھ دکھا بن مردِ میداں

۶ ہو کتنا ہی خوش کُن فردا
رکھئے نہ ہرگز اُس پہ بھروسا
اور نہ رو مافات کا دُکھڑا
اس کا رہنا یوں ہی اچھا
حاضر ناظر حق کو سمجھ کے
کرنا ہے تو اب کچھ کرلے

---

۷ کہتی ہے تاریخ سلف کی
ہم بھی سُدھاریں حالت اپنی
نقشِ قدم کو وابیں ہائیں
راہ میں اپنی چھوڑتے جائیں

---

۸ تاکہ کوئی بھی بھولا بھٹکا
پائے جو راہِ عمر میں کھٹکا
چھوڑے نہ جی تنہائی کے غم میں
پائے ڈھارس نقشِ قدم سے

---

۹ آؤ پھر راضی برضا ہو
سعی پہ باندھو چُست کمر کو
رہیئے محوِ کسب فضیلت
گنج ہے مُزدِ رنج و محنت

(مولوی سید احمد کبیر)

سوالات

۱۔ لوگ زندگی کو کیا سمجھتے ہیں ۔ اور درحقیقت کیا ہے ؟

۲۔ زندگی کا مقصد کیا ہونا چاہئے ؟

۳۔ زمانۂ ماضی اور مستقبل کیوں بھروسے کے قابل نہیں ؟ اور کونسا وقت قابلِ اعتبار ہے ؟

۴۔ ہماری زندگی کس طرح دوسرے کے لئے مفید ہو سکتی ہے ؟

۵۔ چھٹے بند کے تینوں شعروں کا مطلب آسان لفظوں میں بیان کرو ۔ اور تینوں کی نثر بناؤ ۔

۴۵۔ مکتوباتِ آزاد

اقبال نشانِ من الحمد للہ اضطراب

تعہد وعدہ حصول الف لیلہ

انشاء اللہ

(۱)

ہاں صاحب[1] میں جو دلی گیا۔ تو وہاں ابرو[2] کے چیچک نکل آئی۔ بڑا اضطراب رہا۔ غرضیکہ اُنیس دن وہاں رہنا پڑا۔ ۱۴ کو الحمد للہ کہ اُسے لے کر آیا۔ تب آپ کا خط دیکھا۔ اس لئے جواب میں دیر ہوئی۔ معاف کیجئے گا۔ ۲۰ تک آپ کا انتظار رہا۔ اب مجبور ہو کر یہ خط روانہ کر دیا ہے۔ ۱۵ کو آپ کی عرضی برائے سفارش منصفی صاحب رجسٹرار کو دی تھی۔ ابھی جواب نہیں ملا۔ نواب صاحب سے بھی

---

[1] لالہ دونی چند وکیل جگراؤں جو مولانا مرحوم کے شاگرد تھے۔

[2] مولانا آزاد کے صاحبزادے آغا محمد ابراہیم مرحوم کا عرف۔

وعدہ سفارش کا لیا ہے ٭

آپ کو یہاں آنا ضرور چاہیئے تھا۔ خیر ان چھٹیوں میں ہوتا۔ تو بہت اچھا تھا۔ یہ نہ ہوا۔ تو ہفتۂ آئندہ میں یا اس کے بعد آیئے۔ اور خود بھی رجسٹرار اور نواب صاحب کو ملیئے۔ میرا ارادہ ۔۔۔۔ پٹیالہ کا ہے۔ انشاءاللہ اتوار کو یہاں آ جاؤں گا ٭

(۲)

اقبالِ نشانِ[1] من!

بعد از دعاہا معلوم باد۔ تم لاہور میں آئے۔ اور مجھ سے بے ملے چلے گئے۔ شاباش! شاباش!! خدا تمہیں ایسا بڑا کرے۔ کہ مجھے پہچان بھی نہ سکو۔ میں بھی اسی میں خوش ہوں۔ مگر بہرحال ایک ضروری کام ہے۔ وہ کر دو۔ کہ مولوی علی احمد مدرس فارسی نے ایک کتاب لکھی ہے۔ وہ کہیں سے لے کر بھیج دو۔ زیادہ دعا ٭

---

[1] لالہ دُنی چند وکیل ٭

(۱۴۱)

عالی جنابؒ من

نہایت شکر گزار ہوں ۔ کہ آپ نے میاں غلام نبی صاحب ۔ سے الف لیلہ کے باب میں وصولی کے لئے تحریک فرمائی ۔ اور اُن سے وعدہٗ حصول بھی حاصل کیا ۔ لیکن ایک تحصیل کا چپراسی جو پہلے سے مجھے جانتا ہے ۔ اس کی معرفت آج اُنھوں نے مجھے پیغام بھیجا کہ وہ کتاب تو میرے پاس سے کھوئی گئی ۔ کہو تو بمبئی سے اور منگا دُوں ۔ یا جو چاہو ۔ اس کی قیمت لے لو ۔ اب آپ خیال فرمائیں ۔ کہ اس اشراف آدمی کی نیّت کا کیا حال ہے ۔ خیر آپ اس بات کو خیال میں رکھیں ۔ اور ایسے رہیں کہ گویا نہیں سُنا ۔ مَیں نے اس معاملے کو اب آپ پر چھوڑ دیا ہے ۔ جب تک آپ نہ فرمائیں گے ۔ مقدمے کو آگے نہ بڑھاؤں گا ۔ اگر مناسب ہو ۔ تو ایک دفعہ پھر ان کی نبض دیکھیئے ۔ معلوم تو ہو ۔ کہ طبیعت کا کیا حال ہے میں آپ کی عنایت کا تو دل سے شکریہ ادا

ۓ میاں محمد دین جو آزاد کے دوستوں میں تھے بر

کرتا ہوں۔ اور جس قدر توجہ فرمائی ہے۔اُس کا ممنونِ احسان ہوں۔کیونکہ بے کسی طرح کی سابقہ معرفت کے اُن پر یہ مہربانی کی ہے۔ اور جو کچھ کیا۔ شرافت اور تہذیب کے رشتے کا لحاظ کرکے کیا ہے۔ زیادہ نیاز ٭

(۴۷)

صاحب من!

مجھے پیچھے خیال آیا۔کہ جو خط میں نے بھیجا تھا۔ اُس کی اطلاع دہی سے میں تمہیں سٹیشن پر نہیں بُلا سکتا تھا۔ خیر تمہارے خط کے میرے پہلے جواب تو تم تک پہنچ گئے۔ مگر اُسی وقت مجھے اپنی روانگی کا تعقّد معلوم ہوا۔جس وقت کہ میں روانہ ہوا۔اور خط جو لکھا ہوا رکھا تھا۔اُسے خود ڈاک میں ڈال دیا۔ میں ضرور تمہارے پاس ایک دو دن ٹھیرتا۔ مگر بھائی گوردت سنگھ کے ساتھ تھا۔اُنہوں نے کہا کہ مجھے چھوڑ کر کہاں جاؤ گے۔میں بھی شرما گیا۔اور اُن کے ساتھ ساتھ لاہور چلا گیا۔ الحمدللہ یہاں سب کو زندہ پایا۔ اور اب

لے لالہ دُنی چند وکیل ٭

سب کے مزاج مائل بصحت ہیں۔ ہمیرا بیچارہ
تپ میں مبتلا تھا۔ اُسے جُلاب دیا۔ الحمدُ لِلّٰہ
کہ آج اس کی دو باریاں ٹل گئیں۔ یہ دونو
بھائی بڑے غریب ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں۔
آخر آپ کی تعلیم ہے۔ مَیں اُن سے بہت
شرمندہ ہُوں۔ کہ جیسے جی چاہتا ہے۔ ویسی اُن
کی مدد نہیں کر سکتا۔ آج اُس نے مجھ سے
کہا۔۔۔۔۔۔ کہ مَیں نے کئی خط گھر کو
بھیجے ہیں۔ مگر وہاں سے خط نہیں آتا۔ معلوم
ہوتا ہے۔ کہ میرا خط وہاں تک نہیں پہنچتا۔
آپ منشی ڈونی چند صاحب کو لکھئے۔ کہ وہ میرے
گھر سے خبر منگائیں۔ اور ان سے کہیں کہ جاڑا
قریب آیا ہے۔ مجھے سرمائی کپڑے بنانے ہیں
اور شروع ماہ پر اب مدرسے میں داخل ہونگے
کتابیں بھی لینی ہیں۔ اس لئے جس طرح ہو سکے۔
ننلہ ہمیں بھیج دیں۔ یہ تو اُن کا پیغام تھا۔
کہ تمام ہوُا۔ اب مَیں آپ سے کہتا ہُوں۔ کہ
آپ نے میرے خط کا جواب کیوں نہیں لکھا؟
مجھے بڑا خیال ہے۔ اور بڑا تعجب ہے۔ دیکھتے ہی
جواب لکھئے۔ اور دیر کا سبب لکھئے۔ اور تُمہارے
کا جو کچھ حال معلوم ہوُا ہو۔ مفصّل لکھئے۔

آبرو و آداب کہتا ہے ؏
چٹھی رساں یہاں آکر مَیں نے ایک نیا آدمی پایا۔ مجھے یہ بھی شبہ ہے۔کہ شاید میرے خط گم نہ ہوتے ہوں۔جواب جلد لکھئے۔فقط ؏

سوالات

۱۔ پہلے خط میں کاتب نے مکتوب الیہ کے خط کا جواب دیر سے دینے کا کیا سبب بیان کیا ہے؟ اور کیوں مکتوب الیہ کو بلایا ہے؟

۲۔ دوسرے خط میں مکتوب الیہ سے کس بات کی شکایت کی گئی ہے۔اور کس پیرائے میں؟

۳۔ تیسرے خط میں کس بات کا شکریہ ادا کیا گیا ہے؟ اور کیا فرمائش کی گئی ہے؟

۴۔ چوتھے خط میں کاتب نے مکتوب الیہ کو جو کچھ لکھا ہے۔مختصر طور پر اپنے لفظوں میں بیان کرو؏

۵۔ تیسرے خط میں ان فقروں کی تشریح کرو:۔
ایک دفعہ پھر اُن کی نبض دیکھئے۔معلوم تو ہو۔کہ طبیعت کا کیا حال ہے؟

۶۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بیان کرو۔اور اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔
اضطراب۔الحمدُ للہ۔ممنون احسان ؏

۷ - دہاؤ اور دہایے میں فرق بیان کرو - اور بتاؤ کہ دونو کلمے کی کونسی قسم ہیں ؟

۴۶-اندھی-بہری اور گونگی عورت

والدین جگرخراش معالجہ تقریباً

اِضافہ موزونیّت اِضطراب

اس عجیب و غریب عورت کا نام ہیلن کیلر ہے - اس وقت اس کی عمر کم و بیش پچپن سال کی ہے - اور خدا کی قدرت دیکھو کہ اگرچہ اندھی ہے - مگر دیکھ سکتی ہے - اگرچہ گونگی ہے - مگر بول سکتی ہے - اور اگرچہ بہری ہے - مگر سُن سکتی ہے - تم حیران ہو گے - کہ یہ کیسے ؟ ہم نیچے کی سطروں میں تمہاری حیرانی کو دُور کرنے کی کوشش کرینگے ۔

ہیلن کیلر ۲۷ - جون ۱۸۸۰ء کو شمالی امریکہ کے ضلع الاباما کے ایک چھوٹے سے گاؤں ٹسکمبیا میں پیدا ہوئی - اس کے بزرگ سوئٹزرلینڈ سے

ترکِ وطن کر کے اس خطے میں مُدّت مدید سے آباد تھے۔ اس کا باپ امریکہ کی جنگ آزادی میں قومی فوج کا کپتان تھا۔ اُس کی والدہ امریکہ کے ایک معزّز خاندان کی رُکن تھی۔ ہیلن کیلر اپنے ماں باپ کی اکلوتی بچّی تھی۔ اِس لئے اس کی پیدائش کے موقع پر بہت خوشیاں منائی گئیں۔ اور چونکہ والدین کی چہیتی بیٹی تھی۔ اس لئے خاندان میں اس کا نام تجویز کرنے پر بہت کچھ اختلاف ہُوا۔ اور یہ بتا دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اس کا باپ اپنے بزرگوں کے نام کی مناسبت سے اس کا نام رکھنا چاہتا تھا۔ اور اسی طرح اس کی والدہ اپنے خاندان کے بزرگوں کی مناسبت سے اس کا نام تجویز کرتی تھی۔ آخر کار والدہ کی جیت ہوئی۔ اور والد کا تجویز کیا ہُوا نام نہ رکھا گیا۔

تمہارا خیال ہوگا۔ کہ عام لوگوں کی طرح ہیلن کیلر بھی بڑی ہو کر کسی مُہلک بیماری میں مبتلا ہوئی ہوگی۔ اور اس کی وجہ سے اندھی اور گونگی بہری ہوئی ہوگی۔ مگر نہیں ہیلن کیلر ابھی ڈیڑھ برس کی تھی۔ کہ بخار میں مبتلا ہوئی۔

بخار اس شدّت کا تھا۔ کہ اُس کے اثر سے
ہیلن کیلر کے معدے اور دماغ کا خون جم
گیا۔ ڈاکٹروں کا خیال تھا۔ کہ یہ لڑکی مرجائیگی
اس کے بعد بخار فوراً اُتر گیا۔ اور جب اس
کا عِلم اس کے والدین کو ہُوا۔ تو وہ بہت
ہی خوش ہوئے۔ مگر یہ کوئی نہ جانتا تھا۔ کہ
اگرچہ بخار تو اُتر گیا ہے۔ مگر لڑکی نہ تو آئندہ
دیکھ سکیگی۔ نہ بول سکیگی۔ اور نہ سُن سکیگی ؂

تم خود اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہو۔
کہ جب اس کے والدین کو اس حادثے کا
علم ہُوا ہوگا۔ تو اس جگر خراش صدمے کے علاوہ
جو کہ ایسے موقع پر ہونا لازمی ہے۔ اُنہوں
نے اس کے علاج میں کونسا دقیقہ اُٹھا رکھا
ہوگا؟ بلا شبہ انہوں نے ہیلن کے علاج و
معالجے کے لئے تمام امریکہ کو چھان مارا۔
یوروپ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا
مگر فائدہ نہ ہُوا۔ اگر کچھ فائدہ ہُوا۔ تو یہ کہ
بوسٹن کے ایک لائق ڈاکٹر نے بڑی تلاش کے
بعد ہیلن کے لئے ایک اُستانی بھیج دی۔ جو کہ
اندھوں اور گونگوں کو تعلیم دینے میں بہت
مشہور تھی۔ ان اُستانی صاحبہ کا نام مس سلیون

تھا - اس وقت ہیلن کی عمر تقریباً سات سال کی تھی - جبکہ اُستانی صاحبہ آئیں ؛

اب تم سوچ سکتے ہو - کہ یہ بات حیرت انگیز نہیں - کہ ایک بالکل اندھی گونگی اور بہری عورت عام انسانوں کی طرح لکھ سکے - ہر ایک چیز کو صرف انگلیوں سے محسوس کرکے اس کی حقیقت پالے - اور اسی طرح انگلیوں کی حرکت اور اشارے سے اپنا مطلب دوسرے کو سمجھا دے - فی الواقعہ جن حیرت انگیز طریقوں سے مِس سلیون نے ہیلن کیلر کو تعلیم دی - اُن کا سہرا انہی اُستانی صاحبہ کے سر ہے ؛

تم یہ سُن کر تعجّب کروگے - کہ اس لڑکی نے اوائل عمر ہی میں کتنی ہی کتابیں تصنیف کیں - جس کی وجہ سے تمام مُلک میں اس کی شہرت ہو گئی - جوں جوں عمر بڑھتی گئی - اس کے علم اور شہرت میں بھی ترقی ہوتی گئی - مِس سلیون نے نہایت محنت اور دِلی محبت کے ساتھ اُسے پڑھایا - اور اس کی تعلیم کو زندگی کے ہر شعبہ کے لئے موزون تر بنایا - اُسے تمام امریکہ کی سیر کرائی گئی - اور اُس نے ریل جہاز - سمندر - موٹر - ہوائی جہاز اور

دوسری طرف نمائشیں - جلسے - تھیئیٹر - گانا - موسیقی وغیرہ سب چیزوں کو عملی طور پر محسوس کیا - جس سے اُس کے علم میں اضافہ ہؤا - اور اب یہ حالت ہے - کہ اُس کی ملاقات کو بڑے بڑے مصنّف - ایڈیٹر - اور ڈاکٹر اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتے ہیں - ہیلن کیلر نے حال ہی میں ایک کتاب لکھی ہے - جس کا نام 'میری سرگزشتِ حیات' ہے - اس میں اُس نے اپنی زندگی کے حالات کو پُورے طور پر اور تفصیل سے لکھا ہے کتاب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ جہاں اس کتاب میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں - جو ایک کتاب میں ہونی لازمی ہیں - وہاں عبارت کی روانی اور شُستگی اور لفظوں کی موزونیت کچھ ایسی ہے - کہ پڑھنے والے پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی - خاص کر اُس حصّے میں کہ جہاں وہ اپنی بیماری اور بیماری کے بعد اندھا - بہرا اور گونگا ہو جانے کا ذکر کرتی ہے - بخار کے بعد فوراً ہی جب بینائی جاتی رہی - تو اپنی حالت کی اس اچانک تبدیلی کی وجہ سے جو اذیت اُسے پہنچی ہوگی - ہم تم اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتے - مگر جن لفظوں میں اُس نے

اپنی اس حالت کو بیان کیا ہے ۔ اُس کو پڑھنے سے اُس کی تمام حالت اور کیفیت کا نقشہ پڑھنے والے کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور بغیر دل پر اثر کئے نہیں رہتا۔ مثلاً ایک جگہ لکھتی ہے :-

"میرے دماغ میں اس بیماری کی تھوڑی بہت یاد اب تک باقی ہے ۔ خصوصاً میری والدہ کی شفقتِ مادری کہ جس کے جوش میں بیخود ہو کر وہ میری بیداری کے اذیت اور تکلیف سے بھرے ہوئے چند گھنٹوں میں مجھے بہلانے اور میٹھی میٹھی باتوں سے میرا دل خوش کرنے کی کوشش کرتی تھیں ۔ مجھے اپنی والدہ کی وہ محبت بھری پریشانی اور اضطراب ابھی نہیں بھولا ۔ جبکہ میں اپنی دیکھنے اور بولنے کی قوت کو کھو چکنے کے بعد گھبراہٹ اور بے چینی کی تھوڑی سی نیند لے کر جان توڑ تکلیف محسوس کرتی ہوئی جاگ پڑتی ۔ اور اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں کو روشنی کی تلاش میں گھبراہٹ کے عالم میں دیوار کی طرف پھیر دیتی لیکن سوائے اُن جلدی سے گزر جانے والے خیالوں کے باقی تمام باتیں ایک ڈراؤنا خواب معلوم ہوتی ہیں ۔

اِس کے بعد ایک دوسری جگہ لکھتی ہے :-
مجھے یاد نہیں۔کہ مجھے کب یہ معلوم ہوا۔ کہ مَیں دوسرے انسانوں کی طرح نہیں۔ لیکن بہر صورت یہ بات مجھے اپنی اُستانی صاحبہ کے تشریف لانے سے پہلے معلوم ہو چکی تھی۔ اور مَیں نے معلوم کر لیا تھا۔کہ میرے ماں باپ اور رشتہ دار بات چیت کرتے وقت اشاروں کا اِستعمال نہیں کرتے۔ جیسے کہ مَیں کرتی ہوں۔ بلکہ منہ سے بولتے ہیں۔ بعض اوقات مَیں دو آدمیوں کے درمیان کھڑی ہو جاتی۔ جو کہ آپس میں باتیں کرتے ہوتے تھے۔ اور اُن کے ہونٹوں پر اپنی اُنگلیاں رکھ دیتی۔ اور اُن کی باتوں کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے غصّے میں آ جاتی اس کے بعد خود ہونٹوں کو ہلاتی۔ اور اُن کی طرح بات کرنے کی کوشش کرتی۔ مگر بے فائدہ. بعض اوقات بات کرنے کی کوشش میں ناکامیاب ہونے پر اِس قدر غصّے میں آ جاتی۔کہ آپے سے باہر ہو جاتی۔ اور جھنجلا کر آس پاس کی چیزوں کو ٹھوکریں لگاتی۔ اور جب تھک کر چور ہو جاتی۔تو رونا شروع کر دیتی ؎

غرض یہ تمام کتاب اُس کی حیرت انگیز زندگی

کے حالات سے بھری پڑی ہے - مگر تمہارے سامنے ہیلن کیلر کی زندگی کا یہ تھوڑا سا حال اس لئے بیان نہیں کیا گیا - کہ تم اُس کے اندھا بہرا اور گونگا ہونے پر رحم کھاؤ - یا اُس کے ماں باپ اور رشتہ داروں سے ہمدردی ظاہر کرو - یا اُس کے لیئے دُعا کرو - کہ خداوند کریم اُسے آنکھیں - کان اور زبان دے - بلکہ اس لئے بیان کیا گیا ہے - کہ تم اِس بات پر غور کرو - کہ جب اس درجہ محتاج لڑکی جوکہ نہ سُن سکتی - نہ دیکھ سکتی اور نہ بول سکتی ہے - اس قدر ترقی کر جائے - کہ تمام دنیا میں مشہور ہو جائے - اور لوگ اُس سے ملاقات کرنے کو فخر کا باعث خیال کریں - تو پھر تم جو کہ آنکھیں - کان اور زبان رکھتے ہو اور خدا کے فضل و کرم سے تندرست بھی ہو کیوں نہ ترقی کی طرف قدم بڑھاؤ - اور خود لائق و فاضل بن کر اپنی قوم و مُلک کی بہتری کی تدبیریں سوچو *

خدا کرے - ہیلن کیلر کا یہ مختصر افسانہ تمہارے لئے ترقی کی راہ میں چراغ ثابت ہو *

سوالات

۱۔ مس ہیلن کیلر کی ابتدائی زندگی کا حال بیان کرو۔
۲۔ ہیلن کیونکر اندھی ۔ بہری اور گونگی ہوئی ؟
۳۔ اس کی تعلیم کس نے کی ۔ اور کیونکر ؟
۴۔ اس کی زندگی سے ہم کیا سبق سیکھ سکتے ہیں ؟
۵۔ اس فقرے کا مطلب بیان کرو :۔
'اُن کا سہرا انہی اُستانی صاحبہ کے سر ہے'۔

۴۷۔ کرجُگ

آفات   مثلِ گُل   نُکتہ

ثنا خوانی   مہمانی

دُنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے
میوہ کِھلا میوہ ملے پھل پھُول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دُکھ درد دے آفات لے
کلجگ نہیں کرجُگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثلِ گل پھولا ہے تُو
وہ تیرے حق میں زہر ہے کس بات پر پھولا ہے تُو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھاس کا پولا ہے تُو
سُن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر پھولا ہے تُو
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

تو اَور کی تعریف کر تجھ کو ثنا خوانی ملے
کر مشکل آساں اَور کی تجھ کو بھی آسانی ملے
تُو اور کو مہمان کر تجھ کو بھی مہمانی ملے
روٹی کِھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

(حضرت نظیر اکبر آبادی مرحوم)

سوالات

۱۔ کلجگ اور کرجگ کی تعریف کرو۔ اور فرق بیان کرو ۔
۲۔ دُنیا کو بازار کیوں کہا ہے ؟
۳۔ مطلب بیان کرو۔ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو :۔
کانٹا لگانا ۔ پھولنا ۔ مشکل آسان کرنا ۔
۴۔ اس سبق میں جو ضمیریں ہیں بتاؤ ۔

۴۸۔ بنارس

مقدّس　　صداقت　　صبر و تحمّل

سکون　　اِعتدال　　عقیدت

بنارس ایک بہت پُرانا شہر ہے۔ جس کا نام پہلے کاشی تھا۔ اب بھی بعض لوگ اس کو کاشی کہتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کے بڑے مقدّس تیرتھ کی جگہ ہے۔ یہاں بڑے بڑے تاریخی واقعے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے رِشی اور مُنی بنارس کے نام کے ساتھ اب تک زمانے کو یاد ہیں۔ مہاراجہ ہریش چندر یہیں کے راجہ تھے۔ اور یہیں اُن کی صداقت اور صبر و تحمّل کی آزمائش کی گئی تھی۔

بنارس گنگا کے نورانی کناروں پر آباد ہے۔ صبح کے وقت جب سورج نکلتا ہے۔ اور شوالوں کے سنہری کلس گنگا میں اشنان کرتے ہیں۔ تو پانی سونے کی چادر بن جاتا ہے۔ گنگا کے پانی میں نہانے سے دل کو سکون۔ تسلّی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور ہندوؤں کے عقیدے کے

مطابق بہت سے گناہ پانی کے ساتھ بہ جاتے ہیں ۔

بنارس میں مندر بہت زیادہ ہیں - اور گنگا کے کنارے اب بھی سینکڑوں سادھو اور مسافر خدا کی یاد اور عبادت میں مصرُوف نظر آتے ہیں - یہاں میلے تو بہت ہوتے ہیں - مگر 'بوڑھوا منگل' سب سے زیادہ مشہور میلہ ہے - یہ میلہ گنگا میں منایا جاتا ہے - کشتیوں میں چراغ جلائے جاتے ہیں - جب بہت سی کشتیاں دریا میں جمع ہو جاتی ہیں - تو بڑا دلچسپ سماں ہو جاتا ہے - لوگ گانے بجاتے بڑی دیر تک گنگا کی سیر کرتے رہتے ہیں ۔

ہندو یونیورسٹی بنارس کی ایک مشہور یونیورسٹی ہے - جس میں مذہبی تعلیم کے علاوہ تمام علموں کی تعلیم نہایت محنت اور کوشش سے دی جاتی ہے - یہاں سنسکرت کی تعلیم کا نہایت اچھا انتظام ہے - بنارس میں اور بھی بہت سے سکول اور کالج ہیں - جن میں ہر قوم کے بچے تعلیم پاتے ہیں ۔

بنارس متھرا سے بڑا اور الہ آباد سے چھوٹا ہے - گنجائش کے لحاظ سے آبادی زیادہ نہیں

آب و ہوا میں اِعتدال رہتا ہے۔ زمینیں زرخیز اور قابل کاشت ہیں۔ آس پاس چاول بہت پیدا ہوتا ہے۔ اور زیادہ کھایا بھی جاتا ہے ۔

یہاں سرائیں۔ مسجدیں اور دھرم سالہ سبھی کچھ ہیں۔ مگر جو لطف گنگا کے گھاٹوں پر صبح شام آتا ہے۔ وہ شہر میں کسی وقت اور کہیں نصیب نہیں ہوتا۔ گنگا کے کنارے جو بڑے بڑے مندر زمانۂ قدیم کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ اب تک اپنی عظمت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ بنارس دیکھنے والے کے دل پر سب سے پہلے جس چیز کا اثر ہوتا ہے۔ وہ انہیں مندروں کی شاندار دیواریں ہیں۔ جو گنگا سے مُنہ پھیرے اور گنگا کے سامنے اب تک ہندوستان کی مذہبی عظمت اور عقیدت کی زِندہ شہادتیں ہیں ۔

سوالات

۱۔ بنارس کہاں واقع ہے۔ اور کیوں مشہور ہے
۲۔ بنارس میں کس چیز کی کثرت ہے ؟
۳۔ بنارس کا کونسا میلہ زیادہ مشہور ہے ؟ اس کی مختصر کیفیت بیان کرو ۔

۴ ۔ مطلب بیان کرو :-
شوالوں کے سُنہری کلس گنگا میں اشنان کرتے ہیں ۔
۵ ۔ کی گئی نفی کونسا فعل ہے ؟ اس کا مصدر بتاؤ ۔

۴۹ ۔ ملکہ معظّمہ وکٹوریا

ممدوحہ	شفیق	عظمت
قابلیّت	مادرِ مشفقہ	والدۂ ماجدہ
استقلال	اِعتدال	صحیح النّسب

حضور ممدوحہ کے پدر بزرگوار کا نام ایڈورڈ کنٹ ہے ۔ اور ۲۴ ۔ مئی ۱۸۱۹ء میں حضور ممدوحہ بمقام کنزنگٹن پیلس پیدا ہوئیں ۔ اگلے ہی سال میں حضور ممدوحہ کے شفیق باپ نے قضا کی ۔ اور ہماری ملکہ معظّمہ یتیم ہو گئیں ۔ اُس وقت یہ بات کس کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتی تھی ۔ کہ یہ بن باپ کے لڑکی ایک روز ایسی عظمت اور شان کو پہنچے گی ۔ کہ یورپ اور افریقہ اور ایشیا اور امریکہ ہر ایک حصّۂ ملک میں اُس کی حکومت اور

لطافت کا لوگ اقرار کرینگے ۔ لیکن اب میں آپ صاحبوں کو بتلاتا ہوں ۔ کہ وہ کیا چیز ہے ۔ جس کے سبب ہماری ملکہ معظمہ نے ایسی بڑی ناموری حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کی ۔ یہ حضور ممدوحہ کی مادرِ مشفقہ کی تعلیم کا نتیجہ تھا ۔ حضور ممدوحہ کی والدۂ ماجدہ کا نام ڈچس آف کینٹ جو بادشاہ بلجیم کی بہن تھیں ۔ انہوں نے بعد انتقال اپنے شوہر کے بڑے استقلال اور قابلیت کے ساتھ اپنی یتیم لڑکی کی تعلیم و تربیت کا اہتمام خود اپنے ذِمّے لیا ۔ سب سے پہلے اُنہوں نے جناب ملکہ معظمہ کو ورزش سکھلائی ۔ یعنی وہ کام جن سے بدن چست اور طبیعت خوش رہے ۔ ہمارے مُلک کے آدمی ابھی اس اہم معاملے کی خوبی سے آگاہ نہیں ہیں ۔ اور ابھی اولاد کی صحتِ جسمانی کا زیادہ لحاظ نہیں کرتے ۔ حالانکہ یہ ابتدائی احتیاط ہر ایک قسم کی تعلیم کی جڑ ہے ۔ اگر بچوں کی صحت و عافیت میں ابتدا سے کچھ خلل آ جائے ۔ تو پھر اُن کی ہر ایک قسم کی استعداد پژمردہ ہو جاتی ہے ۔ اور وہ تعلیم کے اعلےٰ درجے کو نہیں پہنچ سکتے ؛

ورزش کے بعد جس چیز کی تعلیم دی گئی ۔ وہ اعتدال ہے ۔ یعنی ہر ایک کام میں سلامت روی

اختیار کرتا۔ اس کے علاوہ گھوڑے کی سواری اور جہازی سفر وغیرہ امور کی تعلیم بھی دی گئی۔ تاکہ جب کبھی سفر پیش آ جائے۔ یا فوجوں کے ساتھ رہنے کی ضرورت پڑے۔ تو حضور ممدوحہ ہر ایک موقع پر مستعد رہیں ؂

ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور بڑی عمدہ چیز سکھلائی گئی۔ یعنی کفایت شعاری جو بادشاہوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مگر اس ملک کے لوگ شاید اس کو بہت کم سمجھیں گے۔ اس لئے کہ یہاں ایسے بادشاہوں نے فرمانروائی کی۔ جن کو کفایت شعاری سے کچھ غرض نہ تھی۔ جس وقت جس کام میں اُن کا جی چاہا۔ خزانہ صرف کر دیا۔ کوئی اُن سے پوچھنے والا نہ تھا۔ برخلاف اس کے ہماری ملکہ معظمہ کی طبیعت میں ابتدا ہی سے ایسا اعتدال اور کفایت شعاری داخل کی گئی۔ کہ کسی وقت اُس سے قدم باہر نہیں رکھا۔ وائی کونٹ مل برن صاحب نے حضور ممدوحہ کو اُن تمام اصول انتظام سلطنت کی تعلیم دی۔ جن کے بموجب اُس وقت انگلستان کی سلطنت میں کارروائی ہوتی تھی۔ آخر اُس تمام عمدہ تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا۔ جب بادشاہ ولیم چہارم نے انتقال کیا۔ اور

صحیح النسب وارث سلطنت نہ رہا - تو بموجب قانون انگلستان کے ۲۰ - جون ۱۸۳۷ء کو ہماری ملکہ معظمہ تخت نشین ہوئیں - جو اُس وقت ہر طرح سے ایسے بڑے عہدے کے لائق تھیں - ۱۰ - فروری ۱۸۴۰ء کو حضور ممدوحہ کی شادی ہوئی - اور ۱۸۴۱ء میں پرنس آف ویلز ولیعہد سلطنت پیدا ہوئے - (اور اب حضور ممدوحہ کا سن پچپن سال کو پہنچا) جناب ملکہ معظمہ کے عہد کی نسبت جس قدر تعریف اور توصیف کی جائے - وہ سب بجا اور درست ہوگی - مَیں اس وقت ایک بڑے لائق مصنّف لارڈ بروہم کا قول بیان کرتا ہوں - جس نے بہت ہی مختصر اور سیدھے اور سچّے لفظوں میں ہماری ملکہ معظمہ کی نسبت رائے دی ہے - لیکن قبل اُس قول کو بیان کرنے کے مَیں آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہُوں کہ یوروپ کے مصنّفوں کے بیان کو ایشیائی مصنّفوں کے بیان پر قیاس نہ کریں - جن کی یہ عادت ہے - کہ وہ اپنے بادشاہوں کی ایسی تعریفیں بیان کرتے ہیں - جن کی کچھ اصل نہیں ہوتی - اور بعض جھُوٹ ہوتی ہیں - اور جن سے ہرگز کسی بادشاہ کے اصلی حالات معلوم نہیں ہو سکتے - یوروپ کے مصنّفوں

کا طرز اس سے بالکل برخلاف ہے ۞
یہ مصنّف کبھی کسی کی ایسی تعریف نہیں کرتے
جس کا وہ مستحق نہ ہو۔ پس لارڈ بروہم کا قول
جو اب میں بیان کرتا ہوں۔ اس کی نسبت کسی
طرح یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ اُس نے اس بیان
میں کچھ بھی مبالغہ کیا ہوگا ۞
اس عالی رُتبہ مصنّف کا وہ قول یہ ہے۔ کہ
"کسی ملک میں ایسی ملکہ آج تک نہیں ہوئی۔
جو پبلک اور پرائیویٹ باتوں میں ملکہ وکٹوریا سے
بڑھ کر قابل تعریف اور رعایا کی شکر گزاری کی
مستحق ہو" اب اس مصنّف کے اس فقرے کے
ہر ایک لفظ پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس میں کس
قدر سادگی اور سچائی بھری ہوئی ہے۔ خصوصاً
یہ آخر کا جملہ کہ رعایا کی شکر گزاری کی مستحق ہوئی
کیسی سچی اور کس قدر بڑی تعریف کی بات ہے۔
اور جو سچ اور بالکل سچ ہے۔ کسی ملک کی رعایا
کو اس قدر آزادی اور اس قدر حقوق حاصل
نہیں ہیں۔ جیسے انگلستان کی رعایا کو حاصل ہیں
وہاں ایک بادشاہ مانا جاتا ہے۔ لیکن اُس کے
اختیارات کی وہ کیفیت نہیں ہے۔ جیسے آپ صاحبوں
کے خیال میں سمائی ہوئی ہوگی۔ اور جیسے ایشیا

کے بادشاہوں کی کیفیت تھی۔ جن کو یہ اختیار تھا کہ جس شخص کو جو چاہیں دے دیں۔ جس کام میں جس قدر چاہیں خزانہ صرف کر دیں۔ انگلستان کے بادشاہ کی حالت بالکل اس کے برعکس ہے یہاں بادشاہ کے اختیارات محدود ہیں۔ اور تمام قوانین جن پر سلطنت کی کل کارروائی منحصر ہوتی ہے۔ رعایا کی منظوری کے بعد جاری ہوتے ہیں۔ بادشاہ کو ہرگز اختیار نہیں ہے۔ کہ سلطنت کے خزانے کو اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہے صرف کر دے۔ پس جب رعایا کی آزادی اور اُن کی مداخلت انتظام مملکت میں اور ان کے حقوق اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں۔ تو لارڈ بروہم کا قول نہایت ٹھیک ہے۔

اگر ہمارے مُلک کے آدمی ویسی ہی لیاقت حاصل کریں۔ جیسی انگلستان والوں نے حاصل کی ہے اور اُن لیاقتوں کو ویسی ہی نیک نیّتی اور خیر خواہی سے استعمال میں لائیں۔ جیسی نیک نیّتی اور خیر خواہی اہلِ انگلستان کو اپنی گورنمنٹ کی نسبت ہے۔ تو بلا شبہ وہ تمام حقوق اس ملک کی رعایا کو بھی حاصل ہو جائیں گے۔ ایک بڑے مصنف کا قول یہ ہے کہ گو آزادی رعایا کا

ایک اصلی حق ہے۔ لیکن اس قسم کے حقوق اُسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں۔ جبکہ رعایا میں ان حقوق کو واجبی طور سے اور نیک نیتی سے برتنے کے لئے لیاقت موجود ہو۔ پس ہمارے ملک والوں کو اگر انگلستان کی رعایا کے سے حقوق کی آرزو ہے۔ تو اُن کو بھی ویسی ہی لیاقت حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہئے ؞

(سر سید احمد خاں مرحوم)

سوالات

۱۔ ملکہ معظمہ وکٹوریا کی تعلیم و تربیت کس نے کی؟ اور کیا کیا باتیں سکھائیں؟

۲۔ سلامت روی۔ استقلال۔ کفایت شعاری۔ اعتدال اور اہتمام کے معنی بیان کرو۔ اور ان کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ؞

۳۔ اس سبق میں سے اسم معرفہ چُنو ؞

۵۰۔ آنکھ کا نُور

سرُور ضرُور نفوُر

وفوُر صفات مائل

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نوُر ہے
ہے زندگی کا لُطف تو دل کا سرُور ہے
گھر میں اسی کے دم سے ہے ہر وقت روشنی
نازاں ہے اِس پہ باپ تو ماں کو غرُور ہے
خوش قِسمتی کی اِس کو نشانی سمجھتے ہیں
کہتے ہیں یہ خدا کے کرم کا ظہُور ہے
اکبرؔ بھی اس خیال سے کرتا ہے اتّفاق
اُس کا بھی ہے خیال کہ ایسا ضرُور ہے
البتّہ شرط یہ ہے کہ بیٹا ہے ہونہار
مائل ہے نیکیوں پہ بُرائی سے دُور ہے
سُنتا ہے دل لگا کے بزرگوں کی بات کو
وقتِ کلام لب پہ جناب و حضُور ہے
رکھتا ہے خاندان کی عزّت کا وہ خیال
نیکوں کا دوست صحبتِ بد سے نفوُر ہے

کسبِ کمال کی ہے شب و روز اُس کو دُھن
علم و ہُنر کے شوق کا دل میں وفور ہے
لیکن جو اِن صفات کا اس میں نہ ہو پتا
اور پھر بھی ہو خوشی تو خوشی کا قصور ہے

سوالات

۱- بیٹے کو لوگ کیا کیا کہتے ہیں ؟
۲- اچھے بیٹے میں کیا کیا اوصاف ہونے چاہئیں ؟
۳- اس شعر کا مطلب بیان کرو :-
لیکن جو ان صفات کا اُس میں نہ ہو پتا
اور پھر بھی ہو خوشی تو خوشی کا قصور ہے
۴- نازاں - نفور اور وفور کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ۔
۵- اس نظم میں جو لفظ جمع ہیں - اُن کے واحد بناؤ ۔

۵۱۔ ہمت والوں کی صدا

صدا اشکوں غافل

فانی حیرانی جولانی

جو اپنی خدمت کرتا ہے احسان وہ کس پر دھرتا ہے
کیا غیروں کا دم بھرتا ہے؟ کیوں خوف کے مارے مرتا ہے؟
اس ہاٹ کا یہ ہی پرتا ہے کچھ گانٹھ سے دے، تب ترتا ہے
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جو عمر میں مفت گنوائیگا وہ آخر کو پچھتائے گا
کچھ بیٹھے ہاتھ نہ آئیگا جو ڈھونڈے گا وہ پائے گا
تو کب تک دیر لگائیگا یہ وقت بھی آخر جائے گا
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جو موقعہ پاکر کھوئے گا وہ اشکوں سے منہ دھوئیگا
جو سوئیگا وہ روئے گا اور کاٹے گا جو بوئے گا
تو غافل کب تک سوئیگا جو ہونا ہوگا ہوئے گا
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

یہ دُنیا آخر فانی ہے اور جان بھی اک دن جانی ہے
پھر تجھ کو کیوں حیرانی ہے کر ڈال جو دل میں ٹھانی ہے
جب ہمت کی جولانی ہے تو پتھّر بھی پھر پانی ہے
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

(جناب دیوانہ)

سوالات

۱۔ اس نظم کا خلاصہ مطلب اپنے لفظوں میں بیان کرو۔

۲۔ "دم بھرنا۔ پتھّر پانی ہونا۔ کمر باندھنا" کے معنی بیان کرو۔ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو۔

۳۔ ذیل کے کلمات گرئمر کی رُو سے کیا کیا ہیں؟
دیکھ۔ گنوائیگا۔ غافل۔ فانی۔

۵۲۔ بہارستان کا آسیب

"آج کل کوہ مری میں نہ تو کوئی مکان خالی ہے ۔ نہ کسی ہوٹل میں رہنے کی جگہ ہے ۔ اس لئے ہم آپ کو یہی مشورہ دیتے ہیں ۔ کہ آپ مری میں قیام کرنے کی جگہ براہِ راست کشمیر تشریف لے جائیں ۔ ہاں یہاں ایک بنگلہ خالی ہے ۔ اور وہ سات برس سے خالی ہی رہتا ہے ۔ کیونکہ اس میں کوئی شخص رہنا پسند نہیں کرتا ۔ اس کی نسبت عجیب عجیب روایتیں مشہور ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ کہ آج سے سات سال پہلے کئی لوگوں نے اس میں رہنے کی ہمت کی ۔ مگر صبح کو ان کی لاش برآمد ہوئی ۔ اور جو زندہ رہے وہ عقل و ہوش سے ہاتھ دھو بیٹھے ۔ بار بار کے تجربے سے مایوس ہو کر اب کوئی شخص وہاں رہنے کا حوصلہ نہیں کرتا ۔ اس بنگلے کو بہارستان کہتے ہیں ۔ اور یہ مشہور ہے ۔ کہ کبھی یہ عجیب فضا اور چہل پہل کا مقام تھا"۔

یہ ایک خط کے الفاظ تھے ۔ جس کو لفٹنٹ

جہانگیر موٹر میں بیٹھا بار بار پڑھ رہا تھا - موٹر مری کی پیچدار اور ڈھلوان سڑک پر تیزی سے جا رہی تھی - سڑک کے ایک طرف سرسبز پہاڑیوں کی بلندی تھی - اور دوسری طرف شاداب وادیوں کی گہرائی - جہانگیر کبھی کبھی اُس کاغذ سے جو اُس کے ہاتھ میں تھا - نظر اُٹھا کر اپنے گرد کے خوبصورت منظر کو دیکھتا - اور اپنے پریشان دماغ کو تسکین دینے کی کوشش کرتا - مگر پھر اس خط کے پڑھنے میں مصروف ہو جاتا - یک لخت اُس نے کسی قدر بلند آواز میں کہنا شروع کیا - یہ حد درجے کی کم ہمتّی ہے - اگر سات سال تک کسی نے بہارستان میں رہنے کی جُرأت نہیں کی - تو یہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی - کہ مَیں بھی محض ایک وہم سے ڈر جاؤں - سپاہی صرف مرنے اور بہادرانہ زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا ہوًا ہے - میں آج بہارستان میں رہوں گا - اور یا تو کل میری لاش نکلے گی - یا بہارستان کی ہولناک فضا میں پھر انسان کے قہقہوں کی بلند آواز گونجے گی *

موٹر کارٹ روڈ پر پہنچ کر ٹھیر گئی - اور لفٹننٹ جہانگیر اُتر کر موٹر ایجنسی کے دفتر کے اندر داخل

ہوا۔ ایجنسی کے منیجر نے ایک نوجوان فوجی افسر کو دیکھ کر ادب سے سلام کیا۔ جہانگیر نے سلام کا جواب دے کر نہایت بے تکلف انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے آپ کا خط مل گیا ہے۔مگر میں مری میں قیام کروں گا۔اور بہارستان میں رہوں گا۔آپ مہربانی کر کے کسی کو میرے ساتھ کر دیں۔تاکہ مجھے وہاں تک پہنچا آئے۔ اور اگر تکلیف نہ ہو۔تو بہارستان کا کرایہ بھی طے کر دیجیے ؂

منیجر یہ سن کر کچھ حیران سا ہو گیا۔آخر اس نے یہ سوچ کر کہ اگر یہ جان سے ہاتھ دھو چکا ہے۔تو میں اس کو بچانے والا کون؟ رکتے رکتے ہوئے کہا۔ بہر حال میں یہی مشورہ دونگا۔کہ پہلے آپ اس بنگلے کو دیکھ لیں۔جہانگیر نے۔اس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہا۔بہت خوب! کسی آدمی کو میرے ساتھ کر دیجئے۔کہ مجھے بہارستان تک پہنچا آئے۔اور میرا سامان بھی وہاں بھجوا دیجیے۔منیجر نے پھر غور سے اُس کی طرف دیکھا۔اور انتظام کرنے میں مصروف ہو گیا ؂

جہانگیر بہارستان کے احاطے میں داخل ہوا۔

تو مالی اور دوسرے خدمت گار جو اس بنگلے کی حفاظت اور باغ کی غور و پرداخت کے لئے مقرر تھے۔ آ کر اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ایک حیرت آمیز سکوت سے جہانگیر کی طرف دیکھنے لگے ؂

جہانگیر نے کچھ انتظار کے بعد پُوچھا ۔ اس مکان کی کُنجی کس کے پاس ہے؟

بوڑھے مالی نے ذرا آگے بڑھ کر جواب دیا۔ کُنجی تو میرے پاس ہے۔ مگر آپ کُنجی کا کیا کرینگے؟ جہانگیر نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "تو ذرا مہربانی سمجھے دروازہ کھول دیجئے۔ مَیں اس مکان میں قیام کرنے کے لئے آیا ہُوں۔" "آپ اس مکان میں قیام کرینگے؟" مالی نے ایک حیرت ناک گھبراہٹ سے جہانگیر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہاں ہاں چلو۔ دروازہ کھولو" جہانگیر نے ذرا سختی سے کہا۔ اس کے ایک ایک لفظ سے اس کا عزم ٹپک رہا تھا ؂

مکان کھل گیا۔ جہانگیر نے اس میں داخل ہو کر سب کمروں کا معائنہ شروع کر دیا۔ اس کی حیرت کی کوئی حد نہ تھی۔ ہر ایک کمرہ صاف تھا ہر ایک چیز قرینے سے رکھی ہوئی تھی۔ آخر جہانگیر

نہ رہ سکا۔ اور اُس نے دریافت کیا۔ مکان کتنے عرصے سے خالی ہے؟ مالی نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔"کوئی سات سال سے۔" مگر یہ تو اس قدر صاف اور آباد معلوم ہوتا ہے۔ مالی نے فوراً قطع کلام کیا۔ حضور! ہم لوگ تنخواہ کس بات کی پاتے ہیں۔ مکان کو صاف ستھرا رکھنے کے سوا ہمارا اور کام ہی کیا ہے۔ جہانگیر نے کچھ تعجب اور کسی قدر شبہ سے سوال کیا۔ مگر کیا تم لوگ اُس آسیب سے نہیں ڈرتے؟ یا وہ تم پر اس قدر مہربان ہے۔ کہ تمہارے آرام اور اطمینان میں مخل نہیں ہوتا؟ مالی نے کچھ جھجک کر جواب دیا۔ صاحب! ہم نے تو کبھی آسیب کو نہیں دیکھا۔ ہاں ہم دن ہی دن میں سب کام کر لیتے ہیں۔ اور دن کو تو آسیب کسی کو نہیں ستاتا۔ جہانگیر نے دل ہی دل میں کچھ سوچ کر ایک فیصلہ کُن لہجہ میں کہا۔ خیر اب رات کو بھی وہ کسی کو نہ ستائیگا۔

شام کے کھانے سے فارغ ہو کر جہانگیر سونے کے کمرے میں آیا۔ لمپ کی روشنی سے کمرہ معمول سے زیادہ خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک لمبے سفر کے بعد کچھ تھکن محسوس کر رہا تھا۔ اور

پھر آج دن بھر کی تشویش نے اُسے اور تھکا دیا وہ کچھ دیر تک سنگار میز کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا رہا۔ اُس وقت اگرچہ اُس کی نظریں اپنے چہرے کے عکس پر پڑی ہوئی تھیں۔ مگر اُس کے دماغ میں وہ تمام حالات جو اُس نے آج دن بھر میں بہارستان کے متعلق سُنے تھے۔ زندہ اور متحرک تصویریں بن کر چکّر لگا رہے تھے ؛

اُس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر سے اپنا پستول اُٹھایا جس کو اُس نے آج بڑی احتیاط سے صاف کر کے چھ گولیوں سے بھر کر رکھا تھا۔ اُسے بڑے شوق سے پھر کھولا۔ اور گولیوں کو دیکھ کر بند کر دیا ؛

اب وہ پستول لئے اپنے پلنگ کی طرف جا رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں کہتا تھا۔ یہ آسیب اگر کوئی رُوحانی چیز ہے۔ تو نہ اس پستول سے اُس کو ڈرنے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ مجھے اُس سے کسی خطرے کا احتمال ہے۔ لیکن اگر اُس میں ذرا سی بھی جسمانیت ہے۔ تو مجھے ہاتھ لگانے سے قبل وہ کم از کم اُس جسمانیت کو تو ہمیشہ کے لئے رو بیٹھے گا۔ یہ سوچتے ہوئے وہ پلنگ پر لیٹ گیا۔ اور

اپنی کشمیری شال کو اوڑھ کر اور پستول کو
دائیں ہاتھ میں مضبوط پکڑ کر آسیب کی آمد
کا انتظار کرنے لگا ۔ گیارہ بج گئے ۔ مگر
آسیب کا کوئی پتہ نہ تھا ۔ یک لخت وہ چادر
کو چہرے سے ہٹا کر ایک بلند آواز سے
ہنسا ۔ اور پکار کر کہنے لگا ۔ یہ آسیب ہے
کسی نہایت محتاط اور دور اندیش فلسفی کی روح
کہ میرے پستول کی مہلک گولیوں سے چھیڑ
چھاڑ پسند نہیں کرتا ۔ بالکل وہم ہے ۔ کمزور
انسان اسی طرح خیالی بت بنا کر اُن سے
ڈرنے لگ جاتے ہیں ۔ اور اپنی کمزوری کو چھپانے
کے لئے جنات اور آسیبوں کی آڑ تلاش کرتے
ہیں ۔ اب وہ بہت مطمئن تھا ۔ کمرے کے
دروازوں کو اُس نے خود بند کیا تھا ۔ اِس
لئے کمرے میں اب کسی کے آنے جانے کا
کوئی اِمکان نہ تھا ۔ مگر پھر بھی احتیاطاً اُس
نے پستول کو اسی طرح اپنے دائیں ہاتھ
کی مضبوط گرفت میں پکڑے رکھا ۔ اور چادر
اوڑھ لی ٭

کلاک نے بارہ کا گھنٹہ بجایا ۔ جہانگیر کی
آنکھیں نیند سے بیگانہ تھیں ۔ اور اُس کا دل

آرام سے نا آشنا ۔ وہ آنکھیں بند کئے ہوئے
سو جانے کی کوشش کر رہا تھا ۔ کہ یک لخت
اُس نے اپنے دونوں پاؤں پر آہنی پنجے کی
گرفت محسوس کی ؛

جہانگیر اتنی غفلت کے باوجود اس ناگہانی
ملاقات کے لئے بالکل تیار تھا ۔ بائیں ہاتھ کے
ایک جھٹکے سے اُس نے چادر کو چہرے ۔سے
ہٹا لیا ۔ اور دائیں ہاتھ کو اُٹھا کر ایک تجربہ کار
نشانچی کے انداز سے اپنے پستول کی نالی کا رُخ
اپنے پاؤں کے اُوپر کی فضا کی طرف کر دیا۔
اُس نے دیکھا ۔ کہ ایک مہیب اور سیاہ پوش
شکل اُس کی ٹانگوں پر جھکی ہوئی ہے ۔ اُس
کی آہنی گرفت کی سختی کو پہلے سے زیادہ
محسوس کیا ۔ جہانگیر نے تحکمانہ آواز میں کہا ۔
میری ٹانگوں کو چھوڑ دو ۔ اور بتاؤ ۔ کہ تم کیا چاہتے
ہو؛ میرے پستول کی گولی کسی دُشمن میں خواہ وہ
انسان ہو یا آسیب ۔ فرق کرنا نہیں جانتی ۔ اُس
نے یک لخت دیکھا ۔ کہ وہ ہاتھ جو اُس کی
ٹانگوں کو پکڑے ہوئے تھے ۔ اُٹھے اور آگے کی
طرف بڑھے ۔ مگر اس سے پیشتر کہ وہ اُس کی گردن
میں پیوست ہو جاتے ۔ متواتر گولیوں کے چلنے کی

آواز آئی اور ایک چیخ سُنائی دی۔ سیاہ پوش چارپائی کی پائینتی کے قریب گر چکا تھا۔ جہانگیر فوراً اُٹھا۔ اور سیاہ فرغل کو ہٹا کر اُس آسیب کو دیکھنے لگا۔ ایک بلند قامت اور مضبوط انسانی جسم کے سینے اور مُنہ سے خُون بہ رہا تھا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا تھا۔ جہانگیر نے گھبرا کر اُس کو ہلانے کی کوشش کی۔ اگرچہ جسم گرم تھا۔ مگر حرکت سے قاصر معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر ایک اندوہ و رنج سے کہنے لگا۔" اگر مجھے معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ خطرناک آسیب صرف ایک کمزور انسان ہے۔ تو آج مَیں اپنا ہاتھ ایسے بُزدل چور کے خُون سے نہ رنگتا۔" کہنے کو تو جہانگیر یہ الفاظ کہ گیا۔ مگر جب اُس کو خیال آیا۔ کہ تمام دروازے اُس نے اپنے ہاتھ سے بند کئے تھے۔ تو دل ہی دل میں کانپ گیا۔ پھر اطمینان کی غرض سے ایک ایک دروازے کو دیکھنے لگا۔

سب دروازے بند تھے۔ جہانگیر اسی طرح دائیں ہاتھ میں پستول لئے آخری دروازے سے سہارا لے کر سوچنے لگا۔ کیا سنگار میز کے قریب کی الماری کا دروازہ کھُلا رہ گیا تھا۔ جس میں مَیں

نے سونے سے پہلے کپڑے اُتار کر لٹکائے تھے
نہیں اچھی طرح یاد ہے۔ کہ میں نے اُسے خود
بند کیا تھا۔" یہ سوچ کر وہ کھلی ہوئی الماری
کی طرف بڑھا۔ مگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جہانگیر کی حیرت کی
کوئی انتہا نہ رہی ۔ اُس میں کوئی کپڑا نہ تھا۔
بلکہ الماری کی پُشت کا تختہ جس پر کپڑوں کی
کھُونٹی لگی ہوئی تھی ۔ غائب تھا ۔ اور اُس کی
جگہ ایک اور کھلا ہوا دروازہ نظر آ رہا تھا۔
جہانگیر فوراً چلّا اُٹھا۔ یہی دروازہ ہے۔ جس سے
یہ چور داخل ہو کر مسافروں پر حملہ کیا کرتا
تھا۔ یہ کہہ کر اُس نے لیمپ بائیں ہاتھ میں
لیا۔ اور دائیں ہاتھ میں پستول کو مضبوط پکڑے
اور آگے کی طرف جھکائے اُس دروازے میں
داخل ہو گیا ۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ۔ اس
قدر چھوٹا ۔ کہ اسے شائد کمرہ کہنا بھی درست
نہیں ۔ کوئی چار قدم چل کر اُس کو ایک زینہ
نظر آیا ۔ جو نیچے کی طرف جا رہا تھا ۔ جہانگیر
نے بڑی احتیاط سے اُترنا شروع کیا ۔ یہ زینہ
ایک وسیع اور آراستہ کمرے میں جا نکلا ۔

جہانگیر نے چاروں طرف نظر دوڑائی ۔ اس
کمرے کے ارد گرد بہت سے دروازے تھے۔

ابھی وہ کوئی دو قدم ہی چلا ہوگا۔ کہ اُس کے کان میں کسی عورت کی آواز آئی۔ کون ہے؟ جہانگیر ایک لمحہ کے لئے ہراساں سا ہو گیا۔ مگر پھر حوصلہ کرکے آگے بڑھا۔ اور اس کمرے میں داخل ہوُا۔ جہاں سے یہ آواز آتی تھی۔ یہاں جو نظارہ اُس نے دیکھا۔ اسے دیکھنے کی اُسے کبھی توقع نہ تھی۔ ایک خوبصورت نازنین جس کے ہاتھ پاؤں لوہے کی مضبوط اور بھاری زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ایک نہایت مکلّف بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ کمرہ ضروری سامانِ آرائش و آسائش سے آراستہ تھا۔ جہانگیر نے حیرت زدہ ہوکر سوال کیا۔ آپ کون ہیں؟ اور آپ کو اس مصیبت میں کس نے مبتلا کر رکھا ہے؟ نازنین نے اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ ظاہرا طور پر بہت خوف زدہ معلوم ہوتی تھی۔ جہانگیر نے دل ہی دل میں کچھ سمجھ کر ایک بلند اور فاتحانہ آواز میں کہا۔" وہ آسیب جس سے آپ ڈرتی ہیں۔ اب ہمیشہ کے لئے دُنیا سے رخصت ہو گیا۔ اب آپ کسی سے نہ ڈریں" نازنین کے مغموم چہرے پر ہلکی سی بشاشت ظاہر ہوئی۔ اور اُس نے اپنی زبان کو جسے اب زیادہ تر

خاموش رہنے کی عادت ہو چکی تھی۔ بات کرنے پر مجبور کرنا چاہا۔" کیا یہ سچ ہے۔ کہ آپ اس زندہ موت پر غالب آ گئے؟ تو خدا کے واسطے مجھے بھی اس مصیبت سے رہا کیجئے"۔

جہانگیر نے بڑھ کر اُن زنجیروں کو توڑنے کی کوشش شروع کی۔ یہ کام اس کے اندازے سے زیادہ طاقت طلب اور دُشوار ثابت ہوا۔ آخر سب زنجیریں ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گر گئیں۔ تو اُس عورت نے پوچھا۔ وہ خوفناک ڈاکو جس نے مجھے زندہ در گور کر رکھا تھا۔ کیا واقعی اب اس دنیا میں نہیں ہے؟ جہانگیر نے اُس کو ہاتھ کا سہارا دے کر اُٹھاتے ہوئے کہا۔ آیئے آپ اپنی آنکھوں سے اُس کا انجام دیکھ لیجئے"۔ وہ دونوں اُس کمرے میں آئے۔ جہاں وہ بے رحم غارتگر ایک مہیب اور زخمی حیوان کی طرح سسک رہا تھا۔ روشنی اور آواز کو محسوس کر کے اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اس گرفتارِ بلا کو آزاد دیکھ کر اور شاید اپنے مظالم سے پشیمان ہو کر فریاد کی "خدا کے واسطے مجھے بچا لو"۔

جہانگیر اُس کو ابھی تک زندہ دیکھ کر کچھ حیران مگر بہت زیادہ خوش ہوا۔ کہ ابھی تک

اُن بھیدوں کو اُسی کی زبان سے سُننے کا موقع باقی تھا۔ جہانگیر نے دروازہ کھولا۔ کہ بنگلے کے ملازموں کو آواز دے۔ مگر جیسے ہی اُس نے دروازہ کھولا۔ تو سب ملازموں کو برآمدے میں جمع پایا۔ وہ دیوانوں کی طرح حیران کھڑے تھے۔ اور گولیوں کی آواز سے گھبرا کر آج شب کے حادثے کا انتظار کر رہے تھے۔ جہانگیر نے زخمی کو ہسپتال پہنچانے کا حکم دیا۔ اور پھر اس واقعہ کی مختصر کیفیت کی تھانے میں اِطّلاع دی ؂

صبح کو تحقیقات شروع ہوئی۔ مجرم نے مرنے سے پیشتر اپنے جرموں کا اقبال کیا۔ یہ وہ بیانات تھے۔ جنھوں نے ہر شخص کو حیرت میں ڈال دیا۔ وہ پا بزنجیر نازنین جس کو جہانگیر نے اس مصیبت سے چھڑایا تھا۔ بہارستان کے مالک کی لڑکی تھی۔ جس کی اچانک موت نے آج سے نو سال پہلے مری کے باشندوں کو رنج وقلق میں مبتلا کر دیا تھا۔ اور جس کے سفید سنگ مرمر کی قبر بہارستان کے چمن کے ایک گوشے میں اب تک موجود تھی۔ وہ خُونی مجُرم جو ایک زندہ آسیب کی صورت میں نظر آ کر کئی بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگ چُکا تھا۔ بہارستان کے مرحوم مالک کی

جائداد کا منتظم تھا۔ جس نے اپنے آقا کی وفات کے بعد اُس کی جائداد پر قبضہ کرنے کی ٹھیرائی۔ اور اس کے لئے یہ تدبیر کی۔ کہ ثروت آرا کی ناگہاں موت کی خبر مشہور کرکے اس کو اس تہ خانے میں جس کے راز سے صرف وہی واقف تھا۔ قید کر دیا۔ پھر ایک جعلی وصیّت نامہ کی بنا پر تمام جائداد کا وارِث بن بیٹھا۔

اور جب سرکار نے اس کے حق کو تسلیم کرنے میں تامّل کیا۔ تو باضابطہ قانونی چارہ جوئی میں مصروف ہو گیا۔ اس کا مقدمہ اب تک عدالت میں دائر تھا۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی شخص بہارستان میں رہ کر اس تہ خانے کے راز سے واقف نہ ہو جائے۔ اُس نے آسیب بن کر لوگوں کو ڈرانا شروع کیا۔ جو لوگ ڈر کر بھاگ گئے ہمیشہ کے لئے اس مکان کے قریب آنے سے پرہیز کرتے رہے۔ اور جنھوں نے مقابلہ کیا۔ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

ثروت آرا نے عدالت میں خود حاضر ہو کر اپنے بیانات قلم بند کرائے۔ جس سے مقدمہ بالکل صاف ہو گیا۔ مجرم نے اقبالِ جُرم کرتے وقت کچھ ایسی پشیمانی سے بیان دیا۔ کہ ثروت آرا اُسے

معاف کرنے کے لئے تیار ہو گئی ۔ مگر قانونِ فطرت کا زبردست ہاتھ اپنا انتقام لے کر رہا۔ بہارستان پر پھر بہار آ گئی ۔ ثروت آرا کو تمام جائداد کا قبضہ مِل گیا ۔ مگر جس دولت کے ملنے پر اُس کو سب سے زیادہ ناز تھا ۔ وہ جہانگیر سے بہادر اور حسین شوہر کی محبت تھی ؂

سوالات

۱۔ بہارستان میں لوگوں نے رہنا کیوں بند کر دیا تھا؟
۲۔ جس آسیب کا لوگوں کو خیال تھا ۔ وہ حقیقت میں کیا تھا؟ اور کس طرح معلوم ہُوا ۔ اور اس کا کیا حشر ہُوا ؟
۳۔ بہارستان کے مالک کی لڑکی کس مصیبت میں گرفتار تھی ؟ اُسے کس نے اور کس طرح چھڑایا ؟
۴۔ لفٹنٹ جہانگیر کو اس دلیری سے کیا حاصل ہُوا ؟
۵۔ اس کہانی کو مختصر لفظوں میں بیان کرو ؂
۶۔ "آنکھیں نیند سے بیگانہ ہونا ۔ کسی کے خون سے ہاتھ رنگنا ۔ زندہ درگور کرنا ۔ جان سے ہاتھ دھونا ۔" کو اپنے فقروں میں استعمال کرو ؂

۵۳۔ نمک کا داروغہ

جب نمک کا محکمہ قائم ہوُا۔ اور ایک خدا داد نعمت سے فائدہ اٹھانے کی عام ممانعت کر دی گئی۔ تو لوگ دروازۂ صدر بند پاکر روزن و شگاف کی فکریں کرنے لگے۔ چاروں طرف خیانت اور غبن اور تحریص کا بازار گرم تھا۔ پٹوار گری کا معزّز اور پُر منفعت عہدہ چھوڑ چھوڑ کر لوگ صیغۂ نمک کی برقندازی کرتے تھے۔ اور اس محکمے کا داروغہ تو وکیلوں کے لئے بھی رشک کا باعث تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب انگریزی تعلیم اور عیسائیت مترادف الفاظ تھے۔ فارسی کی تعلیم سندِ افتخار تھی۔ لوگ حُسن اور عشق کی کہانیاں پڑھ پڑھ کر اعلےٰ ترین زندگی کے قابل ہو جاتے تھے۔ منشی بنسی دھر نے بھی زلیخا کی داستان ختم کی اور مجنوں و فرہاد کے قصۂ غم کو دریافتِ امریکہ یا جنگِ نیل سے عظیم تر واقعہ خیال کرتے ہوئے روزگار کی تلاش میں نکلے۔ ان کے باپ ایک جہاندیدہ بزرگ تھے۔

سمجھانے لگے ۔ بیٹا ! گھر کی حالت زار دیکھ رہے ہو ۔ قرضے کے بار سے گردنیں دبی ہوئی ہیں۔ لڑکیاں ہیں ۔ وہ گنگا جمنا کی طرح بڑھتی چلی جاتی ہیں ۔ مَیں کگارے کا درخت ہوں ۔ نہ معلوم کب گر پڑوں ۔ تم ہی گھر کے مالک و مختار ہو ۔ مشاہرے اور عہدے کا مطلق خیال نہ کرنا ۔ یہ تو پیر کا مزار ہے ۔ نگاہ چڑھاوے اور چادر پر رکھنی چاہیئے ۔ ایسا کام ڈھونڈنا جہاں کچھ بالائی رقم کی آمد ہو ۔ ماہوار مشاہرہ پور نماشی کا چاند ہے ۔ جو ایک دن دکھائی دیتا ہے اور پھر گھٹتے گھٹتے غائب ہو جاتا ہے ۔ بالائی رقم پانی کا بہتا ہُوا سوتا ہے ۔ جس سے پیاس ہمیشہ بجھتی رہتی ہے ۔ مشاہرہ انسان دیتا ہے۔ اسی لئے اس میں برکت نہیں ہوتی ۔ بالائی رقم غیب سے ملتی ہے ۔ اسی لئے اس میں برکت ہوتی ہے ۔ اور تم خود عالم و فاضل ہو ۔ تمہیں کیا سمجھاؤں ۔ یہ معاملہ بہت کچھ ضمیر اور قیافہ کی پہچان پر منحصر ہے ۔ انسان کو دیکھو ۔ اس کی ضرورت کو دیکھو ۔ اور خوب غور سے کام لو ۔ غرض مند کے ساتھ ہمیشہ بے رحمی اور بے رُخی کر سکتے ہو ۔ لیکن بے غرض سے معاملہ کرنا مشکل

کام ہے۔ اِن باتوں کو گرِہ میں باندھ لو۔ میری ساری زندگی کی کمائی ہیں ؁

بزرگانہ نصیحتوں کے بعد۔ کچھ دعائیہ کلمات کی باری آئی۔ بنسی دھر نے سعادت مند لڑکے کی طرح یہ باتیں بہت توجہ سے سنیں۔ اور تب گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس وسیع دُنیا میں جہاں اپنا استقلال اپنا رفیق ہو۔ اپنی ہمّت اپنی مددگار اور اپنی کوشش اپنا مربّی ہے۔ لیکن اچھے شگون سے چلے تھے۔ خوبی قسمت ساتھ تھی۔ صیغۂ نمک کے داروغہ مقرّر ہو گئے۔ مشاہرہ معقول۔ بالائی رقم کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ بوڑھے منشی جی نے خط پایا۔ تو باغ باغ ہوگئے کلوار کی تسکین و تشفّی کی ایک سند ملی۔ پڑوسیوں کو حسد ہوا۔ اور مہاجنوں کی سخت گیریاں مائل بہ نرمی ہو گئیں ؁

(۲)

جاڑے کے دن تھے۔ اور رات کا وقت۔ نمک کے برقنداز اور چوکیدار شراب خانے کے دربان بنے ہوئے تھے۔ منشی بنسی دھر کو ابھی یہاں آئے چھ ماہ سے زیادہ نہیں ہوئے۔ لیکن

اسی عرصے میں ان کی فرض شناسی اور دیانت نے افسروں کا اعتبار اور پبلک کی بے اعتباری حاصل کر لی تھی۔ نمک کے دفتر سے ایک میل پورب کی جانب جمنا ندی بہتی تھی۔ اور اس پر کشتیوں کی ایک گزرگاہ بنی ہوئی تھی۔ داروغہ صاحب کمرہ بند کئے میٹھی نیند سوتے تھے۔ یکا یک آنکھ کھلی۔ تو ندی کے میٹھے سہانے راگ کی بجائے گاڑیوں کا شور و غل اور ملاحوں کی بلند آوازیں کان میں آئیں۔ اُٹھ بیٹھے۔ اتنی رات گئے گاڑیاں کیوں دریا کے پار جاتی ہیں۔ اگر کچھ دغا نہیں ہے۔ تو اس پردۂ تاریک کی ضرورت کیوں؟ شبہ کو استدلال نے تقویت دی۔ وردی پہنی۔ طپنچہ جیب میں رکھا۔ اور آن کی آن میں گھوڑا بڑھائے ہوئے دریا کے کنارے آ پہنچے۔ دیکھا۔ تو گاڑیوں کی ایک لمبی قطار زلفِ محبوب سے بھی زیادہ طولانی پُل سے اُتر رہی ہے۔ حاکمانہ انداز سے بولے:۔

"کس کی گاڑیاں ہیں"؟

تھوڑی دیر تک سناٹا رہا۔ آدمیوں میں کچھ سرگوشیاں ہوئیں۔ تب اگلے گاڑی بان نے جواب

دیا۔"پنڈت الوہی دین کی۔"
"کون پنڈت الوہی دین؟"
"داتا گنج کے۔"

منشی بنسی دھر چونکے۔ الوہی دین اس علاقے کا سب سے بڑا اور ممتاز زمیندار تھا۔ لاکھوں کی ہنڈیاں چلتی تھیں۔ غلے کا کار و بار الگ۔ بڑا صاحب اثر۔ بڑا حکام رس۔ بڑے بڑے انگریز افسر اُس کے علاقے میں شکار کھیلنے آتے۔ اور اُس کے مہمان ہوتے۔ بارہ مہینے سدا برت چلتا تھا۔ پوچھا یہ کہاں جائیں گی؟ جواب کہ کانپور کو۔ لیکن اس سوال پر کہ "ان میں کیا ہے؟" ایک خاموشی کا عالم طاری ہو گیا۔ اور داروغہ صاحب کا شبہ یقین کے درجے تک پہنچ گیا۔ جواب کے ناکام انتظار کے بعد ذرا زور سے بولے۔ کیا تم سب گونگے ہو گئے؟ ہم پوچھتے ہیں۔ ان میں کیا لدا ہے؟

(۴)

جب اب کے بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تو اُنہوں نے گھوڑے کو ایک گاڑی سے ملا دیا۔ اور ایک بورے کو ٹٹولا۔ شبہ یقین سے ہم آغوش

تھا۔ یہ نمک کے ڈھیلے تھے ؛

پنڈت الوپی دین اپنے سجیلے رتھ پر سوار کچھ سوتے کچھ جاگتے چلے آتے تھے۔ کہ دفعتہً کئی گھبرائے ہوئے گاڑی بانوں نے آکر جگایا اور بولے۔ مہاراج! داروغہ نے گاڑیاں روک دیں اور گھاٹ پر کھڑے آپ کو بلاتے ہیں ؛

پنڈت الوپی دین کو مبلغ علیہ السّلام کی طاقت کا پورا پورا اور عملی تجربہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ دُنیا کا ذکر ہی کیا ہے۔ دولت کا سِکّہ بہشت میں بھی رائج ہے۔ اور اُن کا یہ قول بہت صحیح تھا۔ قانون اور حق و انصاف یہ سب دولت کے کھلونے ہیں۔ جن سے وہ حسب ضرورت اپنا جی بہلایا کرتی ہے۔ لیٹے لیٹے امیرانہ بے پروائی سے بولے " اچھا چلو ہم آتے ہیں " یہ کہہ کر پنڈت جی نے بہت اطمینان سے پان کے بیڑے لگائے۔ اور تب لحاف اوڑھے ہوئے داروغہ جی کے پاس آکر بے تکلفانہ انداز سے بولے۔ بابو جی اشیرباد۔ ہم سے ایسی کیا خطا ہوئی۔ کہ گاڑیاں روک دی گئیں۔ ہم برہمنوں پر تو آپ کی نظر عنایت ہی رہنی چاہیئے ؛

بنسی دھر نے الوپی دین کو پہچانا۔ بے اعتنائی سے بولے ۔ "یہ سرکاری حکم ہے"

الوپی دین نے ہنس کر کہا ۔ "ہم سرکاری حکم کو نہیں جانتے ۔ اور نہ سرکار کو۔ ہمارے سرکار تو آپ ہی ہیں - ہمارا اور آپ کا تو گھر کا معاملہ ہے ۔ کبھی آپ سے باہر ہو سکتے ہیں ۔ آپ نے ناحق تکلیف کی ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا ۔ کہ ادھر سے جائیں ۔ اور اس گھاٹ کے دیوتا کو بھینٹ نہ چڑھائیں ۔ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے"

بنسی دھر پر دولت کی ان شیریں زبانیوں کا کچھ اثر نہ ہوا ۔ دیانت داری کا تازہ جوش تھا ۔ کڑک کر بولے ۔ "ہم ان نمک حراموں میں نہیں ہیں ۔ جو کوڑیوں پر اپنا ایمان بیچتے پھرتے ہیں ۔ آپ اس وقت حراست میں ہیں ۔ صبح کو آپ کا باقاعدہ چالان ہوگا ۔ بس مجھے زیادہ فرصت نہیں ہے ۔ جمعدار بدلو سنگھ ! تم انہیں حراست میں لے لو ۔ میں حکم دیتا ہوں"

پنڈت الوپی دین اور اس کے ہوا خواہوں اور گاڑی بانوں میں ایک ہل چل سی مچ گئی ۔

یہ شاید زندگی میں پہلا موقع تھا۔ کہ پنڈت جی کو ایسی ناگوار باتوں کے سُننے کا اتّفاق ہوُا ہو۔ بدلو سنگھ آگے بڑھا۔ لیکن فرطِ رُعب سے ہمّت نہ پڑی۔ کہ اُن کا ہاتھ پکڑ سکے۔ الوپی دین نے بھی فرض کو دولت سے ایسا بے نیاز اور ایسا بے غرض کبھی نہیں پایا تھا۔ سکتے میں آگئے خیال کیا۔ کہ یہ ابھی طفلِ مکتب ہے۔ دولت کے ناز و انداز سے مانوس نہیں ہوُا الھڑ ہے۔ جھجکتا ہے۔ زیادہ ناز برداری کی ضرورت ہے۔ بہت منکسرانہ انداز سے بولے بابو صاحب! ایسا ظلم نہ کیجئے۔ ہم مٹ جائینگے۔ عزّت خاک میں رل جائیگی۔ آخر آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ بہت ہوُا تو تھوڑا سا انعام اکرام مل جائے گا۔ ہم کسی طرح آپ سے باہر تھوڑا ہی ہیں "

بنسی دھر نے سخت لہجے میں کہا "ہم ایسی باتیں سُننا نہیں چاہتے"۔

الوپی دین نے جس سہارے کو چٹان سمجھ رکھا تھا۔ وہ پاؤں کے نیچے سے کھسکتا ہوُا معلوم ہوُا۔ اعتمادِ نفس اور غرورِ دولت کو سخت صدمہ پہنچا۔ لیکن ابھی تک دولت کی تعدادی

قوّت کا پورا بھروسا تھا۔ اپنے مختار سے بولے۔ لالہ جی! ایک ہزار روپیہ کا نوٹ بابو صاحب کی نذر کرو۔ آپ اس وقت بھوکے شیر ہو رہے ہیں ؂

بنسی دھر نے گرم ہو کر کہا۔" ایک ہزار نہیں۔ مجھے ایک لاکھ بھی فرض کے راستے سے نہیں ہٹا سکتا۔" دولت فرض کی اس خام کارانہ جسارت اور اس زاہدانہ نفس کُشی پر جھنجھلائی۔ اور اب ان دونوں کی طاقتوں کے درمیان بڑے معرکے کی کشمکش شروع ہوئی۔ دولت نے پیچ و تاب کھا کھا کر مایوسانہ جوش کے ساتھ کئی حملے کئے۔ ایک سے پانچ ہزار تک۔ پانچ سے دس۔ دس سے پندرہ اور پندرہ سے بیس ہزار تک نوبت پہنچی۔ لیکن فرض مردانہ ہمّت کے ساتھ اس سپاہِ عظیم کے مقابلہ میں یکّہ و تنہا پہاڑ کی طرح کھڑا رہا ؂

الوپی دین مایوسانہ انداز سے بولے۔" اس سے زیادہ میری ہمّت نہیں۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔" بنسی دھر نے اپنے جمعدار کو للکارا۔ بدلو سنگھ دل میں داروغہ جی کو گالیاں دیتا ہوُا الوپی دین کی طرف بڑھا۔ پنڈت جی

گھبرا کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گئے۔ اور نہایت منت آمیز بیکسی کے ساتھ بولے۔
"بابو صاحب ایشور کے لئے مجھ پر رحم کیجئے۔ میں پچیس ہزار پر معاملہ کرنے کو تیار ہوں"
'غیر ممکن'
'تیس ہزار پر'
'غیر ممکن'
'کیا چالیس ہزار پر بھی ممکن نہیں؟'
"چالیس ہزار نہیں۔ چالیس لاکھ پر بھی غیر ممکن۔ بدلو سنگھ! اس شخص کو فوراً حراست میں لو۔ اب میں ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتا"
فرض نے دولت کو پاؤں تلے کچل ڈالا۔ الوپی دین نے ایک قوی ہیکل جوان کو ہتھکڑیاں لئے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا۔ چاروں طرف مایوسانہ نگاہیں ڈالیں۔ اور تب غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔

(۴)

دنیا سوتی تھی۔ مگر دنیا کی زبان جاگتی تھی۔ صبح ہوتے ہی یہ واقعہ بچے بچے کی زبان پر

تھا۔ اور ہر گلی کوچے سے ملامت اور تحقیر
کی صدائیں آتی تھیں۔ گویا دُنیا میں اب گناہ
کا وجود نہیں رہا۔ پانی کو دُودھ کے نام سے
بیچنے والا گوالا۔ فرضی روز نامچے بھرنے والے
حُکامِ سرکار۔ ٹکٹ کے بغیر ریل پر سفر کرنے
والے بابو صاحبان اور جعلی دستاویزیں بنانے والے
سیٹھ ساہوکار۔ یہ سب اس وقت پارساؤں کی
طرح گردنیں ہلاتے تھے۔ اور جب دوسرے دن
پنڈت الوپی دین کا مواخذہ ہُوا۔ اور وہ کانسٹیبلوں
کے ساتھ شرم سے گردن جھکائے ہوئے عدالت
کی طرف چلے۔ ہاتھوں میں ہتکڑیاں۔ دل میں
غصّہ و غم۔ تو سارے شہر میں ہل چل سی مچ
گئی۔ میلوں میں بھی شاید شوقِ نظارہ ایسی امنگ
پر نہ ہوتا ہوگا۔ کثرتِ ہجوم سے سقف و بازار
میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ؛

مگر عدالت میں پہنچنے کی دیر تھی۔ پنڈت
الوپی دین اس قلزمِ ناپیدا کنار کے نہنگ
تھے۔ حُکام ان کے قدر شناس۔ عملے ان کے
نیاز مند۔ وکیل اور مختار ان کے ناز بردار۔
اور اردلی کے چپراسی اور چوکیدار تو ان
کے درم خریدہ غلام تھے۔ انہیں دیکھتے ہی

چاروں طرف سے لوگ دَوڑے۔ ہر شخص حیرت
سے انگشت بدنداں تھا۔ اس لئے نہیں کہ
الوپلی دین نے کیوں ایسا فعل کیا۔ بلکہ وہ
کیوں قانون کے پنجے میں آئے۔ ایسا شخص
جس کے پاس محال کو ممکن کرنے والی
دولت اور دیوتاؤں پر جادُو ڈالنے والی
چرب زبانی ہو۔ کیوں قانون کا شکار بنے۔ حیرت
کے بعد ہمدردی کے اظہار ہونے لگے۔ فوراً
اس حملے کو روکنے کے لئے وکیلوں کا ایک
دستہ تیار کیا گیا۔ اور انصاف کے میدان
میں فرض اور دولت کی باقاعدہ جنگ شروع
ہوئی۔ بنسی دھر خاموش کھڑے۔ بکّہ و تنہا
سچّائی کے سوا اور کچھ پاس نہیں۔ صاف بیانی
کے سوا اور کوئی ہتھیار نہیں۔ استغاثہ کی
شہادتیں ضرور تھیں۔ مگر ترغیبات سے ڈانواڈول
حتّٰی کہ انصاف بھی کچھ ان کی طرف سے کھچا
ہُوا نظر آتا تھا۔ یہ ضرور سچ ہے۔
کہ انصاف سیم و زر سے بے نیاز ہے۔
لیکن پردے میں وہ اشتیاق ہے۔ جو ظہور
میں ممکن نہیں۔ دعوت اور تحفے کے پردے
میں بیٹھ کر دولت زاہد فریب بن جاتی ہے۔

وہ عدالت کا دربار تھا۔ لیکن ارکان پر دولت کا نشہ چھایا ہوا تھا۔ مقدمہ بہت جلد فیصل ہو گیا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے تجویز لکھی۔ پنڈت الوپی دین کے خلاف شہادت نہایت کمزور اور مہمل ہے۔ وہ ایک صاحب ثروت رئیس ہے۔ یہ غیر ممکن ہے۔ کہ وہ محض چند ہزار کے فائدے کے لئے ایسی کمینہ حرکت کا مرتکب ہو سکے۔ داروغہ صاحب تک منشی بنسی دھر پر اگر زیادہ سنگین نہیں۔ تو ایک افسوسناک غلطی اور خام کارانہ سرگرمی کا الزام ضرور عائد ہوتا ہے ؎

ہم خوش ہیں۔ کہ وہ ایک فرض شناس نوجوان ہے۔ لیکن صیغۂ نمک کی اعتدال سے بڑھی ہوئی نمک حلالی نے اس کے امتیاز و ادراک کو مغلوب کر دیا۔ اُسے آئندہ ہوشیار رہنا چاہیئے ؎

وکیلوں نے یہ تجویز سُنی۔ اور اُچھل پڑے پنڈت الوپی دین مُسکراتے ہوئے باہر نکلے۔ حوالی موالی نے روپے برسائے۔ سخاوت اور فراخ حوصلگی کا سیلاب آ گیا۔ اور اس کی لہروں نے عدالت کی بنیادیں تک ہلا دیں۔

جب بنسی دھر عدالت سے باہر نکلے۔ نگاہیں غرور سے لبریز۔ تو طعن اور تمسخر کے آوازے چاروں طرف سے آنے لگے۔ چپڑاسیوں اور برقندازوں نے جُھک کر سلام کئے۔ لیکن ایک ایک اشارہ اس وقت اس نشۂ غرور پر ہوائے سرد کا کام کر رہا تھا۔ شاید مقدمے میں کامیاب ہو کر وہ شخص اس طرح اکڑتا ہوا نہ چلتا۔ دُنیا نے اُسے پہلا سبق دے دیا تھا۔ انصاف۔ علم اور پنج حرفی خطابات اور لمبی ڈاڑھیاں اور ڈھیلے ڈھالے چُغے ایک بھی حقیقی عزت کے مستحق نہیں ۔

(۵)

لیکن بنسی دھر نے ثروت اور رسوخ سے بیر مول لیا تھا۔ اس کی قیمت دینی واجب تھی۔ مشکل سے ایک ہفتہ گزرا ہوگا۔ کہ معطلی کا پروانہ آ پہنچا۔ فرض شناسی کی سزا ملی۔ بیچارے دل شکستہ اور پریشان حال اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ بوڑھے منشی جی پہلے ہی بدظن ہو رہے تھے۔ کہ چلتے چلتے سمجھایا تھا۔ مگر اس لڑکے نے ایک نہ مانی۔

ہم تو کلوار اور بُوچڑ کے تقاضے سہیں - بڑھاپے میں بھگت بن کر بیٹھیں - اور وہاں بس وہی سوکھی تنخواہ - آخر ہم نے بھی نوکری کی ہے - اور کوئی عہدہ دار نہیں تھے - لیکن جو کام کیا - دل کھول کر کیا - اور آپ دیانت دار بننے چلے ہیں - گھر میں چاہے اندھیرا رہے - مسجد میں چراغ ضرور جلائینگے - حیف ایسی سمجھ پر - پڑھانا لکھانا سب اکارت گیا - اسی اثنا میں بنسی دھر خستہ حال مکان پر پہنچے - اور بوڑھے منشی جی نے روئداد سُنی - تو سر پیٹ لیا - اور بولے جی چاہتا ہے - کہ اپنا اور تمہارا سر پھوڑ لوں - بہت دیر تک پچھتاتے اور کفِ افسوس ملتے رہے - غصے میں کچھ سخت سُست بھی کہا - اور بنسی دھر اگر وہاں سے ٹل نہ جائیں - تو عجب نہیں تھا - کہ یہ غصہ عملی صورت اختیار کر لیتا - بوڑھی اماں کو بھی صدمہ ہُوا - جگن ناتھ اور رامیشور کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں - اور بیوی نے تو کئی دن تک سیدھے مُنہ سے بات نہیں کی +

اس طرح اپنے یگانوں کی تُرش روئی اور

بیگانوں کی دل دوز ہمدردیاں سہتے سہتے ایک ہفتہ گزر گیا۔ شام کا وقت تھا۔ بوڑھے منشی رام نام کی مالا پھیر رہے تھے۔ کہ ان کے دروازے پر ایک سجا ہوا رتھ آکر رُکا۔ سبز اور گلابی پردے۔ پچھان کی نسل کے ناگوری بَیل۔ اُن کی گردنوں میں نیلے دھاگے۔ سینگ پیتل سے منڈھے ہوئے۔ منشی جی پیشوائی کو دَوڑے۔ دیکھا۔ تو پنڈت الوپی دین ہیں۔ جُھک کر ڈنڈوت کی۔ اور مدّبرانہ دُر فشانیاں شروع کیں۔ آپ کو کیا منہ دکھائیں۔ مُنہ میں کالک لگی ہوئی ہے۔ مگر کیا کریں۔ لڑکا نالائق ہے۔ ناخلف ہے۔ ورنہ آپ سے کیوں مُنہ چُھپاتے۔ ایشور گھر بے چراغ رکھے۔ مگر ایسی اولاد نہ دے۔ بنسی دھر نے الوپی دین کو دیکھا۔ مصافحہ کیا۔ لیکن شانِ خود داری لئے ہوئے۔ فوراً گمان ہوا۔ کہ یہ حضرت مجھے جلانے آئے ہیں۔ زبان شرمندۂ معذرت نہیں ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار کا خلوصِ زمانہ ساز سخت ناگوار گزرا۔ پنڈت جی نے قطع کلام کیا "نہیں بھائی صاحب! ایسا نہ فرمائیے"۔

بوڑھے منشی جی کی قیافہ شناسی نے جواب

دے دیا - اندازِ حیرت سے بولے :" ایسی اولاد کو اَور کیا کہوں -" الوپی دین نے کسی قدر جوش سے کہا -" فخرِ خاندان اور بزرگوں کا نام روشن کرنے والا ایسا سپوت لڑکا پا کر آپ کو پرماتما کا شکر گزار ہونا چاہئے - دُنیا میں ایسے کتنے انسان ہیں - جو دیانت پر اپنا سب کچھ نثار کرنے پر تیار ہوں - داروغہ جی! اسے زمانہ سازی نہ سمجھئے - زمانہ سازی کے لئے مجھے یہاں تک تکلیف کرنے کی ضرورت نہ تھی - اُس رات کو آپ نے مجھے حکومت کے زور سے حراست میں لیا تھا - آج مَیں خود بخود آپ کی حراست میں آیا ہُوں - مَیں نے ہزاروں رئیس اور امیر دیکھے - ہزاروں عالی مرتبہ حکّام سے سابقہ پڑا - لیکن مجھے زیر کیا - تو آپ نے - مَیں نے سب کو اپنا اور اپنی دولت کا غلام بنا کر چھوڑ دیا - مجھے اجازت ہے - کہ آپ سے کوئی سوال کروں ؟"

بنسی دھر کو ان باتوں میں کچھ خلوص کی بُو آئی - پنڈت جی کے چہرے کی طرف اُچٹتی ہوئی مگر تلاش کی نگاہ سے دیکھا - صداقت کی نمایاں جھلک نظر آئی - غرور نے ندامت

کو راہ دی ۔ شرماتے ہوئے بولے " یہ آپ کی
ذرّہ نوازی ہے ۔ فرض نے مجھے آپ کی شان
میں بے ادبی کرنے پر مجبور کیا ۔ ورنہ مَیں تو
آپ کی خاکِ پا ہُوں ۔ جو آپ کا ارشاد ہوگا
بحدِ امکان اُس کی تعمیل میں انکار نہ کرُونگا "
الوہی دین نے التجا آمیز نگاہوں سے دیکھ کر
کہا " دریا کے کنارے آپ نے میرا سوال ردّ
کر دیا ۔ لیکن یہ سوال آپ کو قبول کرنا
پڑے گا "
بنسی دھر نے جواب دیا ۔" مَیں کس قابل
ہوں ۔ لیکن مجھ سے جو کچھ ناچیز خدمت ہو
سکیگی ۔ اُس میں دریغ نہ کرونگا "
الوہی دین نے ایک قانونی تحریر نکالی ۔ اور
اُسے بنسی دھر کے سامنے رکھ کر بولے " اس
مختار نامے کو ملاحظہ فرمایئے ۔ اور اس پر دستخط
کیجئے ۔ مَیں برہمن ہوں ۔ جب تک یہ سوال پورا
نہ کیجئے گا ۔ دروازے سے نہ ٹلوں گا "
منشی بنسی دھر نے مختار نامے کو پڑھا ۔ تو
شکریہ کے آنسو آنکھوں میں بھر آئے ۔ پنڈت
الوپی دین نے انہیں اپنی ساری ملکیّت کا مختار
عام قرار دیا تھا ۔ چھ ہزار سالانہ تنخواہ جیب

خاص کے لئے ۔ روزانہ خرچ الگ ۔ سواری کے لئے گھوڑے ۔ اختیارات غیر محدود ۔ کانپتی ہوئی آواز سے بولے ۔" پنڈت جی ! مَیں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں ۔ کہ آپ نے مجھے ان عنایات بیکراں کے قابل سمجھا ۔ لیکن مَیں آپ سے سچ عرض کرتا ہُوں ۔ کہ مَیں اتنے اعلےٰ رُتبے کے قابل نہیں ہُوں ؛"

الوپی دین ہنس کر بولے ۔" اپنے مُنہ سے اپنی تعریف نہ کیجئے ؛"

بنسی دھر نے متین آواز سے کہا :" یوں مَیں آپ کا غلام ہُوں ۔ آپ جیسے نورانی اوصاف بزرگ کی خدمت کرنا میرے لئے فخر کی بات ہے ۔ لیکن مجھ میں نہ علم ہے ۔ نہ فراست ۔ نہ وہ تجربہ ہے ۔ جو ان خامیوں پر پردہ ڈال سکے ۔ ایسی معزز خدمات کے لئے ایک بڑے معاملہ فہم اور کار کردہ منشی کی ضرورت ہے ؛

الوپی دین نے قلمدان سے قلم نکالا ۔ اور بنسی دھر کے ہاتھ میں دے کر بولے ۔" مجھے نہ علم کی ضرورت ہے ۔ نہ فراست کی ۔ نہ کار کردگی کی اور معاملہ فہمی کی ۔ ان سنگ ریزوں کے جوہر میں بارہا دیکھ چکا ہوں ۔

اب حُسن تقدیر اور حسن اتفاق نے مجھے وہ بے بہا موتی دے دیا ہے۔ جس کی آب کے سامنے علم اور فراست کی چمک کوئی چیز نہیں قلم حاضر ہے۔زیادہ تامّل نہ کیجئے۔اس پر ٹِچیکے سے دستخط کر دیجئے۔ میری پرماتما سے یہی التجا ہے۔کہ آپ کو سدا وہی ندی کے کنارے والا بے مروّت۔ سخت زبان۔ تُند مزاج۔ لیکن فرض شناس داروغہ بنائے رکھے ؛

بنسی دھر کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ دل کے تنگ ظرف میں اتنا احسان نہ سما سکا۔ پنڈت الوپی دین کی طرف ایک بار پھر عقیدت اور پرستش کی نگاہ سے دیکھا۔اور مختار نامے پر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دستخط کر دئے۔ الوپی دین فرطِ مسرّت سے اُچھل پڑے۔اور اُنہیں گلے سے لگا لیا ؛

ہدایت۔ اس کہانی کو مختصر طور پر بیان کرو ؛

فرہنگ

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
۱- خدا کی قدرت	ہونا - چونکہ گھوڑوں کے سوداگر کا جب تک مال نہیں بک جاتا - اُسے چوری وغیرہ کی فکر رہتی ہے ٭ جب بیچ لیتا ہے - تو بے فکر ہو جاتا ہے - اس لئے یہ محاورہ ہو گیا ٭
آن (اردو) عزت - شان ٭	پالا پڑنا - واسطہ پڑنا - تعلق ہونا ٭
پچھوا - وہ ہوا جو پچھم کی طرف سے چلتی ہے - یہ ہوا موسمِ برسات کی بارش کے لئے اچھی نہیں ہوتی ٭	**۲- ادب**
پُروا - وہ ہوا جو پُورب کی طرف سے چلتی ہے - یہ بارش کے لئے مفید ہوتی ہے ٭	خادِم - خدمت کرنے والا - نوکر ٭
خون سُکھانا - فکر میں ڈالنا - غمگین بنانا ٭	جاہِل - جہالت والا - گنوار بیوقوف - ناداں ٭
گھوڑے بیچ کے سونا - کسی کام کی طرف سے بے فکر	

الفاظ و معنی

لازم } ضروری ٭
واجب }

مذکوری - پیادہ جو زرِ معاملہ وصول کرنے پر نوکر ہوتا ہے ٭

اطاعت - فرمانبرداری ٭

نشست برخاست - اٹھنا - بیٹھنا ٭

ردّ و کدّ - جھگڑا - تکرار ٭

۳- لوری

آنکھ کا تارا - بہت عزیز بیٹا ٭

راج دُلارا - عزیز سلطنت شہزادہ - محبت سے ہر ماں اپنے بیٹے کو کہہ دیتی ہے - مشہور ہے - کہ ماں باپ کی موجودگی اولاد کے لئے بادشاہی ہوتی ہے ٭

چمن - باغ - یہاں مراد

الفاظ و معنی

وطن سے ہے ٭

رنج و محن - دکھ اور تکلیف ٭

سخن - کلام - نظم - اشعار ٭

۴- تندرستی

بس - بہت ٭

غنیمت - عمدہ - مفید - بہتر - بے زحمت ٭

ہیچ ہونا - کچھ نہ ہونا - بے قدر ہونا - نکما ہونا ٭

شغل - کام میں مصروفیت - مطلق کار ٭

خبرگیری - خبر لینا ٭

جگر - جسم کے اندر وہ عضو ہے - جس میں خون بنتا ہے ٭

ککڑی - ایک میوہ جسے پنجابی میں تر کہتے ہیں ٭

مضائقہ - حرج ٭

الفاظ و معنی

ضرر - نقصان ۔
بلا بدتر - نکمی چیز - خراب و ناکارہ چیز ۔
بالا خانہ - اوپر کی منزل کا مکان ۔
صحت بخش - صحت دینے والا ۔
رُوح افزا - جان میں جان پیدا کرنے والا ۔
خوش کُن - مفرّح ۔
توانا، قوی - طاقتور ۔
رطوبت - تری - جسم کے اندر کا پانی ۔

۵- تندرستی

دانست - سمجھ ۔
زیست - زندگی ۔
حالِ پُرغم - غمگین حالت ۔

الفاظ و معنی

با اقبال - اقبال مند - خوش قسمت ۔
اندوہ و غم - فکر اور رنج ۔
رنج و ملال - تکلیف ۔
مہ و سال - مہینے اور برس یعنی ہمیشہ ۔

۶- چٹورپن

چٹورپن - زبان کا مزہ ۔
چٹخارا - وہ آواز جو زبان اور تالو سے کسی خوش ذائقہ چیز کے مزہ لینے سے نکلتی ہے - چسکا ۔
ہم چشم - برابر والے ۔
ندامت - شرمندگی ۔
پیش خیمہ - لین ڈوری - کسی امر کے آگے آنے کا سامان ۔
بے اعتدالی - حد سے

الفاظ و معانی	الفاظ و معانی
دفینہ - خزانہ جو زمین میں دفن کیا ہوا ہو ؛	مُرغِ سحر - مُرغے کو خصوصاً اور قُمری - فاختہ اور بُلبُل وغیرہ کو جو صبح کے وقت بولتے ہیں - عموماً کہتے ہیں ؛
جنگل میں منگل ہونا - ویرانے میں رونق ہونا ؛	شاما - ایک پرندہ ہے - جسے شام چڑیا بھی کہتے ہیں ؛
کار آمد - کام کی بات ؛	مہکانا - خوشبو دار بنانا - معطر کرنا ؛
بازی - کھیل ؛	لہکانا - اُکسانا - اُبھارنا - جوش لانا ؛
گھٹا ٹوپ اندھیرا - سخت اندھیرا ؛	نسیم اور صبا - ہواؤں کے نام ہیں - جو صبح کے وقت چلتی ہیں ؛
ستانا - دم لینا ؛	شمع - موم بتی ؛
سڈول - خوبصورت - (بیڈول کی ضد) ؛	انجمن - مجلس - جلسہ ؛
مشعل - موٹا فلیتہ - عام لوگ مشال کہتے ہیں ؛	چوکڑی - چھلانگ لگانا - زقند بھرنا ؛
	کلیلیں کرنا - جانور کا خوش ہو کر دائیں بائیں

۱۱- صبح کی آمد

الفاظ و معانی
کار بہوار - کار و بار ؛
رفتار و گفتار - چال ڈھال ؛
جھنکار - آواز جو جھانجھ ایسی چیز میں سے نکلتی ہے ؛
چہکار - چہچہانا ؛

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
اُچھلنا ۔ خوش فعلیاں کرنا ۔	تابع ۔ پیچھے پیچھے چلنے والا ۔ پیرو ۔
جلوہ ۔ نظارہ ۔ رونق ۔ سامنے آنا ۔	سرکس ۔ وہ تماشا جس میں ہاتھی شیر ۔ گھوڑے وغیرہ جانوروں کا کھیل اور کرتب کر کے دکھاتے ہیں ۔
کسی چیز پر مرنا ۔ اس کی دل میں بہت چاہت ہونا ۔ اُس پر فریفتہ ہونا ۔	ممتاز ۔ معزز ۔ اچھی چیز ۔
پجاری ۔ پُوجا کرنے والا ۔	عبور کرنا ۔ گزرنا ۔
مُؤذِّن ۔ اذان (بانگ) دینے والا ۔	

۱۲ - ہاتھی

مِنّت ۔ نیکی اور شرم ۔

آبنوس ۔ ایک قسم کی سیاہ رنگ کی لکڑی ہوتی ہے ۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ۔ دکھاوا اور چیز ہے اور برتاؤ اور چیز ۔ ظاہر کچھ اور باطن کچھ ۔

۱۳ - گرمی

کہسار ۔ پہاڑی علاقہ ۔

ریگِ صحرا ۔ جنگل کی ریت ۔

سوا ۔ زیادہ ۔ یعنی زیادہ گرم ۔

سُدھ ۔ ہوش ۔

بھبکا ۔ شعلہ ۔ لپٹ ۔

انس ۔ مغز ۔ جان ۔ قوت ۔

بادِ سموم ۔ وہ گرم ہوا جو گرمیوں میں دوپہر کے وقت چلتی ہے ۔

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
ہجوم ۔ بھیڑ ۔ پیاؤ ۔ مویشی کے پانی پلانے کی جگہ ۔ **۱۴۔ شاہجہان کا دربار** خود بدولت ۔ بادشاہ کے لئے بولتے ہیں۔ جب دوسرا بولے ۔ اور اگر بادشاہ اپنے لئے خود بولے تو "ما بدولت" کہیگا ۔ ہوادار ۔ تختِ رواں ۔ ایک قسم کی امیرانہ سواری جسے کہار اٹھاتے ہیں ۔ آبی ۔ آسمانی رنگ کا نیلا ۔ دِلکشا ۔ دل کو خوش کرنے والی چیز ۔ لاجواب ۔ بے نظیر ۔ انتخاب ۔ چُنا ہوُا ۔ چیدہ ۔	دل بادل شامیانہ ۔ درباری خیمہ ۔ شاہجہانی خیمہ کا نام بھی ہے ۔ بڑا شامیانہ ۔ دیوانِ عام ۔ وہ دربار جس میں سب کو آنے کی اجازت ہے ۔ دیوانِ خاص ۔ وہ دربار جس میں خاص خاص آدمی شامل ہوں ۔ سبھا منڈل ۔ جلسہ کی جگہ ۔ مینا کاری ۔ جڑاؤ کام سبز رنگ کے مصالحہ (مسلمے) کا کام زیور میں ۔ الماس ۔ ہیرا ۔ لعل و یاقوت ۔ سُرخ رنگ کے جواہرات کے نام ہیں ۔ تسبیح ۔ مالا ۔

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
ترقیِ منصب - درجے کی ترقی ٭	تیغ زن - سپاہی
دیوان - وزیر مال - محکمۂ مال کا بڑا افسر ٭	مہندس - علمِ ہندسہ جاننے والا - انجینئری کا علم جاننے والا - انجینئر ٭
اطلس، زربفت، کمخاب } ریشمی کپڑوں کے نام ہیں - جو سنہری تاروں سے بُنے جاتے ہیں ٭	فلسفی - علم فلسفہ جاننے والا ٭
چندرما - چاند ٭	مؤرّخ - علم تاریخ جاننے والا ٭
تُلا - بارہ بُرجوں میں سے ایک بُرج کا ہندی نام جسے بُرج میزان کہتے ہیں آ چاند اڑھائی دن ایک بُرج میں رہتا ہے ٭	منطقی - علم منطق جاننے والا ٭
	سخنور - شاعر ٭
	نکتہ جُو - بات کی تہ کو پہنچنے والا ٭
	مصوّر - تصویر بنانے والا ٭
	خوش گلو - اچھا گانے والا - سُریلی آواز والا ٭
	خوبیِ قسمت - خوش قسمتی ٭
۱۵- اچھا آدمی	**۱۶- قول کا پورا صادق**
مدبّر - تدبیر کرنے والا - ملکی معاملات کو سوچنے والا - پالیٹیشن ٭	دمشق - ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے ٭
قلمزن - منشی ٭	جُرم - قصور ٭
	کہرام - رونا پیٹنا - چلّا کر

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
رونا ٭ حامی - حمایت کرنے والا۔ مددگار ٭ آزاد ہونا - رہا ہونا ٭ مقدّر - تقدیر - قسمت ٭ جلّاد - قاتل ٭ ایثار - اپنی ضرورت سے دوسرے کی ضرورت کو زیادہ ضروری سمجھ کر اپنی ضرورت کو قربان کر دینا۔ مثلاً ہم پیاسے ہیں - پانی کا ایک ہی گلاس ہمارے پاس ہے - ایک اور پیاسا آ کر سوال کرتا ہے - ہم خود پیاسے رہ کر وہی پانی اُس کو دے دیتے ہیں - اسے ایثار کہتے ہیں ٭ **۱۷- کام** بیدل - بے حوصلہ	کامل - پورا ٭ مہر و ماہ - سورج اور چاند ٭ ابر و باد - بادل اور ہوا ٭ محفل - مجلس ٭ اہلِ ہمّت - ہمّت والے لوگ ٭ نازل ہونا - اُترنا ٭ چوسر - پچیسی کی قسم کا ایک کھیل جسے پانسوں سے کھیلتے ہیں ٭ مشاغل - مشغلہ کی جمع - کاروبار - کام دھندے ٭ **۱۸- اصلی شرافت** تربیت - پرورش ٭ مذاق اُڑانا - مخول - ٹھٹھا کرنا - ہنسی کرنا - کھلی بازی ٭ راج گدّی - بادشاہی تخت

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
و سند ٭ گمنام - غیر مشہور - جسے کوئی نہ جانتا ہو ٭ خادمہ - نوکرانی - ملازم عورت ٭ آدمی بننا - لائق ہونا - آدمی یا انسان کہلانے کے قابل ہونا ٭ **۱۹- بچے کا پہلا احساس غم** احساس غم - غم محسوس کرنا ٭ تنہا - اکیلا ٭ بھونرا - ایک قسم کی سیاہ رنگ کی بڑی بھڑ - جو اکثر لکڑی میں چھید کرکے رہتی ہے - اُس کی گونجدار آواز سے گرمی کا سماں بندھتا ہے - بھونرا اور چیل ابتدائے گرما سے بولنے لگتے ہیں -	وہ عموماً پھولوں کے اِردگرد گھومتا رہتا ہے ٭ محوِ رقص ہونا - ناچنے میں مست ہونا ٭ متصل - پاس ٭ پر فشاں ہونا - اُڑنا ٭ شعاعِ مہر - سورج کی کرن ٭ بہار آنا - کسی چیز پر رونق اور جوبن آنا ٭ باردار ہونا - پھل لگنا ٭ **۲۰- تارا** گرگٹ - کھٹ کھٹ کی آواز ٭ کاشی جی - ہندوؤں کا ایک تیرتھ گاہ ہے ٭ طفلانہ خوشی - بچوں کی سی خوشی ٭ مگن - مست ٭

الفاظ و معنی

دلاویز - دلپسند ٭

صنّاع - بہت کاریگر ٭

اظہار - ظاہر کرنا ٭

مُستند - معتبر - سچّا ٭

جمال - خوبصورتی ٭

جلال - بزرگی - رعب و داب ٭

صرفِ زرِ کثیر - بہت روپیہ خرچ کرنا ٭

نام و نمود - ناموری اور نمائش ٭

خلوص - دلی محبّت

۲۳ - سچّی محبّت

سینگ سمانا - گزارہ ہونا - پناہ ملنا - گنجائش اور موقع ہونا ٭

ہمدم و یاور - مددگار و دوست ٭

دوستی کا اس پر خاتمہ تھا - بے نظیر دوست تھا - اُس سے بڑھ کر کوئی دوست

الفاظ و معنی

نہ تھا ٭

ضبط نہ ہو سکا - چُپ نہ رہ سکا - اصلیّت کو چھپا نہ سکا ٭

جوہر دکھانا - کمال دکھانا -

مردانگی - بہادری ٭

۲۴ - ہاتھوں کی نمائش

اپنے مُنہ میاں مٹھو بننا - اپنے منہ سے اپنی تعریف آپ کرنا ٭

شرافت - بھلمنسائی ٭

تاؤ - غصہ - جوش ٭

آستین - کوٹ یا قمیص یا کُرتے وغیرہ کی بانہہ ٭

آستین چڑھانا - کسی کام کے کرنے کے لئے تیار ہونا - لڑنے کے لئے تیار ہونا ٭

تاب - طاقت - حوصلہ ٭

الفاظ و معنی

اپاہج ۔ لنگڑا لولا ٭

۲۵۔ پھول اور کانٹا

قدردان ۔ قدر جاننے والا ٭

گلدستہ ۔ بہت سے پھولوں کا یکجا بندھا ہوا مُٹّھا ۔ اسے گلدستہ کہتے ہیں ٭

خار ۔ کانٹا ٭

نشتر ۔ وہ چاقو کی شکل کا تیز نوک کا ہتھیار جس سے فصد کرتے ہیں ٭

خار کھانا ۔ حسد کرنا ۔ جلنا ٭

گلچین ۔ پھول توڑنے والا ٭

حُسن و نزاکت ۔ خوبصورتی اور نازکی ٭

اترانا ۔ فخر کرنا ٭

نوک جھونک ۔ طعنہ ۔ چھیڑ چھاڑ ۔ چھیڑ خانی ٭

ماتم ۔ سوگ ٭

الفاظ و معنی

راحت ۔ خوشی ٭

تکرار ۔ جھگڑا ٭

۲۶۔ شہنشاہ اکبر کا بچپن

عمامہ ۔ پگڑی ۔ سر کا صافہ ٭

شفقت ۔ مہربانی ٭

بعید ۔ دُور ٭

بال بڑھانا ۔ بال اُڑانا ۔ بال منڈوانا ٭

مشورت ۔ مشورہ ٭

اعزاز و اکرام ۔ عزّت و آبرو ٭

عفوِ تقصیرات ۔ قصوروں کی معافی ٭

نگارین ۔ منقش ۔ نقاشی ٭

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ۔ یہ ضرب المثل ہے ۔ یعنی جو چیز آئندہ

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
اچھی ہونے والی ہو۔ وہ پہلے ہی اچھی ہوتی ہے۔ اور اُس میں ایسے نشان ہوتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ چیز اچھی ہوگی ٭	کے پیالے میں آگ دینے کے واسطے رکھی جاتی ہے ٭
بے لاگ ۔ بے تکلف۔ آسانی سے ٭	میر آتش ۔ توپ خانے کا افسر ٭
دمامۂ دولت ۔ بادشاہی نقارہ ۔ طبلِ سلطنت ٭	**۲۷- اندھا لڑکا**
آنکھیں روشن کرنا۔ کسی چیز کو دیکھ کر خوش ہونا ٭	نظارا ۔ دیکھنا ۔ دیدار ۔ درشن ٭
حرم سرا ۔ زنانخانہ ۔ بیگمات کے رہنے کا محل ٭	بینائی ۔ نظر ۔ دیکھنے کی قوّت ٭
دانشِ خدا داد ۔ خدا کی دی ہوئی عقل ٭	آشکارا ۔ ظاہرا ٭
بے درد ۔ بے رحم ٭	عجائب ۔ عجیب چیزیں ٭
مہتاب ۔ مہتابی ۔ ایک قسم کی آتشبازی ٭	مہرِ تاباں ۔ چمکنے والا۔ سورج ٭
رنجک ۔ بارود جو توپ	جلوہ دیکھنا ۔ ظاہر ہونا ٭
	سرد آہیں کھینچنا ۔ رنج و غم کرنا ٭
	سوزِ دل ۔ دل کی جلن۔ دلی رنج ٭
	بے بسی ۔ عاجزی ٭

الفاظ و معنی

۲۸ - اصلی اور نقلی پھولوں کی پہچان

پیغمبر - خدا کا برگزیدہ بندہ جو خلقت کو ہدایت کرتا ہے - اور خدا کے احکام اس تک پہنچاتا ہے ؂

سبا - ملکِ یمن میں ایک شہر ہے ؂

۲۹ - قطب صاحب کی لاٹھ

رفعت و شان - شان و شوکت - بلندی - مرتبہ - ٹھاٹھ ؂

عظمت - بزرگی - شان ؂

پکھ - طرف - پہلو ؂

مدوّر - گول ؂

کمرکی - پہلو دار - پہلدار ؂

مثبّت کاری - وہ نقاشی جس کے نقش زمین سے اُبھرے ہوئے ہوں - جیسے سکے پر کے نقش ؂

گلکاری - نقاشی - بیل بُوٹے کا کام ؂

بِنا - تعمیر ؂

کُتبہ - وہ عبارت جو پتھروں پر لکھوا کر یا کھدوا کر عمارتوں کی دیواروں پر لگاتے ہیں ؂

ماذنہ - اذان دینے کی جگہ بعض مسجدوں کے ساتھ اونچی جگہ ہوتی ہے - جس پر کھڑے ہو کر بانگ دیتے ہیں ؂

کندہ ہونا - کھُدنا ؂

منسوب کرنا - نسبت دینا - تعلق ظاہر کرنا ؂

قرینِ قیاس - ماننے کے قابل ؂

پُتری - بیٹی - لڑکی ؂

داخلِ ثواب جاننا - نیک

الفاظ و معنی

کام سمجھنا ۔

متولیؔ ۔ انتظام کرنے والا ۔

آیت ۔قرآن شریف کا جملہ ۔

منارہ ہفت منظری ۔سات کھنڈ والا منارہ ۔

لداؤ کی برجی ۔ وہ برجی جس کی چھت پر لکڑیاں نہ ہوں ۔ اور چونے سے ڈاٹ وغیرہ لگا کر پاٹ دیں ۔گنبد نما چھت ۔

مخروطی ۔گاجر کی شکل کی ۔ گاؤ دم ۔

سنگین ۔ پتھر کا ۔

محیط ۔ رگرد ا۔ گھیرا ۔

۳۰۔مور

نقش و نگار ۔ بیل بوٹے ۔ نقاشی ۔

بال و پر ۔ بازو ۔ پر ۔

شگفتہ ۔کھلا ہوا ۔

الفاظ و معنی

گلشن ۔ باغ ۔

شادمانی ۔خوشی ۔

دلشاد ۔ خوش دل ۔

خورسند ۔ خوش ۔

تواں ۔ طاقت ۔

کامل ۔ پورا ۔

ناکمل ۔ ادھورا ۔

زیبا ۔ مناسب ۔ درست ۔

۳۱ ۔ انگریزی سلطنت کی برکتیں

خاطر خواہ ۔ معقول ۔اچھا ۔ کافی ۔

عیش و عشرت ۔ آرام اور چین ۔

ذلیل و خوار ۔ بے عزت ۔ بے قدر ۔

مدار ۔ سہارا ۔ وہ چیز جس پر کوئی دوسری چیز ٹھیری ہوئی ہو ۔ مثلاً ناموری کا

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
مدار محنت پر ہے ۔ یعنی نامُوری محنت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے ٭	نازاں ۔ ناز کرنے والا ۔ فخر کرنے والا ٭
کھونٹ ۔ طرف ۔ گوشہ ۔ علاقہ ٭	نازِش ۔ فخر کرنا ٭
سماں ۔ بہار ٭	قارونِ زماں ۔ اپنے زمانے میں ایسا دولتمند جیسا کہ قارون تھا ٭
میسّر ۔ حاصل ٭	شان و شکوہ ۔ شان و شوکت ٭
تصوّر ۔ خیال ٭	کرّ و فر ۔ ٹیم ٹام ۔ ٹیپ ٹاپ ٭
۳۲ ۔ حُبِّ وطن	خود پرست ۔ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے والا ٭
شہرۂ آفاق ۔ دنیا بھر میں مشہور ٭	با ذلّت و تحقیر ۔ حقارت و خواری کے ساتھ ٭
تہِ چرخِ کہن ۔ پرانے آسمان کے نیچے ۔ مُراد دُنیا بھر میں ٭	**۳۳ ۔ قسطنطنیہ**
جی بھر آنا ۔ دل کو صدمہ ہونا ۔ رونا آ جانا ٭	لُطفِ مزید ۔ زیادہ لطف ٭
مدح گر ۔ تعریف کرنے والا ۔ مدّاح ٭	عمیق ۔ گہری یا گہرا ٭
عالی نسب ۔ عالی خاندان ۔ بڑے خاندان والا ٭	شہر پناہ ۔ وہ دیوار جو شہر کے گرد حفاظت کے لئے بناتے ہیں ٭

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
محکم ۔ مضبوط ٭ مرتفع ۔ بلند ٭ نخل بندی ۔ باغبانی ٭ کامل فن ۔ جو اپنے فن میں پورا ہو ٭ اشجار ۔ شجر کی جمع درخت ٭ پُر بہار ۔ جس چیز پر بہت بہار ہو ٭ آتش زدگی ۔ آگ لگنا ٭ وُزرا ۔ وزیر کی جمع ٭ سلطان المعظم ۔ عزت و عظمت والا سلطان ۔ سلطان روم سے مراد ہے ٭ بہ نفسِ نفیس ۔ بذاتِ خود ٭ کنت ۔ ٹن کے برابر ایک وزن کا نام ٭ یہودی ۔ حضرت موسےٰؑ کی اُمّت ٭ ارمنی ۔ آرمینیا کا رہنے والا ٭	فرینک ۔ ملک فرانس کا باشندہ ٭ بُود و باش ۔ سکونت ۔ رہنا سہنا ٭ **۳۴۔ گھڑیاں اور گھنٹے** آفاق ۔ دُنیا ۔ جہان ٭ عمل ۔ کام ٭ ہیٹے ۔ پست ہمت ۔ کمینہ ۔ بُزدل ٭ قد و قامت ۔ اُونچائی ٭ مسافت ۔ سفر ۔ فاصلہ ٭ ساعت ۔ گھڑی ٭ ایّام ۔ دن ۔ مدت ٭ مُہم ۔ مشکل کام ۔ لڑائی ٭ رفتار ۔ چال ٭ مختار ۔ اختیار والا ٭ شب تار ۔ اندھیری رات ٭ دمِ رفتار ۔ چلنے کے وقت ٭ سرگرمِ روانی ۔ چلنے میں

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
سرگرم ❖	بساط ۔ حقیقت ❖
عمرِ گزراں ۔ گزرنے والی	اوقات ۔ حیثیت ❖
عمر ۔ فانی عمر ❖	کرامات ۔ خوبی ❖
گویا ۔ بولنے والا ❖	ٹھٹکنا ۔ چلتے چلتے رُک جانا ❖
دہن ۔ مُنہ ❖	
انجام ۔ خاتمہ ❖	## ۳۵ ۔ زمین کی کشش
بندر ۔ بندرگاہ ۔ سمندر کے کنارے	کشش ۔ کھینچنا ❖
جہازوں کے ٹھہرنے کا سٹیشن ❖	محال ۔ ناممکن ۔ مشکل ❖
سکندر ۔ یہاں بادشاہ	گدگد ۔ اُوپر تلے گرنے کی
سے مُراد ہے ❖	آواز ۔ پے درپے گرنے
قلندر ۔ فقیر ❖	کی آواز ❖
ضرر ۔ نقصان ❖	بِلا دِقّت ۔ آسانی سے ❖
تغیّر ۔ تبدیلی ❖	سرآئزک نیوٹن ۔ انگلستان
موسمِ گُل ۔ بہار کا موسم ❖	کے ایک مشہور سائنس دان
خزاں ۔ پت جھڑ کا موسم ❖	کا نام ہے ❖
سمرن ۔ تسبیح مالا ❖	
کھٹاکا } کھٹ کھٹ کی آواز	## ۳۶ ۔ سنجوگتا
کھڑکا } جس میں جھنکار	
نہ ہو ❖	حسین } خوشرو } خوبصورت ❖
لٹکا ۔ شغل ۔ دھندا ❖	راوی ۔ روایت کرنے والا ❖

الفاظ و معنی

بیان کرنے والا ٭

شُہرہ - شہرت ٭

شباب - جوانی

مدعُو کرنا - بُلانا ٭

اِژدِحام - بھیڑ ٭

جامِ محبّت پینا - دل میں کسی کی محبت پیدا کرنا ٭

شجاعت - بہادری ٭

جے مال - وہ ہار جو شادی کے موقع پر گلے میں ڈالتے ہیں ٭

اٹھلانا - ناز و انداز سے چلنا ٭

دھڑکا ہونا - خطرہ ہونا دل میں اندیشہ ہونا ٭

چہار سُو - چاروں طرف ٭

۳۷ - مٹّی کا تیل

حقیر و ذلیل - نکمّی

الفاظ و معنی

اور بیکار ٭

عنصر - اس لفظ کے معنی اصل اور بنیاد کے ہیں- طبیب لوگ آگ - پانی- ہوا اور مٹّی کو عنصر کہتے ہیں - کیونکہ یہی چار چیزیں انسان اور تمام موجودات کی اصل ہیں ٭

بیچارگی - عاجزی ٭

کمیاب - جو چیز بہت کم ملے - جس چیز کا ثانی نہ ملے ٭

نیلگوں - نیلے رنگ کا ٭

عالمگیر - وہ اثر جو تمام دنیا پر ہو ٭

مُونس - دوست ٭

غمگسار - ہمدرد دوست ٭

راک فیلر - مٹی کے تیل کے سوداگر کا نام ہے ٭

لاتعداد - بے شمار ٭

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
۳۸۔ دِیا سلائی	تلملانا ۔ بیقرار ہونا ٭
دَولت خانہ ۔ تکلّف سے اُمرا کے گھر کو کہتے ہیں ٭	ظلماتی گرم چشمہ ۔ سیاہ گرم چشمہ ٭
احمد آباد ۔ ہندوستان میں ایک شہر ہے ۔ جہاں دیاسلائی کا کارخانہ ہے ٭	دار و گیر ۔ پکڑ دھکڑ ٭
ہوٹل ۔ مسافروں کے عارضی قیام کی جگہ ۔ ایک قسم کا مسافر خانہ جس میں سب سامان مہیا ہوتا ہے ٭	پیچ و تاب ۔ اضطراب ٭
بکس ۔ بکس ٭	عالمِ وجود میں آنا ۔ پیدا ہونا ۔ بننا ٭
اللہُ اکبر ۔ تعجب اور عظمت کے موقع پر بولتے ہیں ۔ لفظی معنی اللہ بڑا ہے ٭	سرنگوں ۔ اوندھا ۔ سر نیچے پاؤں اُوپر ٭
دِن لگنا ۔ گھمنڈ ہونا ۔ کمینے آدمی کو دولت ملنا ٭	مُنڈیا ۔ سر ٭
گت بننا ۔ بُرا حال ہونا ٭	خانہ زاد ۔ گھر میں پیدا شُدہ غلام ٭
تراشیدہ کُندے ۔ کاٹی ہوئی موٹی موٹی لکڑیاں ٭	بے کم و کاست ۔ بغیر کمی کے ۔ بالکل اُتنا ہی ٭
	مشرب ۔ مذہب ۔ طریقہ ٭
	تاریکی ۔ اندھیرا ٭
	۳۹۔ وفادار غلام
	انتہا ۔ حد ٭
	کارِندے ۔ کام کرنے والے

الفاظ و معنی

نوکر - ایجنٹ - گماشتے ۞
جان پر کھیلنا - جان کی پروا نہ کرنا - جان کو خطرے میں ڈالنا ۞
امکان - طاقت - مقدور ۞
مُحسن - احسان کرنے والا ۞
جی کڑا کرنا - حوصلہ کرنا ۞
اُمرا و وُزرا - امیر - وزیر ۞
آدابِ شاہانہ - وہ سلام جو بادشاہوں کو کیا جاتا ہے ۞
تزک و احتشام - شان و شوکت - لاؤ لشکر جس سے شان بڑھ جاتی ہے ۞
ناعاقبت اندیش - دُور اندیشی نہ کرنے والا - انجام پر نظر نہ کرنے والا ۞
عارضی بادشاہ - بادشاہ جو مستقل نہ ہو - بلکہ ایک خاص وقت کے لئے ہو ۞
باغِ ارم - بہشت ۞

الفاظ و معنی

۴۰ - بہشتِ بریں

بہشتِ بریں - بلند بہشت ۞
اُونچے درجے کی بہشت ۞
رشکِ گلستان - وہ جگہ جو باغ سے بھی زیادہ با رونق اور دلکش ہو ۞
تا ابد - ہمیشہ تک ۞
شاد و خرّم - خوش ۞
آتشِ گل - سُرخ رنگ کے پھولوں سے مُراد ہے ۞
نخلِ خرما - کھجور کا درخت ۞
دامانِ صحرا - جنگل کا دامن یعنی جنگل ۞
فرفر - ہوا کے تیز چلنے کی آواز - (اسم صوت) ۞
ہاتھوں اُچھلنا - بہت اونچا اُچھلنا ۞
ریگِ طلا - سونے کی ریت ۞

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
اٹھکھیلیاں - شوخیاں ٭	پاپ - گناہ ٭
جوت - روشنی ٭	دل میں گھر کرنا - دل میں اثر کرنا ٭
جوبن - خوبصورتی ٭	جاں بخشی کرنا - نہ مارنا۔ مارا جانے سے بچا لینا ٭
ترانے - راگ ٭	ایشور - خدا ٭
رُوح پرور - رُوح کو پالنے والی - جان کو خوش کرنے والی ٭	

Right column continued:

فضا - بہار ٭

ایذا - تکلیف ٭

جورِ خزاں - موسم خزاں کی سختی یعنی بربادی ٭

فلکِ بقا - باقی رہنے والا فلک - غیر فانی زندگی ٭

۴۱ - والمیک

ہری نام - خدا کا نام ٭

پرماتما - خدا ٭

جہنم - دوزخ ٭

جہنم میں پہنچانا - سخت سزا دینا ٭

Left column continued:

۴۲ - شیر شاہ سوری

حرکت - کام ٭

شُہرہ - شہرت - مشہوری ٭

قدر دان - قدر شناس - قدر جاننے والا ٭

تعاقب - پیچھا کرنا ٭

حقۂ آتش - ایک قسم کا آلہ جس سے دُشمن کی فوج میں آگ لگایا کرتے ہیں ٭

۴۳ - حواسِ خمسہ

حواسِ خمسہ - پانچ حسیں ٭

فصیح - فصاحت والا - خوش بیان ٭

الفاظ و معنی

آئے دن - ہمیشہ ۔

حواس بجا نہ رہنا۔ / حواس ٹھکانے نہ ہونا۔ / حواس جاتے رہنا۔ } ہوش نہ رہنا۔ گھبرا جانا ۔

حواس درست کرنا - ہوش میں آنا ۔

خانگی سیاست - گھر کی حکومت ۔

جامع - وہ چیز جس میں سب کچھ آ جائے ۔

اِنشاء اللہ - اگر خدا نے چاہا ۔

مزید فصاحت - زیادہ کھول کر بیان کرنا ۔

اِمتیاز کرنا - فرق معلوم کرنا ۔

فرحت - خوشی ۔

الفاظ و معنی

بکھٹی - کیلی ۔

سوندھا - کرارا ۔

پیانو / ہارمونیم / گراموفون } باجوں کے نام ہیں ۔

لذّت آشنا - جو کسی چیز کے مزے سے واقف ہو ۔

خوش گلو - خوش آواز ۔

موسیقی دان - راگ جاننے والا ۔

دلپذیر - دلپسند ۔

نغمہ سنج جانور / ترنّم ریز } گانے والے چہچہانے والے جانور ۔

پُرکیف - نشے سے پُر۔ مست ۔

سرور بخش - خوشی بخشنے والی ۔

محظوظ کرنا - خوش کرنا ۔

بہترین نعمت - سب سے

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
اچھی نعمت ؞ احساس ہونا ۔ معلوم ہونا ؞ **۴۴۔ سرودِ زندگی** سرودِ زندگی ۔ زندگی کا راگ ؞ کسی چیز کا رونا رونا ۔ شکایت کرنا ؞ خوابِ پریشاں ۔ ایسا خواب جس کو دیکھ کر طبیعت پریشان ہو ۔ مثلاً کوئی شخص خواب دیکھے کہ جس مکان میں وہ بیٹھا ہے ۔ اُس کے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے ۔ اور اُسے باہر نکلنے کو راستہ نہیں ملتا ؞ عالمِ ہستی ۔ انسان کا ہونا دنیائے وجود ؞ بیداری ۔ جاگنا ؞	غایت ۔ مقصد ؞ عیش و طرب ۔ خوشی ؞ رنج و زحمت ۔ تکلیف ؞ اصل و غایت ۔ مقصد ؞ محوِ ترقی رہنا ۔ ترقی میں ہمہ تن مصروف ہونا ؞ فضل و ہنر ۔ خوبی لیاقت ؞ طرارے بھرنا ۔ جلدی چلنا ؞ قلب ۔ دل ؞ کس بل ۔ طاقت ۔ زور ؞ نوبت آسا ۔ نوبت کی طرح ؞ میدانِ وغا ۔ لڑائی کا میدان ؞ دار و گیرِ بلا ۔ مصیبت کی پکڑ دھکڑ ؞ مردِ میدان ۔ بہادر ؞

الفاظ و معنی

خوش کُن ۔ خوش کرنے والا ◆
فردا (آنے والا) کل ۔ مُراد زمانۂ مستقبل سے ہے ◆
مافات ۔ جو چیز فوت ہو گئی ۔ مراد زمانۂ ماضی سے ہے ◆
حاضِر و ناظِر ۔ موجود اور دیکھنے والا ◆
سلف ۔ گذشتہ زمانہ اور گذشتہ زمانے کے لوگ ◆
نقشِ قدم ۔ پاؤں کا نشان ◆
محوِ کسبِ فضیلت رہنا ۔ فضیلت اور بزرگی کے حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف رہنا ◆
گنج ۔ خزانہ ◆
مُزدِ رنج و محنت ۔ تکلیف کی مزدوری ◆

الفاظ و معنی

۴۵ ۔ مکتوباتِ آزاد

اِضطراب ۔ بے قراری ۔ بے چینی ۔ گھبراہٹ ◆
الحمدُ لِلّٰہ ۔ خدا کا شکر ہے ۔
انشاء اللّٰہ ۔ اگر خدا نے چاہا ۔ اگر خدا کو منظور ہُوا ◆
اقبالِ نشان ۔ اقبال مند ◆
شاباش ۔ خوش رہو ◆
وعدۂ حصول ۔ حاصل کرنے کا وعدہ ◆
مقدّمہ ۔ معاملہ ۔ قصہ ۔ بات ◆
نبض دیکھنا ۔ (بطور محاورہ) کسی کی طبیعت معلوم کا حال معلوم کرنا ۔ کسی کی طبیعت معلوم کرنا ◆
ممنونِ احسان ۔ احسانمند ◆
رِشتہ ۔ تعلق ◆

الفاظ و معنی	الفاظ و معنی
اِطّلاع دہی - اطلاع دینا	شُعبہ - شاخ
تعہد - خبر گیری	موزوں - مناسب
مائل بصحت - صحت کی طرف	اِضافہ - ترقی - زیادتی
	موزونیت - موزوں ہونا
	اذیّت - تکلیف
۴۶ - اندھی - بہری اُور گونگی عورت۔	شفقتِ مادری - ماں کی محبّت
ترکِ وطن - وطن چھوڑ دینا	اِضطراب - گھبراہٹ - بے چینی
مُدّتِ مدید - بہت لمبا عرصہ - زمانۂ دراز	**۴۷ - کرجگ**
مُہلک بیماری - سخت بیماری - ہلاک کرنے والی بیماری	آفات - آفت کی جمع - معنی تکلیفیں - مصیبتیں
جگر خراش - سخت صدمہ پہنچانے والا	کانٹا لگانا - تکلیف دینا
دقیقہ اُٹھا رکھنا - کسی کام میں کسر چھوڑنا - کسی کام میں کوتاہی کرنا	پُھولنا - فخر کرنا - اِترانا
	آگ میں ڈالنا - تباہ کرنا
	پُولا - گٹھا
	نکتہ - دانائی کی بات

الفاظ و معنی

کلجگ - وہ چوتھا زمانہ یعنی آخری زمانہ جس میں نیکی نہیں ہوگی - بدی ہی بدی ہوگی - اور بدی کی سزا دیر میں ملے گی ۔

کرتجگ - وہ زمانہ جس میں کئے کا بدلہ فوراً مل جائے گویا یہ ست جگ کا دوسرا نام ہے ۔

ثنا خوانی - تعریف کرنا ۔

مشکل آسان کرنا - مشکل حل کرنا ۔

۴۸ - بنارس

تیرتھ - ہندوؤں کا مقدس مقام ۔

رشی / منی } سادھو - سنت ۔

صداقت - سچائی ۔

صبر و تحمل - برداشت کرنا ۔

الفاظ و معنی

اشنان - نہانا - غسل ۔

یونیورسٹی - وہ بڑا مدرسہ جہاں سب قسم کے علم پڑھائے جاتے ہیں - اور بڑی بڑی علمی ڈگریاں دی جاتی ہیں ۔

اعتدال - نہ زیادہ نہ کم ۔

زرخیز - وہ زمین جس میں زیادہ پیداوار ہو ۔

قابل کاشت - بونے کے لائق ۔

عظمت - بڑائی - بزرگی ۔

شہادتیں - گواہیاں ۔

۴۹ - ملکہ معظمہ وکٹوریا

ممدوحہ - تعریف کی گئی - جس کا ذکر اوپر ہوا - یہ صیغہ مؤنث کا ہے - مذکر کے لئے ممدوح بولتے ہیں ۔

الفاظ و معنی
شفیق - مہربان ۔
قضا کی - فوت ہو گئے ۔
پیلیس - محل ۔
بن باپ کی لڑکی - یتیم لڑکی ۔
ناموری - شہرت - مشہوری ۔
مادر مشفقہ - مہربان ماں ۔
والدۂ ماجدہ - بزرگ ماں ۔
انتقال - مرنا ۔
شوہر - خاوند ۔
استقلال - ہمت - حوصلہ ۔
اہتمام - انتظام ۔
ابتدا - شروع ۔
استعداد - لیاقت ۔
پژمردہ - کملایا ہوا ۔
اعتدال } درمیانہ
سلامت روی } درجہ نہ حد سے زیادہ - نہ حد سے کم ۔

الفاظ و معنی
کفایت شعاری - آمدنی سے خرچ کرنا - آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرنا ۔
صحیح النسب - خاندانی ۔
قبل - پہلے ۔
پبلک باتیں - جن باتوں کا تعلق رعایا سے ہو ۔
پرائیویٹ باتیں - جن کا تعلق اپنی ذات سے ہو ۔
شکر گزاری - شکریہ ۔
برعکس - برخلاف - اُلٹ ۔
محدود - وہ چیز جس کی کوئی حد نہ ہو ۔
قوانین - قانون کی جمع ۔
آرزو - خواہش ۔

۵۰ - آنکھ کا نور

الفاظ و معنی
سرور - خوشی ۔
نازاں - فخر کرنے والا ۔
ظہور - ظاہر ہونا ۔

الفاظ و معنی

کرم - مہربانی ۔

وقتِ کلام - بولنے کے وقت ۔

صحبتِ بد - بُری صحبت ۔

نفور - نفرت کرنے والا ۔

کسبِ کمال - کمال حاصل کرنا ۔

۵۱- ہمت والوں کی صدا

دم بھرنا - ہمدردی کرنا ۔

ہاٹ - دُکان ۔

پرتا - دستور ۔

گانٹھ - گرہ ۔

ترنا - وصول ہونا ۔

کمر باندھنا - تیار ہونا - ہمت کرنا - کسی کام کے کرنے کے لئے تیار ہونا ۔

اشکوں سے منہ دھونا - رونا ۔

فانی - فنا ہونے والی چیز - نہ رہنے والی چیز ۔

الفاظ و معنی

جولانی - کودنا ۔

ہمت کی جولانی - ہمت کا جوش ۔

پتھر پانی ہونا - مشکل کام کا آسان ہونا ۔

۵۲- بہارستان کا آسیب

آسیب - جن - بھوت ۔

براہِ راست - سیدھے راستے ۔

عقل و ہوش سے ہاتھ دھو بیٹھے - ان کی عقل ماری گئی ۔

جان سے ہاتھ دھونا - جان سے ناامید ہونا ۔

حیرت آمیز سکوت - حیران ہو کر چپ ہونا ۔

مُخل ہونا - خلل ڈالنا ۔

فیصلہ کُن - فیصلہ کرنے والا ۔

سنگار میز - وہ میز جس

LIBRARY

الفاظ و معنی

پر کنگھی - آئینہ وغیرہ آرائش کا سامان ہوتا ہے ۔

محتاط - احتیاط کرنے والا - ہوشیار ۔

فلسفی - حکیم - دانا ۔

جنّات - جنّ کی جمع ۔

فضا - خلا ۔

مہیب - ڈراؤنا ۔

آہنی گرفت - سخت پکڑ ۔

فرغل - بڑا سا چغہ ۔

بلند قامت - لمبے قد والا ۔

کِسی کے خون سے ہاتھ رنگنا - قتل کرنا ۔

ہراساں - خوفزدہ ۔

حیرت زدہ - حیران ۔

الفاظ و معنی

فاتحانہ - فتح مندوں کی طرح ۔

بشاشت - خوشی ۔

زندہ بگور - جس کی زندگی موت کے برابر ہو ۔

مظالم - جمع مظلمہ - معنی ظلم ۔

نتائج - نتیجہ کی جمع - نتیجے ۔

اِقبال کرنا - مان لینا ۔

پابہ زنجیر - زنجیر میں جکڑا ہوا ۔

قلق - غم ۔

قانونِ فطرت - قانونِ قدرت ۔